31-19

اسلامی انقلاب

اور

اُس کا فکری لائحہ عمل

مولانا عبد القیّوم حقّانی

2006

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

Marfat.com

7310 31

اسلامی انقلاب

اور

اُس کا فکری لائحہ عمل

مولانا عبدالقیوم حقانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

2006

Marfat.com

جملہ حقوق بحق القاسم اکیڈمی محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- اسلامی انقلاب اور اسکا فکری لائحۂ عمل

مصنف ---------- مولانا عبدالقیوم حقانی

84661

ضخامت ---------- 216 صفحات

تعداد ---------- 1000

تاریخِ طباعت بارِ اوّل ------ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ/ اگست ۱۹۹۱ء

تاریخِ طباعت بارِ سوم ------ ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ/ دسمبر 2006ء

ناشر ---------- القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس، خالق آباد، نوشہرہ، سرحد، پاکستان

ملنے کے پتے

- ☆ صدیقی ٹرسٹ، صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی
- ☆ مولانا سید محمد حقانی، مدرس جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ
- ☆ مکتبہ رشیدیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
- ☆ کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی
- ☆ مکتبہ سید احمد شہید، ۱۰ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
- ☆ مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی .... کراچی
- ☆ کتب خانہ اشرفیہ .... کراچی
- ☆ مولانا خلیل الرحمٰن راشدی صاحب، جامعہ ابوہریرہ، چنوں موم ضلع سیالکوٹ

اس کے علاوہ اکوڑہ خٹک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے

Marfat.com

ذخیرہ
لاہور پاکستان

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ
حرفِ آغاز	۵
بابِ اوّل اسلامی انقلاب کی ضرورت — اصلاحِ انقلابِ اُمت اور نسخۂ امن و سلامتی	۱۳
مکافاتِ عمل اور احتساب و انتباہ	۱۵
اسلامی انقلاب (ہر نوعیت کے ظلم و استحصال کا خاتمہ)	۲۱
تحریکِ انقلابِ اسلامی (ضرورت و اہمیت اور عزائم)	۲۸
اسلامی انقلابی تحریک برپا کرنے کی ضرورت	۳۳
اصلاحِ انقلابِ اُمت اور نفاذِ شریعت کا پہلا مرحلہ	۴۱
شریعت کا مکمل نفاذ (نسخۂ امن و سلامتی)	۴۷
نوجوانوں میں فکری الحاد و ارتداد کی یلغار اور اصلاح کا طریقِ کار	۵۲
امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کا نظریۂ انقلاب و سیاست	۵۸
اسلام میں خلافت کا تصوّر اور نظامِ خلافتِ راشدہ	۷۵
نفاذِ شریعت کے لیے فکری انقلاب کی ضرورت اور اہم نکات	۸۳
موجودہ بحران کا واحد حل (اسلامی نظامِ تعلیم کی ترویج)	۱۰۴
بابِ دوم بین الاقوامی سیاست اور ملکی نظامِ حکومت میں سیرتِ نبویؐ کے تقاضے — اہمیت اور ضرورت	۱۰۹
اسلامی انقلاب کا واحد راستہ (منصبِ نبوت پر اعتماد و انقیاد)	۱۱۱
قومی سیاست اور ملکی نظامِ حکومت میں سیرتِ نبویؐ کی اہمیت	۱۱۶

Marfat.com

صفحہ	مضامین
۱۲۵	حالاتِ حاضرہ اور سیرتِ رسولؐ کے تقاضے
	ترویجِ سیرت کی آئینی جدوجہد، مخالفت اور موافقت کے تناظر میں
	نام لیوانِ سیرت کی ذمہ داریاں
۱۳۱	قول و عمل کا تضاد
۱۳۴	اسلامی انقلاب کا تاریخ ساز مرحلہ مگر نا اہل قیادت کا شرمناک المیہ
۱۴۳	اسلام کے نام پر قائم ہونے والی حکومت (ذمہ داریاں، توقعات اور ترجیحات)
۱۴۹	**باب سوئم**
	روبہ زوال اشتراکیت اور کمیونزم (شکست وریخت کے مرحلہ میں)
	فسطائیت ایک ظالمانہ اور استحصالی نظام
	عورت کی حکمرانی ـــ اسلامی تاریخ کا عظیم سانحہ
	پاکستان کے سفرِ حیات کی عبرت انگیز اجمالی روئیداد
۱۵۱	پاکستان کے بیالیس سالہ سفرِ حیات کی روئیداد
۱۶۲	قومی شعور کی آزمائش (انتخابات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)
۱۶۹	چمن بچاؤ، غمِ آشیاں کا وقت نہیں
۱۷۴	اشتراکیت کے ظالمانہ اور استحصالی نظام کی ترویج (علامات اور خطرات)
۱۸۰	رُوبہ زوال کمیونزم (شکست وریخت کے مرحلہ میں)
۱۸۶	عورت کی حکمرانی (اسلامی تاریخ کا عظیم سانحہ)
۱۹۵	فسطائیت ایک ظالمانہ اور استحصالی نظام

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ آغاز

الحمد لحضرۃ الجلالۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الرسالۃ

محض انقلاب، محض تغیّر اور محض تبدیلی میں مسلمانوں کے لیے کوئی برکت نہیں ہے۔
اگر ہماری اجتماعی جدوجہد کا مقصد اور ہماری سیاسی مساعی کا ہدف محض اشخاص کی تبدیلی، چہروں کا انقلاب اور اقتدار کا "تغیر" ہی قرار پائے تو پھر بہتر یہ ہے کہ اب تک جہاں پڑے سسک رہے ہیں وہیں بقیہ ایامِ ذلت و خواری اور کاٹ لیں۔ جب ہم نے اپنے عملی کارناموں اور مغربی طرز کی سیاست کاری سے یہ فیصلہ کر ہی لیا ہے کہ "تاریکی" ہی میں رہنا ہے تو پھر اس سے کیا بحث ؟ کہ وہ کوئی گڑھا ہے یا عمدہ بنا ہوا تہہ خانہ ؟

آج تک بحیثیتِ مجموعی ہماری تمام تر ناکامیوں کی علتِ حقیقی یہ رہی ہے کہ ہم نے اپنے اعمالِ زندگی کی شاخ کو "سلطانِ قرآن" کے ماتحت نہیں رکھا۔ جب کبھی کوئی تحریک شروع کی، کوئی قومی، ملکی، اجتماعی یا سیاسی پالیسی کا پروگرام مرتب کیا تو عملی دنیا میں قرآنِ حکیم کو اس طرح بھولے رہے گویا اس کا نزول تاریخِ عالم کا کوئی واقعہ ہے ہی نہیں۔

ہماری سیاسی اور قومی قیادتیں اسلام کا نام لیتی رہیں، اسلامی انقلاب کی مالا جپتی رہیں مگر عملی زندگی میں وہ خود اپنے دائرہ کار و اختیار میں بھی اس کا کوئی نمونہ پیش نہ کرسکیں۔ چنانچہ ہم ایک دلدل سے نکل کر دوسری دلدل میں پھنستے اور ایک دام سے نجات پاکر دوسرے دام میں گرفتار ہوتے رہے۔

جب تغیّر اور انقلاب سے محض تبدیلئ حکومت و حصولِ اقتدار ہی کو ہدف بنا لیا

Marfat.com

جائے اور ایک مسلمان کی حیثیت سے کوئی عقیدہ، کوئی خیال، کوئی مقصود، کوئی نصب العین اور کوئی اصلی اور خالص دینی و اسلامی پالیسی نہ اختیار کی جائے اور ہماری جماعتیں اور قیادتیں اپنے ملکی یا بیرونی آقایانِ ولی نعمت کی چشم ابرو کی حرکت کا نام بن کر رہ جائیں اور صرف ان کو تکتے رہیں اور پھر جب مصلحتاً لطفِ دہر کی کوئی علامت ظاہر ہو، کوئی ٹکٹ مل جائے، کوئی ... حاصل ہو، وزارت کا قلمدان ملے، ممبری کا منصب نصیب ہو یا کسی بڑی پارٹی کا ضمیمہ بن کر اقتدار کے بال و پر کا کوئی حلقہ ہاتھ لگ جائے تو "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" کہہ کر سربسجود ہو جائیں۔ اور اگر مصلحت نے گوشۂ چشم رقیبوں کی طرف پھیر دیا، مفاد اور ذاتی اغراض کی تکمیل کے راستے مسدود ہو گئے تو لگے منہ بسورنے اور آنسو بہانے! آخر یہ بھی کوئی کارنامہ، کوئی مقصد، کوئی سیاست یا کوئی انقلاب ہے؟

سوال یہ ہے کہ ہم خود بھی کوئی شے ہیں یا نہیں؟ ہمارا بھی کوئی منشور ہے یا نہیں؟ جب ہم انقلاب کا نعرہ لگاتے ہیں تو کیا اس کا یہ مقصد ہونا چاہیے کہ شخص واحد کی تسکینِ انا اور تکمیلِ مفاد ہوتی رہے؟

مملکتِ عزیز پاکستان میں کئی تحریکیں چلیں۔ اسلام، نفاذِ شریعت اور نظامِ مصطفےٰ کے نام پر ہزاروں شیدایانِ اسلام نے جان کے نذرانے پیش کیے۔ مگر بدقسمتی سے ان تحریکوں میں لگام کا سرا ان لوگوں کے ہاتھ میں تھی جنہوں نے لگام سے لگام کا نہیں زنجیر کا کام لیا۔ اور اگر کہیں کوئی قیادت مخلص بھی تھی تو اسے بے اختیار اور بے بس بنا دیا گیا۔

غالب لادین عناصر نے ایسی تمام تحریکوں میں تلاش راہِ حق کو یا تو آگے بڑھنے سے روک دیا یا پھر ایک پرپیچ و خم راہِ ضلالت سامنے کر دی تاکہ جستجوئے منزل (خالص اسلامی انقلاب) کا قدم اس میں بھٹک کر رہ جائے۔

احقر کے ان سلسلہ ہائے مضامین اور پیشِ نظر کتاب سمیت تمام تر تصنیفی و تالیفی مساعی

Marfat.com

کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو ان کے فکر و عمل کے تمام زاویوں اور تمام اعمال و معتقدات میں صرف کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دی جائے۔ خواہ وہ تعلیمی مسائل ہوں یا تمدنی، سیاسی مسائل یا تہذیبی، انفرادی ہوں یا اجتماعی، ملکی ہوں یا بین الاقوامی، ملی ہوں یا کچھ اور، ہر جگہ ہر محاذ پر اور زندگی کے ہر زاویہ اور ہر موڑ پر مسلمانوں کو صرف مسلمان ہی دیکھا جائے ——— ہمارا مقصد صرف یہی ہے اور صدا صرف یہی ہے کہ:-

تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ ۔
(سورۃ آل عمران ۶۴)

آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلم ہونے میں) برابر ہے۔

سب کو کتاب اللہ کی طرف بلایا جائے جو بغیر کسی امتیاز کے سب میں مشترک ہے اور جس سے کسی کو اعتقاداً انکار نہیں مگر عملاً ہم مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ:-

اَلَّذِیْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۔
(سورۃ المائدہ ۴۱)

انہوں نے زبان سے تو کہدیا کہ ہم ایمان لائے لیکن اُن کے دلوں میں ایمان نہیں۔

جب باری تعالیٰ اہلِ اسلام کو اپنے کلام کے آگے سربلند کرنا چاہتے ہیں تو ہم کیوں اس سے گردن موڑ کر اپنے جیسے انسانوں کے سامنے ذلت کا سر جھکاتے ہیں۔

احقر کی پیشِ نظر تحریری کاوش سمیت اپنی تمام تر تحریری کاوشوں کا صرف یہی مقصد ہے کہ:-

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝
(سورۃ حٰم السجدہ ۳۳)

اور اُس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے اور خود بھی نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

Marfat.com

اسلامی انقلاب کسی بھی نئے اور جدید راستے سے نہیں آئے گا، یہ راستہ وہی پرانا راستہ اور وہی قدیمی لائحہ عمل ہے جس پر چل کر ہزاروں ہستیاں منزلِ مقصود تک پہنچ چکی ہیں۔ آسمان و زمین کے خالق و فاطر نے جس وقت انسانوں کو دیکھنے کے لیے آنکھیں عطا فرمائیں تو اُسی وقت اُن کے سامنے یہ راستہ بھی واضح اور بے غبار طور پر کھول دیا، ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے اسی پر قدم رکھا، حضرت نوح علیہ السلام نے پتھروں کی بارش میں اسی کا وعظ کہا، حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اسی کی نشانی کے لیے قربان گاہ بنائی، حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ نے اسی کے لیے اینٹیں چُنیں، حضرت یوسف علیہ السلام سے مصر کے قید خانے میں جب ایک ساتھی نے پوچھا تو انہوں نے بھی اسی کی راہنمائی کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام جب وادی ایمن میں روشنی کے لیے بیقرار ہوئے تو اسی راہ کی تجلّی ایک سبز درخت کے اندر نظر آئی، گلیل کا اسرائیلی واعظ جب یروشلم کے قریب ایک پہاڑ پر چڑھا تو اس کی نظر اسی راہ پر تھی اور پھر جب خداوند سعیر سے چمکا اور فاران کی چوٹیوں پر نمودار ہوا تو وہی راہ تھی جس کی طرف اس نے دُنیا کو دعوت دی :-

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِۦ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِۦ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ (سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳)	راہ ڈال دی تمہارے لیے دین میں وہی جس کا حکم کیا تھا نوحؑ کو اور جس کا حکم بھیجا ہم نے تیری طرف اور جس کا حکم بھیجا ہم نے ابراہیمؑ کو اور موسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ کو یہ کہ قائم رکھو دین کو اور اختلاف نہ ڈالو اس میں۔

یہی وہ انقلابی راستہ ہے جس کی نسبت یوسف صدیق نے قید خانۂ مصر میں یہ کہہ کر اپنا وعظ ختم کیا۔

ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (یوسف ۴۰)	یہی سیدھا راستہ ہے مگر بہت ہیں جو نہیں جانتے۔

Marfat.com

اور جس کے متعلق امام انقلاب داعی اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حکم ہوا تھا کہ آپ علی الاعلان یہ کہہ دیں کہ:۔

هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ (یوسف ۱۰۸)	میرا راستہ یہ ہے تم سب کو اللہ تعالٰے کی طرف بلاتا ہوں اور جو لوگ عقل وبصیرت کے ساتھ اسی دین کے راستہ پر ہیں۔

خدا کا فضل ہے کہ نبی کی اُمت اور ہم گنہگار بھی تو وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ میں داخل ہیں اس لیے ہمیں صرف یہی راستہ اختیار کرنا ہوگا۔

یہی پیشِ نظر سلسلہ ہائے مضامین کا ہدف ہے اور یہی ہمارا مقصد اور یہی ہماری دعوت اور یہی ہمارا انقلاب ہے جس کے خدوخال اس کتاب میں بیان کیے گئے ہیں اور جس کی طرف اہلِ اسلام کو دعوت دی گئی ہے۔

یہ کسی بھی انسانی دماغ کی اختراع نہیں اور نہ کسی انسانی گروہ کی اتباع وتقلید ہے بلکہ اس رب العالمین نے جس نے کتاب وحکمت اور عدل ومیزان کے ساتھ اپنے رسولوں کو دُنیا میں بھیجا، یہ راہ ہمارے سامنے کھول دی ہے۔ وہ اگر توفیق بخشے تو اس کی دی ہوئی زندگی کو اسی دعوتِ حق اور اسی دعوتِ عمل اور دعوتِ انقلاب میں ختم کر دینا چاہیئے —— اسی انداز کو اپناتے ہوئے ہماری بھی نہ تو کسی سے جنگ ہے نہ کسی سے مناقشہ، نہ صلہ کی توقع نہ داد کی اُمید، بلکہ اس راہ کے داعئ عظیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جو حکم دیا گیا تھا وہی پیشِ نظر ہے:۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا	اے پیغمبر آپ ان کو دعوت دیں اور جو حکم دیا گیا ہے اُس پر قائم رہیں اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں اور ان سے کہہ دیں کہ تمام اُتری ہوئی کتابوں پر میرا ایمان ہے اور مجھ کو حکم ملا ہے کہ

Marfat.com

وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (الشوریٰ ۱۵)

...میں عدل کروں، وہی اللہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے ہمارا عمل ہمارے لیے اور تمہارا عمل تمہارے لیے، جھگڑنے کی کوئی بات نہیں، اللہ نے ہم سب کو جمع کر دیا اور سب کو اسی کی طرف جانا ہے۔

نفاذِ شریعت، اسلامی انقلاب، اسلامی سیاست، اسلامی نظامِ معیشت، اسلام کا نظامِ عدل و انصاف اور عصرِ حاضر میں اسلام کے عملی نفاذ اور زندگی کے مختلف شعبوں میں پیش آنے والے نت نئے مسائل کے اسلامی حل کے موضوع پر اپنے سلسلۂ تصنیف و تالیف کے علاوہ احقر گذشتہ دس سال سے اپنی بساط کے مطابق کچھ نہ کچھ لکھتا رہا اور ان میں سے بیشتر مضامین ماہنامہ "الحق" کے ادارتی کالموں میں شائع ہو رہے ہیں جبکہ ملک و بیرونِ ملک کے دیگر اہم جرائد کے لیے بھی یہ سلسلۂ مضامین چلتا رہا۔ احباب و مخلصین اور اپنے مہربان قارئین کی جانب سے ان تمام مضامین کو یکجا طور پر علیحدہ کتابی شکل میں مرتب کر کے شائع کر دینے کی خواہشوں کا اظہار ہوتا رہا جبکہ میرے سامنے اس کا عملی نمونہ بھی موجود تھا۔ مفکرِ اسلام حضرت العلامہ مولانا سمیع الحق مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ کا مجموعۂ مضامین "اسلام اور عصرِ حاضر" اور ماہنامہ "البلاغ" کے مدیر حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہٗ کا مجموعۂ مضامین "عصرِ حاضر میں اسلام کیسے نافذ ہو؟" چھپ چکے ہیں۔

مگر یہ خیال دامنگیر رہا کہ تمام مضامین کی یکجا اشاعت سے ایک تو کتاب بہت ضخیم ہو جائے گی اور ضخامت کی وجہ سے استفادہ مشکل ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ مہنگائی کے اس دور میں قارئین کے لیے اس کا حصول بھی آسان نہ رہے گا۔ تیسرے یہ کہ ہمہ نوع مضامین اور مختلف ابواب پر منقسم ہونے کی صورت میں کسی ایک

Marfat.com

مضمون سے دلچسپی رکھنے والے احباب کو پوری ضخیم کتاب لینی پڑے گی۔

اس مقصد کے پیشِ نظر اپنی تمام تحریروں کو ایک کتاب میں جمع کرنے کے بجائے ہر موضوع پر الگ الگ مجموعہ تیار کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ پیشِ نظر مجموعہ "اسلامی انقلاب اور اس کا فکری لائحہ عمل" اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ "اسلامی سیاست اور اس کے انقلابی خدوخال" پیش کیا جائے گا۔

مجھے یقین ہے کہ قارئین حسبِ روایت حوصلہ افزائی سے نوازیں گے تو یہ سلسلۂ اشاعت بھی مزید آگے بڑھتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اس سلسلہ کو مسلمانوں کے لیے مفید بنائیں اور احقر کے لیے ذخیرۂ آخرت ثابت ہو آمین

عبدالقیوم حقانی

رفیق مؤتمر المصنفین واستاذ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
۳ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ / ۱۴ اگست ۱۹۹۱ء

Marfat.com

ناز کیا اس پہ کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

اٹھ! کہ ناسازئ ماحول سے صف آرا ہو
زندگی نام ہے ماحول سے لڑتے رہنا

Marfat.com

بابِ اوّل

اِسلامی انقلاب کی ضرورت

اِصلاحِ اِنقلابِ اُمّت

اور

نُسخۂ امن و سلامتی

Marfat.com

اسلامی انقلاب یا غلبۂ شریعت کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ ہر نوع کے ظلم و استحصال کا خاتمہ، وسائل کی عادلانہ تقسیم، مواقع کی یکسانیت

طبقاتی بنیادوں پر استوار نظام تعلیم کا خاتمہ، اہلیت و صلاحیت کی بنیاد پر تقرر و ترقی کی ضمانت، علاقائی و گروہی لسانی اور قبائلی عصبیتوں پر مبنی اقربا پروری کا استیصال، بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں کا تحفظ، بنیادی احتیاجات کی تکمیل کا اہتمام

دنیا بنانے کے بجائے آخرت سنوارنے کی فکر و سعی کا عمومی ماحول، اگر نفاذ اسلام، نفاذ شریعت اور غلبۂ دین کی کوششوں کا ھدف یہ سب کچھ نہیں تو وہ محض لیپا پوتی ہے

Marfat.com

مکافاتِ عمل اور احتساب و انتباہ

ہمارا مخاطب کوئی بھی نہیں کہ سننے والا کوئی بھی نہیں ؎

ہم اپنا روئیں جا کر سامنے کس کے
رہا کون اپنے آنسو پونچھنے والا ہے رونے میں

لیکن ہم مخاطب ہیں ساری کائنات کے ہر فرد سے اور ہر اُس فرد سے جو سُننے کی قوّت رکھتا ہے، جو دیکھنے کی استطاعت رکھتا ہے اور جو سوچنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

افغانستان کی حالتِ زار، لبنان کی صورتحال، بھارت میں خونِ مسلم کی ارزانی، آذر بائیجان اور کشمیر کے مسلمانوں کی کسمپرسی، کون ہے جس سے پوشیدہ ہو؛ کون ہے جو حقیقتِ حال سے بے خبر ہو؟ ؎

یہی بیکسی تھی تمام شب اسی بیکسی میں سحر ہوئی
نہ کبھی چمن میں گذر ہوا نہ کبھی گُلوں میں بسر ہوئی
یہ پکار سارے چمن میں تھی وہ سحر ہوئی وہ سحر ہوئی
میرے آشیاں سے دھواں اُٹھا تو مجھے بھی اسکی خبر ہوئی

روس کے مسلمانوں کو دیکھو کیا ہو رہا ہے؟ قبرص کے مسلمانوں کو دیکھو کیا ہو رہا ہے؟ عراق اور ایران میں دیکھو کیا ہو رہا ہے؟ اسپین میں دیکھو اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا جا رہا ہے؟ خوب دیکھو اور ٹٹول ٹٹول کر دیکھو، دکھائی دیتا ہے تو آج ہی دیکھو کہ امریکہ، برطانیہ، جاپان، فرانس، چین اور جنوبی افریقہ میں مسلمان کیا کر رہے ہیں؟ ہاں ہاں دیکھو! شام، مصر، ایران، سوڈان، لیبیا، سعودی عرب اور عراق کے مسلمان کیا کر رہے ہیں؟

پڑوسی ملک بھارت میں مسلمانوں کی تازہ ترین مظلومیت اور حالتِ زار دیکھو! چار سو سالہ

Marfat.com

قدیم بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کے لیے مسجد سے متصل مندر کا سنگِ بنیاد رکھ دیا گیا ہے۔
عالمِ اسلام سمیت پوری دنیا یہ منظر دیکھ رہی ہے کہ بھارت میں مسلمانوں کا نہ جان و مال محفوظ ہے اور نہ اُن کے عقائد اور عبادت گاہیں۔ ہزاروں مسلمان شہید کر دیئے گئے مسلمان عورتوں کی عصمتیں لوٹ کر قتل کر کے ان کی لاشیں نالابوں میں اور بعض کو زندہ کنوؤں میں پھینک دیا گیا۔ یکم نومبر کو ایک کوئیں سے تیس لاشیں برآمد ہوئیں جو بوریوں میں لپٹی ہوئی تھیں، انہیں کم از کم دس روز پہلے ہلاک کر دیا گیا تھا۔ بھارتی فوج کے ایک میجر نے جب سو مسلمانوں کو فسادیوں سے بچا کر پولیس کے حوالے کر دیا اور انہوں نے ایک بند کمرے میں پناہ لے لی تو پولیس کی نگرانی میں وہ کمرہ بوچڑ خانے میں تبدیل کر دیا گیا اور وہاں سے خون کے دھارے بہہ بہہ کر اطراف کو لالہ زار کرتے رہے۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود پاکستان سمیت دنیا بھر کے اسلامی ملک اس بنیادی انسانی مسئلے پر کوئی مؤثر آواز نہ اٹھا سکے، مسلم سربراہ کانفرنس (O.I.C) میں اس مسئلہ کو اٹھانے کا فریضہ نجانے کب اور کس کے نام نکلتا ہے مگر حالت یہ ہے کہ تاہنوز کسی بھی مسلم ملک کو مسلم وزرائے خارجہ کا اجلاس بلانے کی تجویز بھی پیش کرنے کی جرأت نہ ہو سکی ہے

دوستوں کا کرم معاذاللہ شکوۂ جورِ دشمناں نہ رہا

اور کشمیر میں جو خونِ مسلم سے ہولی کھیلی جا رہی ہے، درندگی اور بہیمیت کے روح فرسا مناظر ساری دنیا دیکھ رہی ہے، کیا اس سے کوئی ٹس سے مس ہوا؟ مسلم اُمّہ نے اس میں کتنی دلچسپی لی؟ انسانی حقوق کے بلند بانگ دعوے کرنے والوں نے ادھر جھانک کر دیکھنے کی بھی کوئی زحمت گوارا کر لی؟

آذربائیجان کے دارالحکومت میں روسی فوجوں کی سفاکی، بربریت، اخلاق سوز اور انسانیت سوز یلغار سے پوری دنیا لرز اٹھی، ہزاروں مسلمان شہید کر دیئے گئے، ٹینکوں کے شعلوں اور خود کار مشینوں کی آگ برساتی ہوئی گولیوں سے شہداء کی لاشوں کے چیتھڑے اُڑا دیئے گئے۔ روس کی اس وحشیانہ کارروائی سے پوری دنیا ششدر رہ گئی کہ بظاہر دو ہمسایہ ریاستوں کے جھگڑے میں ماسکو کو کسی ایک فریق کے خلاف اتنی سخت کارروائی کرنے کا کیا حق حاصل تھا؟

Marfat.com

تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آذربائیجانی مسلمانوں کی بیداری اور پوری دنیائے انسانیت میں مسلمانوں کا اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اُٹھ کھڑے ہونا افغان مجاہدین ہی کی لگائی ہوئی شمع ہے جس نے ایک روز بھڑک کر پوری دُنیائے کفر و ظلمت کو تاراج کر کے خاکستر بنا دینا ہے، انشاءاللہ

آذربائیجان میں حالیہ روسی بہیمیت اور وحشیانہ کاروائی بھی دراصل مسلمانوں کے ہاتھوں سے اپنے خطرناک اور بھیانک مستقبل کی پیش بندی ہے کہ ؎

یہ بھڑک کر نہ کہیں آتش کا شانہ بنے

دُور نہیں اپنے ہی ملک میں دیکھو، پاکستان کے مسلمانوں کو دیکھو کہ کیا کرتے رہے اور اب کیا کر رہے ہیں؟ کیا حکمران جماعت سمیت ملک کے معروف سیاسی قائدین نے بحالی جمہوریت کی تحریک نہیں چلائی تھی؟ جماعتی بنیادوں پر الیکشن کرانے کے لیے جان کی بازی نہیں لگا دی تھی؟ جمہوریت کو بحال ہوئے ایک سال پورا ہو گیا ہے، تو کیا ملک میں ہر طرف نہ سہی دارالحکومت کے عوام میں بھی کوئی خوشحالی کی جھلک پھوٹی؟ امن وامان ملک کے کسی بھی حصہ میں قائم ہُوا؟ رشوت رُوپوش ہو گئی؟ اقربا پروری اور صوبائی عصبیت ختم ہو گئی؟ ملکی سالمیت اور قومی وحدت میں استحکام پیدا ہُوا؟ یا انتشار اور باہمی منافرت کی فضا بڑھ گئی؟ ؎

رائیگاں سب فصلِ گُل کی گلشن آرائی گئی
اور اُلجھی جس قدر یہ زُلف سُلجھائی گئی

کل جب اسلام کے عظیم جرنیل، قائدِ شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رح کی تحریک نفاذِ شریعت کے مقابلہ میں جمہوریت کو لایا جا رہا تھا تو کیا ظالم کو مظلوم، قاتل کو مقتول جارح کو مجروح اور جمہوریت کے دشمن کو اس کا دوست باور نہیں کرایا گیا تھا؟ جس کے ہاتھوں سے ہنوز قتلِ مسلم کا خون ٹپک رہا تھا، تو کیا اسے گلے نہیں لگایا گیا؟

اور اب خیر سے مؤنث جمہوریت بحال ہو گئی تو راہنمایانِ قوم کس طرح بکے اور کس طرح جھکے؟ مؤقف بدلے، پلیٹ فارم تبدیل ہوئے ضمیر نامی چیز عنقا ہو گئی۔ دُنیا ہنستی رہی اور ہم تماشاگاہِ عالم بنے رہے کہ ہمارے منتخب ممبرانِ قوم انسان ہو کر بھی بھیڑ بکری

Marfat.com

کی طرح موں لگتے رہے ہے اور وہ بکتے رہتے ہے ؎

کتنا دکھ، کتنی جفا، کتنا ستم دیکھا ہے
ہم نے اس عمر میں اک عمر کا غم دیکھا ہے

اور اب کی بار جو مصیبت (نحوست) آئی ہے اور قوم پر نحوست و رسوائی کی سیاہ رات چھائی ہے یہ روس یا امریکہ سے مسلط کرائی گئی یا بہی خواہانِ قوم اور ہمدردانِ ملت کے شانوں کے سہارے اور پیار دلار کے ثمرات ہیں جسے پوری قوم بھگت رہی ہے ــــ ملکی سیاست اور آئین و قانون کی سمت قبلہ تبدیل کر دی گئی، قومی اقدار کی خشتِ اول تبدیل کر دی گئی، عریانی، فحاشی اور اسلامی اقدار سے استہزا عام ہونے لگا، عورت کو خاتونِ خانہ کی بجائے "کرکٹ کی گیند" بنا دیا گیا۔ رسوائے زمانہ تنظیم "اپوا" کی پھر سے سرپرستی شروع کر دی گئی، سرکاری سرپرستی میں محرمات کو پھر سے فروغ دیا جانے لگا۔ معمارانِ قوم اساتذۂ کرام کے جائز مطالبات کو تو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا گیا بلکہ ظالمانہ جبری ریٹائرمنٹ کے ذریعہ ہزاروں افراد کے روزگار تباہ کر دیئے گئے، سپر ریفل ٹکٹ کے نام سے سادہ لوح افرادِ قوم کی جیبوں پر مہذب ڈاکہ ڈالا جانے لگا، صوبائی عصبیت کے عفریت کو دودھ پلایا جا رہا ہے، کراچی کو لبنان کے سٹیج کی سطح پر لایا جا رہا ہے، سندھ کے فسادات میں پردہ نشینوں کے ہاتھ مصروفِ کار ہیں ؎

اس فصلِ بہاری میں دِل ٹوٹ گئے جتنے
اتنے کسی موسم میں ٹوٹے نہیں پیمانے

اور خدا جانے آگے کیا ہونے والا ہے؟

دیکھو! ہم نے کل بھی یہی کہا تھا، گلا پھاڑ پھاڑ کر یہی کہا جو کچھ آج پیش آ رہا ہے یہی کچھ پیش ہونا تھا، اور خدا کا شکر ہے کہ اب سب وہی کہنے لگے جسے کل ہم تنہا کہتے رہے تو گردن زدنی بھی تھے اور قابلِ ملامت بھی۔

غرض دیکھو اور خوب غور سے دیکھو! روس، امریکہ، برطانیہ، فرانس، بھارت، اسرائیل، فلپائن، جنوبی افریقہ اور یونان اسلام کے نام لیواؤں سے کیا سلوک کر رہے ہیں؟ ؎

باغباں تقسیم یوں کرتا ہے انعام بہار
پھول اپنے واسطے خارِ چمن میرے لیے

Marfat.com

سُن لو، اچھی طرح سُن لو!

کُفّارِ عالم مسلمانوں کو مٹانے پر تُلے ہوئے ہیں، پاکستان کا حالیہ سیاہ ترین انقلاب ان کے ایسے ہی مذموم عزائم کا پیش خیمہ ہے۔

کُفّار عالم مسلمانوں میں باہمی سرپھٹول کرانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ ملک بھر میں صوبائی اور لسانی و گروہی عصبیت کی لہر اس کی واضح دلیل ہے۔

کُفّارِ عالم مسلمانوں کو شراب و شباب اور فحاشی و بدمعاشی کے حربوں سے ناکارہ و آوارہ بنانے کے درپے ہیں۔ سیف گیمز، پاکستانی خواتین کا کھیلوں میں حصہ، تازہ ترین ریڈیو ٹی وی اور نشریاتی پالیسی اسی سلسلۂ مذموم کی غلیظ کڑیاں ہیں۔

کُفّار عالم مسلمانوں کو اپنے مفادات کے ناطے چیرنے پھاڑنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ غیرت وحمیت کی سرزمین افغانستان میں روسی بربریت، افغانستان کے بارہ میں امریکہ کی نئی حکمت عملی، پاکستان کا صحیح مُوقف سے انحراف اور پاکستان میں فرقہ واریت بالخصوص ایک فرقۂ مخصوصہ کی سرپرستی اور خون کی ندیاں بہادینے کی دھمکیاں اسی سلسلہ کی صدائے بازگشت ہیں۔

کُفّارِ عالم اہلِ اسلام کو اپنے نظریاتِ باطلہ کے اپنانے کے لیے کیسے کیسے گھناؤنے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ لادین صحافت، تازہ ترین صحافتی پالیسی، قومی اخبارات میں بڑی سطح پر تبدیلیاں، قادیانی تحریک کی حکومتی پالیسی، اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی تعلیمات کے خلاف مُضر مضامین کی اشاعت، باطل قوانین اور رازموں کی ترویج واشاعت بھی تو انہی کے نظریات کے فروغ وغلبہ کی تحریک کا ایک حصہ ہیں۔

کُفّارِ عالم مسلمانوں کو سلامتی کونسل، جنرل اسمبلی، سارک تنظیم، دولتِ مشترکہ اور غیر جانبدار کانفرنس کے شیطانی سٹیجوں پر سراب دکھا کر اپنے مظالم اور چیرہ دستیوں پر ریشمی پٹیاں باندھ کر انہیں سُلادینے کے خوبصورت ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں اور بعض اوقات مسلمان راہنماؤں کو اپنا آلۂ کار بنا کر اپنے مفادات اور مقصدِ کار کے حصول میں کامیاب رہتے ہیں ——

پاکستانی وزیر اعظم کی جانب سے جمہوری ممالک کی تنظیم کی تجویز بھی تو میٹھے میں زہر کے مترادف ہے جس سے عرب اسلامی ممالک سے کٹ جائیں گے اور اسرائیل بہادر آگے آجائے گا۔

Marfat.com

خدانخواستہ اگر یہ تجویز کامیاب بھی ہوجاتی ہے تو جمہوری ممالک کی یہ تنظیم عالم اسلام کے لیے ایک ناسور سے کسی طرح بھی کم نہ ہوگی اور اس کا سہرا بھی موجودہ حکومت کے سر ہوگا۔

پھونک ڈالا ہے گلستاں کا گلستاں جس نے
کون کہتا ہے تیرا شعلۂ رخسار نہیں

ہوش میں آؤ اے اسلامیانِ عالم! تم آپس میں باہم دست وگریباں کیوں ہو؟

عراق وایران! تم کب تک آپس میں خون کی ہولی کھیلتے رہو گے؟

ایرانیو! تم کب تک مقاماتِ مقدسہ کی توہین، حرمین شریفین پر یلغار اور عالم اسلام کے ممتاز ملکوں کو اپنی دھمکیوں سے نوازتے رہو گے؟

پاکستان کے مسلمانو! تم کب تک کفارِ عالم کی جمہوریت" اشتراکیت اور تخریبی عوامل کو اپنوں پر آزماتے رہو گے؟

مصریو، ترکیو، سوڈانیو، خلیجیو، شامیو، افریقیو، لیبیو، انڈونیشیو، بنگلہ دیشیو، اردنیو! تم کب تک خوابِ غفلت میں پڑے رہو گے ہ۔ کہ افغانستان، لبنان، قبرص، فلپائن، آذربائیجان، کشمیر، بھارت، روس اور پاکستان کے سندھ میں مسلمانوں کے بچے تڑپتے رہیں، مائیں ممتا کو روتی رہیں، سہاگنیں بیوہ ہوتی رہیں، بھائی بہنوں کو اور بہنیں بھائیوں کو ترستی رہیں، دوشیزاؤں کی عصمتیں لٹتی رہیں اور تم کروٹ بھی نہ بدلو؟

اُس وقت سے ڈرو مسلمانو! تم بھی اور کفارِ عالم تم بھی ــــ کہ مکافاتِ عمل اب دور نہیں ــــ تم سب اپنے اپنے کیے کا پھل پانے والے ہو ــــ ڈرو، ڈرو اُس ربِّ جبار وقہار، عادل ومنتقم سے پھر اُس وقت تمہارے ظلم تم کو لے ڈوبیں گے کہ نہ تم نے ظلم کا مداوا کیا نہ ظالم کے ہاتھ توڑے نہ خود کو بچایا نہ ڈوبنے والوں کی سرکوبی کی، یہ سب ظلم کی باتیں ہیں اور ظلم خدا کو کبھی پسند نہیں آیا ــــ

کفارِ عالم! تم بھی ظالم ہو کہ دوسروں پر ظلم کرتے ہو ــــ مسلمانو! تم بھی ظالم ہو کہ اپنے بھائیوں پر ظلم ہوتا دیکھ کر تم خوابِ غفلت سے جاگتے نہیں ــــ سو ڈرو ــــ اُس وقت سے ــــ جو آیا ہی چاہتا ہے ــــ جسے تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو ــــ مگر ــــ آنکھوں کو بند کر چکے ہو ــــ لیکن آنکھیں بند کر دینے سے آنے والا وقت ــــ ہاں یقینی آنے والا وقت ــــ ٹالا نہیں جاسکتا ــــ

(ماہنامہ "الحق" فروری ۱۹۹۰ء)

Marfat.com

اسلامی انقلاب

ہر نوعیت کے ظلم و استحصال کا خاتمہ

ماہنامہ الخیر کے مدیر حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ نے احقر کے نام ایک سوالنامہ لکھا کہ "اجتماعی بنیادوں پر مکمل دینی اور اسلامی انقلاب اور سیاسی اقتدار پر دین کے غلبہ کے لیے پوری منصوبہ بندی کی ضرورت ہے، اس سلسلہ میں (خصوصاً پاکستان کے موجودہ حالات میں) آپ کی کیا رائے ہے اور زوال امت کی جو تشخیص آپ نے فرمائی ہے اس کے پیش نظر علاج کا طریق کار کیا ہے"۔ احقر نے جواب میں درج ذیل تحریر لکھی جو الخیر میں شائع ہوئی۔ (عبدالقیوم حقانی)

سلام مسنون! آپ کا مفصل مکتوب موصول ہوا، حسن محبت و شفقت اور یاد فرمائی کا ممنون ہوں ــــ آپ نے جس پیچیدہ اور مشکل ترین مسئلہ اور اس کے حل کے سلسلہ میں پیش رفت کی ہے۔ یہ وقت کی ضرورت اور اہل علم کے فریضۂ منصبی کا اولین تقاضا ہے، میں خود اس کشتی میں سوار ہوں۔ حیرت و استعجاب یا تجسس و استفسار کی "جُو نیا" میں آپ بیٹھے ہوئے ہیں انفرادی یا اجتماعی طور پر دین کے ہمہ پہلوؤں اور عمل کے تمام محاذوں پر کام بحمداللہ ہو رہا ہے، اس کی رفتار جیسی بھی ہے تاہم بحمداللہ کوئی بھی محاذ خالی نہیں ــــ مگر یہ وسیع اور فوری ضرورت اور قومی و ملکی اور ملی مفاد اور دینی تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر مکمل دینی اور اسلامی انقلاب اور سیاسی اقتدار پر مکمل دین کے غلبہ کے لیے منصوبہ بندی اور اس کی تکمیل کے لیے عملی اقدام کیا جائے، اس کے لیے ٹھوس، مثبت، معتمد اور ایک فعال اور مضبوط قیادت کی ضرورت ہے ــــ مگر ایسی قیادت

Marfat.com

کا فقدان ہے۔ صرف ملکی سطح پر ہی نہیں بین الاقوامی اور ملی سطح پر بھی قیادت کا فقدان ہے۔

جمہوریت کے بھوت نے اچھے بھلے مبلغین، شرفاء اور عام مسلمانوں سے بھی شریعت کے اجتماعی نظام اور غلبہ و استحکام کی راہ گم کرادی ہے، اور کچھ ایسے بھی ہیں جو انقلاب انقلاب کی رٹ لگا کر اسمبلی میں پہنچا اور اقتدار پر قبضہ کرکے نفاذِ شریعت کی منزل کے سہانے خواب دیکھتے ہیں، مگر عملی دنیا میں قوم نے مجموعی طور پر جاگیرداروں، وڈیروں اور لادین قوتوں کا ساتھ زیادہ دیا ہے اور دینداروں کا کم! اور اگر اسلامی انقلاب کے لیے انتخابات اور مروجہ لادین جمہوریت کو بار بار آزمایا گیا اور اسی راہ پر اکتفاء کیا گیا تو اس کا معنیٰ گویا مسلسل اور ہمیشہ یہ یہ تجربہ کرتے چلے جانا ہے کہ ایک جمے جمائے نظام کی جگہ دوسرا نظام لانے کا کام بھی انہی لوگوں کو سونپا جا رہا ہے جو پرانے نظام کے کل پُرزے ہیں۔ دنیا کی تاریخ ایسی کوئی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے جہاں تبدیلی چاہتے والوں نے اپنا کام تبدیلی نہ چاہنے والوں سے لیا ہو، انقلاب انبیاء کرامؑ کا لایا ہوا ہو یا عام سیاسی راہنماؤں کا، سب نے اپنے نصب العین کے حصول کے لیے اپنے افکار و نظریات کی بناء پر ایک ٹیم تیار کی، مطلوبہ سیرت و کردار کے سانچے میں ڈھلی ہوئی جماعت تیار کی، کوئی کیڈر (CADER) بنایا، پھر اس کی پرجوش مدد و حمایت، ایثار و قربانی اور عملی شرکت سے ایک نظام کو اکھاڑ کر دوسرا نظام اس کی جگہ قائم کیا۔

انتخابی اور پارلیمانی راہ سے غلبۂ اسلام کی جدوجہد اور کامیابی کی منزل کا حصول ہو یا قوت و غلبہ اور خالص جہاد و انقلاب سے، ان دو میں سے جونسی راہ بھی اختیار کرنی ہوگی تو اس سے قبل معاشرہ میں اسلامی اقدار کے فروغ و ترویج کا بھرپور کام کرنا ہوگا۔ معاشرہ میں اسلام کو ایک پودے کی طرح جمانے کے بجائے اسے سنگلاخ زمین میں کسی طاقت کے ہتھوڑے سے میخ کی طرح ٹھونکنے کا نظریہ و عمل سراسر غلط ہے۔ پودا اگانے کے لیے زمین کریدنا، اس میں روڑے اور پتھر وغیرہ نکال دینا، جھاڑ جھنکاڑ صاف کر دینا، کیڑے مکوڑوں کا صفایا کرنا اور پھر پودے کی ضرورت کے مطابق کھاد اور پانی دینا پڑتا ہے، جڑوں کے مضبوطی سے جمنے اور تیز ہواؤں کے جھکڑوں اور جانوروں وغیرہ سے محفوظ رکھنے کے لیے کچھ عرصہ کیلئے اس کے

84661

Marfat.com

گرد باڑھ بھی لگائی۔اس کی مسلسل نگہداشت کی جاتی ہے تب وہ اُبھرتا اور تناور درخت بنا شروع ہوتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں ہماری سیاسی اور مذہبی تنظیموں کے راہنما اور ہمارے قائدین اس کا کوئی اہتمام نہیں کرپاتے۔ جھاڑ جھنکار، روڑے پتھر اور کیڑے مکوڑے سب اپنی جگہ برقرار ہیں، زمین کریدنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی جارہی۔ اجتماعی اور جماعتی مساعی اور اہداف کو پہلے کدال اور پھر ہتھوڑا بنا چاہیئے۔ مگر ہمارے ہاں کا عام طرزِ عمل آغازِ کار ہی سے ہتھوڑے کا رُخ اختیار کرگیا ہے اور اسلام کو پودے کے بجائے میخ سمجھ کر سخت پتھریلی زمین میں اتارنے کی کوششیں جاری ہیں۔

یہ انقلاب ہی کا نہیں تدریجی تغیر کا بھی لازمی تقاضا ہے، ملی اور قومی اقدار کے تحفظ کا ہدف ہو تو اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ کم از کم اسلام پسند نہ سہی علماء اور دینی قوتیں اپنے افکار و نظریات، اپنے اہداف و مقاصد میں ہم آہنگ اور لائحہ عمل میں یکسو ہوتے تو آج مستقبل کی شکل حوصلہ افزا ہوتی۔ مگر یہاں صورتحال یہ ہے کہ باہمی سرپھٹول، خودسری، انانیت اور کج عملی کے نتیجے میں ملکی سالمیت، آئینی تحفظ اور قانون سازی کے عمل میں قادیانیوں، ملحدوں، شیعوں، آغاخانیوں، کمیونسٹوں، سوشلسٹوں اور سیکورسٹوں کو پھر سے آگے بڑھنے کا موقع دے دیا گیا ہے اور اب وہ سب مل کر قوم و ملک کے مستقبل کی تقدیر کی تدبیر بن بیٹھے ہیں، ان سب کے درمیان قدرِ مشترک "علم و علماء اور نفاذِ شریعت" سے خدا واسطے کا بیر ہے۔

اب کا جو نقشہ سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ پارلیمنٹ کے بعض ارکان کا پیر گاڑی کے ایکسلیٹر پہ ہے تو بعض کا پیر بریک پر، ملکی سالمیت کی کشتی کو دلدل سے نکالنے کے لیے دو اُجرت یافتہ افراد اسے پیچھے سے آگے دھکیل رہے ہیں تو دو ہم پلہ افراد اسے آگے سے پیچھے کی طرف دھکیلنے میں اپنا زور لگا رہے ہیں۔ یوں ہانپ سب رہے ہیں، کام سب کر رہے ہیں اور بقدر محنت اپنی اپنی اُجرت بھی وصول کر رہے ہیں، لیکن اس طرح گاڑی ہرگز آگے نہیں چلے گی۔

اسلام کی اصل روح حریت، عدل اور مساوات ہے۔ ان سب کو کچل کر اور نظرانداز

Marfat.com

کر کے مکمل اسلامی انقلاب ہم نہیں لا سکتے۔ اسلامی انقلاب یا غلبۂ شریعت کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہے کہ ہر نوع کے ظلم و استحصال کا خاتمہ، وسائل کی عادلانہ تقسیم، مواقع کی یکسانیت، طبقاتی بنیادوں پر استوار نظامِ تعلیم کا خاتمہ، اہلیت و صلاحیت کی بنیاد پر تقرر و ترقی کی ضمانت، علاقائی، گروہی، لسانی اور قبائلی عصبیتوں پر مبنی اقربا پروری کا استیصال، بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں کا تحفظ، بنیادی احتیاجات کی تکمیل کا اہتمام، دنیا بنانے کے بجائے آخرت سنوارنے کی فکر و سعی کا عمومی ماحول، اگر نفاذِ اسلام، نفاذِ شریعت اور غلبۂ دین کی کوششوں کا ہدف یہ سب کچھ نہیں تو وہ محض لیپا پوتی ہے۔ اور کل پرسوں کے نئے سیاسی انقلاب اور نئی قیادت کے آنے سے یہ لیپا پوتی بھی ختم ہو جائے گی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب اسلامی اقدار کے فروغ اور اسلامی انقلاب کی منزل کے حصول کے لیے دینی قوتوں کو معاشرتی اور عوامی سطح پر بھرپور کارکردگی، قیادت اور جماعتی سطح پر اعتماد و اتحاد اور باہمی یکجہتی اور اسلام پسند اور ہم خیال سیاسی قوتوں کی حمایت سے مستقبل میں غلبۂ اسلام کے مشن کے لیے مؤثر اور مسلسل کام کرنا ہوگا۔ خدا کرے کہ اہلِ علم و بصیرت، زعماء دین و ملت اس ڈگر پر بھی سوچیں اور اللہ تعالیٰ اقدام کی توفیق بھی بخشے۔ اتحادِ ملت اور انقلابِ اسلام کے لیے جس جوش و ولولہ اور درد و فکر کا آپ نے اپنے مکتوب میں اظہار کیا ہے میرے جذبات بھی یہی ہیں، درد اور اضطراب ہے، دوا اور اطمینان و سکون کے لیے محض تجاویز کوئی معنی نہیں رکھتیں، کوئی رجلِ رشید چاہیے جو خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے میدان میں کود جائے ؎

گوئے توفیق و سعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں در نمے آید سواراں راچہ شد

بہرحال اس وقت میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ ملت کو ایک قائد، امام اور ایک عظیم رہنما کی ضرورت ہے۔ فعال اور جاندار، دیندار اور معتمد قیادت کے بغیر مساعی کا قومی اور ملی سطح پر خاطر خواہ اثر مرتب نہیں ہوگا۔

Marfat.com

اس وقت ایک ایسی جماعت اور شخص کی ضرورت ہے جو دین و علم اور صلاحیتوں کے اس بچے کھچے سرمائے سے وقت پر کام لے لے اور اس کو ٹھکانے لگائے ــــ فعّال قیادت اور امام کے اوصاف کیا ہیں؟ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا ایک گرانقدر اقتباس پیش خدمت ہے، اسے بار بار پڑھیے اور رجلِ رشید و امام وقت اور قومی قیادت و راہنمائی کے تجسس اور تلاش میں مستقبل کے عزائم کا لائحۂ عمل مرتب فرمائیے۔ داعئ کبیر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی تحریر فرماتے ہیں:۔

جو خانقاہوں کا حال اور درس گاہوں کا قال، وہاں کی حرارت اور یہاں کی روشنی سارے ملک میں عام کر دے، جس کے جلو میں چلتی پھرتی خانقاہیں ہوں اور دوڑتے بھاگتے مدرسے گھوڑوں کی پیٹھ پر عالم ہوں اور محرابوں میں مجاہد۔ جو دلوں کی بجھتی ہوئی انگیٹھیاں دوبارہ دہکا دے، افسردہ دلوں کو ایک بار پھر گرما دے اور ملک میں اس سرے سے اس سرے تک طلب اور دین کی تڑپ کی آگ لگا دے، جو مسلمانوں کی خداداد قابلیتوں اور فطری صلاحیتوں کو ٹھکانے لگائے، جس کی سعی سے شجاعت و دلیری کا رُخ میدانِ جہاد اور حقیقی دشمن کی طرف پھر جائے، جذبۂ وفاداری خداوندِ حقیقی کی بندگی میں لگ جائے۔ وضعداری، پختگی و استقامت، فرائض و عبادات کی پابندی اور میدانِ جہاد کی ثابت قدمی میں، عالی ہمتی، دین کی خدمت اور رضائے الٰہی کے اعلیٰ مراتب کے حصول میں، غیرت و حمیتِ دین کی مظلومی اور مسلمانوں کی زبوں حالی کے احساس میں، فیاضی و فراخ حوصلگی، مجاہدین کی امداد، مہاجرین کی نصرت اور جہاد و غزا کی اعانت اور دینی بھائیوں کی خدمت میں، جفاکشی و مستعدی، سفرِ جہاد کی صعوبتوں کے تحمل، میدانِ جہاد کے مصائب اور دینی فرائض کی سربراہی میں، جوہر شناسی، اہلِ لیاقت کی قدردانی، دین کے خادموں اور سپاہیوں کی شناخت اور تربیت میں کام آئے۔ ذہانت و طباعی، دعوت و اصلاح کی حکمت، امورِ جماعت میں معاملہ فہمی و فراست، میدانِ جنگ کی تدبیر اور حکومتِ اسلامی کی دینی سیاست میں۔

Marfat.com

اپنے جوہر دکھلائے، جس کی نگاہ دُور رَس اور جس کی ذات مسیحا نفس کسی بیکار چیز کو بھی بیکار نہ سمجھے اور کسی بے جان کو بھی مُردہ نہ کہے، اور جو اُمّت کے ذخیرے کے ہر دانے اور اس کے خیابان کے ہر تنکے سے پورا پورا کام لے لے۔ جس کے متعلق ساری دنیا کا فیصلہ ہو کہ یہ کسی مصرف کا نہیں اُس کی نگاہ کا فیصلہ ہو کہ یہی سب سے بڑھ کر کارآمد ہے، جس پتھر کو ہر معمار رَدّ کر چکا ہو، وہ کہے کہ یہی کونے کا پتھر ہے جو ساری عمارت کا بوجھ اُٹھا سکتا ہے وہ سنگریزوں سے دیکھتے دیکھتے ایسا کحل الجواہر تیار کر دے جو ہزاروں آدمیوں کی آنکھیں کھول دے اور عالم کو روشن کر دے۔ جو منتشر افراد سے منظم جماعت، پراگندہ اوراق سے مکمل کتاب، کچے بلکہ گلے ہوئے مال سے بہترین مصنوعات تیار کر دے۔ متضاد عناصر، مختلف مزاجوں اور متقابل طبائع کو آپس میں جوڑ کر ان کے اختلاف و تنوع سے نئی قوت حاصل کرے اور ان کو شیر و شکر کر دے، ہر قابلیت اور ہر ہنر سے دین کا کام لے شعراء کی شاعری کو حق کے دفاع میں، علماء کی قوتِ استدلال کو حق کے اثبات اور دماغوں کی سلوٹ دور کرنے میں، اہلِ باطن کی قلبی قوت کو دین کے سپاہیوں اور کارگذاروں کی ترتیب و تزکیۂ نفس اور دلوں کی گرہ کھولنے میں اہلِ قلم کی تصنیفی قابلیت و قوتِ تحریر کو توحید و سنت کی اشاعت اور جہاد کی ترغیب و تحریص میں، مقرروں کی گویائی و خطابت کو دین کی دعوت اور نفیرِ عام میں دولتمندوں کی دولت کو مجاہدین کا سامان درست کرنے میں صرف کرے ــــ غرض ہر پرزے کو دین کی مشین میں لگائے اور اپنی اصلی جگہ پر جمائے، پھر ہٹی ہوئی چول کو اپنی جگہ پر لاکر ساری مشین کو اس طرح حرکت دے کہ زندگی کا پورا محور گھوم جائے۔

جو شخص ان اوصاف کا جامع ہو اُس کو اسلام کی بلیغ و معجز اصطلاح میں "امام" کہتے ہیں، اور اس کی جگہ تلاش اور تجسس کے باوجود آج

Marfat.com

تمام اہلِ کمال اور مشاہیر رجال کی موجودگی میں خالی ہے۔

لاہوری قلندر نے بھی تو اپنے انداز میں یہی کچھ کہا تھا ؎

؎ تُو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحبِ اسرار کرے

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئینہ میں دکھا کر رُخِ دوست
زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے

دے کے احساسِ زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے

فتنۂ ملّت بیضا ہے امامت اُس کی
جو مسلماں سلاطین کا پرستار کرے

(ماہنامہ "الخیر" ملتان)

Marfat.com

تحریکِ انقلابِ اسلامی

ضرورت واہمیت اورعزائم

مسلمان قوم کو باری تعالیٰ نے کائنات میں اپنا نمائندہ اور فرائض اور ذمہ داریوں کے لحاظ سے "اُمتِ وسط" بنا کر بھیجا ہے تاکہ وہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ ہدایت دکھائے اور حق وسلامتی اور نجات وفلاح کے سنگِ میل قائم کرے۔ مگر بدقسمتی سے موجودہ حالات اور مغربی افکار ونظریات، جدید تہذیب اور مادیت ولادینیت کی یلغار اور سب سے بڑھ کر عام افرادِ اُمت کی عمومی غفلت کے پیشِ نظر "اُمتِ وسط" خود حق اور سلامتی اور ہدایت کی راہ سے ہٹ کر ہلاکت ورسوائی اور ضلالت وبربادی کے مہیب غاروں اور گمراہی کے اندھیاروں کی طرف سرپٹ دوڑے چلی جا رہی ہے اور انسانیت کے قافلے اس کی تباہی کے دردناک اور شرمناک مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں ؎

گرا دی اپنی قیمت ہم نے اپنی ہی نگاہوں میں
بُرا ہم خود ہی سمجھیں گے تو اچھا کون سمجھے گا

درحقیقت اُمتِ مسلمہ خدا تعالیٰ کے پیغام کی علمبردار بن کر اس کے دُنیوی اور اُخروی انعامات کی مستحق بنی تھی، اسے تمام کائنات میں فضل وشرف کا امتیازی مقام حاصل تھا اسی مقصد اور اسی مشن کے تکمیلی کام اور بہترین کارکردگی کے پیشِ نظر "خیرِ اُمت" کا تاج اس کے سر پر سجایا گیا تھا مگر بدقسمتی سے اب کے مادی اور الحادی دور میں اس نے اپنے اصلی فرائض سے غافل ہو کر خالقِ کائنات کے غضب اور ناراضگی کو دعوت دی اور تباہی ورسوائی کے عمیق گڑھوں میں جا گری کہ چودہ سو سال کی تاریخ میں اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی ____ باری تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ

Marfat.com

اگر وہ بھی اسلام کی سچائیوں، دعوت و عزیمت، توحید کی صداقتوں اور نظام شریعت کی وسعتوں اور حق و صداقت کے واضح راستوں سے انحراف کر کے کسی دوسری راہ کو اختیار کرتا ہے تو قدرت سے مختلف قسم کی ناکامیوں اور بربادیوں سے دوچار کر دیتی ہے۔

مملکتِ عزیز پاکستان میں بھی جب خدا کی بندگی کا دعویٰ کرنے والی قوم مجموعی طور پر بندگی اور عبدیت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بجائے خالقِ کائنات سے بغاوت اور معصیت و اغراض کی گندگی والی زندگی پر آمادہ ہو گئی ہے تو کائنات کے مالک نے اسے دنیا میں مختلف قسم کے شدائد اور مصائب، بحرانوں، تخریب کاریوں، بدامنی، بے چینی، قتل و غارتگری، صوبائی عصبیت، لسانی اور مذہبی فرقہ واریت، دھماکے، باہمی انتشار اور اب عورت کی حکمرانی سے عالمی رسوائیوں میں مبتلا کر دیا ہے اور حالت یہ ہے کہ اہلِ دنیا ان کی حالتِ زار دیکھتے ہوئے ایک دوسرے کو عبرت پکڑنے کی دعوت دے رہے ہیں ——— یہ حالت محض تباہی اور بربادی کی آخری حالت ہی نہیں بلکہ بے بسی اور بیچارگی اور ذلّت و رسوائی کا پست ترین مقام بھی ہے اور اب ہماری قوم کی کیفیت دنیا والوں کی نظر میں اُس بدترین مجرم کی سی ہو گئی ہے جسے پہلے تو ذلت کے ساتھ قتل کیا جائے پھر اس کی لاش کی بے حرمتی کی جائے اور آخر پر اُسے درخت پر لٹکا دیا جائے تاکہ دوسرے لوگ اس جرم کے ارتکاب سے باز رہیں۔

ہمیں ہماری بداعمالیوں کی سزا وقتاً فوقتاً مختلف طریقوں سے ملتی رہی مگر نگاہِ عبرت وا نہ ہوئی تو مملکتِ عزیز دولخت کر دی گئی تب بھی آنکھیں نہ کھلیں تو اب لادینیت کے عفریت کے گلے میں پوری قوم کو عام عبرت پذیری کے لیے لٹکا دیا گیا اور عورت کی حکمرانی سے پوری دنیا میں اس پر عالمی رسوائیوں کی مُہر لگا دی گئی ہے

وہ محترم نہ رہے گا کسی کی نظروں میں
تیری نظر جسے بے آبرو کیا چاہے

چاہیئے تو یہ تھا کہ اربابِ اختیار، قومی راہنما، دینی زعماء، اہلِ علم و بصیرت، دانشور اور مدیرانِ جرائد اور عام اصحابِ قلم اس نازک مرحلہ پر ملک کی موجودہ تشویشناک صورتحال پر غور و خوض کر کے اُن اسباب کی نشاندہی کرتے جن کی وجہ سے پاکستان کے مسلمانوں پر یہ قیامت

Marfat.com

ٹوٹی ہے اور وہ اس روزِ بد کے دیکھنے پر مجبور ہوئے ہیں، اور پھر نہ صرف یہ کہ انہیں مستقبل کے خطرات سے آگاہ کیا جاتا بلکہ وہ تدابیر بھی متعین کر دی جاتیں جنہیں اختیار کر کے انقلابِ اسلامی کی راہ ہموار کی جاسکتی ہے اور اب کے رو بہ زوال حالات کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔

مگر بدقسمتی سے جب سے نیا سیاسی انقلاب رونما ہوا ہے تب سے ماضی کی لغزشوں اور مجرمانہ غفلتوں کو پھر سے دہرایا جا رہا ہے اور اُن تمام تدابیر کے اختیار کرنے سے قصداً گریز اور فرار کیا جا رہا ہے جن کے اختیار کرنے سے ملک کی اساسی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت اور تعمیرِ نو کا کام بڑی آسانی سے کیا جاسکتا تھا ـــــ آئے دن اخبارات، نشریات اور عام جرائد میں دینِ اسلام کی سچائیوں، اسلامی نظام کی کامیابیوں اور شریعت کی جامعیت کیخلاف ایسے مضامین اور تحریریں شائع کی جارہی ہیں جن میں تحریکِ پاکستان کے واضح مقاصد اور خدا اور خلقِ خدا سے کیے گئے وعدوں سے انحراف اور انکار میں کوئی باک محسوس نہیں کی جاتی۔ اور حال یہ ہے کہ خود حکومتی سطح پر قومی پروگراموں میں ترجیحی بنیاد پر ایسے پروگرام، نشریئے، تقریبات اور محفلیں سجائی جاتی ہیں جن میں معیشت اور معاشرت، قانون و سیاست، تعلیم و تربیت اور تمدن و ثقافت، غرض زندگی کے تمام میدانوں میں خدا کے دین اور اس کے نظام سے کھلی بغاوت کی انگیخت کی جاتی ہے ـــــ اور بدقسمتی سے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور اسلامی قدروں کی ترویج اور پیروی کے بجائے پھر سے شراب، جوئے، زنا، فواحش و بے حیائی، اختلاطِ مرد و زن، لادین تہذیب اور غیر اسلامی، کافرانہ، باغیانہ اور ملحدانہ نظریات کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

زندگی کی ہر سطح پر منافقت اور دو رنگی کا دور دورہ ہے، عہدوں اور اقتدار کی جنگ، ذاتی اغراض اور مفادات کی کشمکش، فسق و فجور کے فروغ، اجتماعی اور انفرادی ہر شعبۂ حیات میں ظلم، ناانصافی اور دین و اخلاق سے بے پروائی کو زندگی اور اپنی مساعی اور معاملات کا محور بنا لیا گیا ہے ـــــ شبانہ روز کی محنتوں، دماغی استعداد، فکری اور تحریری صلاحیتوں اور ادبی، تفریحی اور مطالعاتی سرگرمیوں کا ہدف یہی رہ گیا ہے کہ شریعتِ اسلامی کی ترویج اور غلبہ و نفاذ کی راہ کو قطعی طور پر مسدود کر دیا جائے اور پاکستان کے مسلمانوں پر موجودہ صورتحال سے بھی بڑھ کر

Marfat.com

روزافزوں انتشار، خانہ جنگی، لادینیت، دہریت، نسلی ولسانی اور علاقائی عصبیتوں اور فسطائیت کے سیاہ بادل مزید چھاتے چلے جاتے ہیں ؎

ہنس کے بولے اب تجھے زنجیر کی حاجت نہیں
اُن کو میری بے بسی کا اعتبار آہی گیا

پاکستان کے قیام کے بعد جو نظام تعلیم، جو تمدن و معاشرت اور جو نظام اجتماعیت و سیاست یہاں رائج کیا گیا اُس نے پوری قوم بالخصوص نئی نسل کو پاکستان کے نظریئے، اس کے مقاصد، اس کی ضرورت، تاریخ اور روایات اور اس کے عالمگیر مشن سے نہ صرف یہ کہ ناآشنا رکھا بلکہ اُلٹا اس درجہ بیگانہ کر دیا کہ مسلم معاشرہ کے اندر کثیر تعداد میں جاہلیت قدیمہ و جدیدہ کے ایسے علمبردار پیدا ہو گئے جنہوں نے اسلام اور دینی قدروں کے مقابلے میں ملحدانہ نظریات اور باغیانہ اطوارِ زندگی کی خاطر قربانیاں دیں، اور اب کا سیاہ انقلاب بھی اسی کا ثمرہ ہے۔

پوری قوم دیکھ رہی ہے کہ سیاستدانوں سمیت عام افراد اور ارباب اختیار نے حکمرانی کے وہ طریقے اپنا لیے ہیں جو حقیقی جمہوریت کی نفی ہیں، شریعت سے بغاوت ہیں، سیدھے سادے اسلامی طریقے سے حکومت چلانے کے بجائے یہاں مسلسل محلاتی سازشوں، فوجی انقلاب، آمریت اور مغرب کی فرسودہ اور لادین جمہوریت کا راستہ اختیار کیا جاتا رہا جس کے نتیجے میں مفاد پرست سیاسی عناصر، خود غرض سول بیوروکریسی اور طالع آزما فرنگی مُہرے نتائج سے بے پرواہ ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بن بیٹھے ہیں جس سے سیاسی اور معاشی محرومیاں اور شدید بے اعتدالیاں اور دینی تجاوزات نے جنم لیا اور جس سے ملک کو ایک آتش فشاں میں تبدیل کر دیا گیا ہے ؎

انقلابات ابھی دیکھئے لائے کیا کیا
دوش سے زُلف تیری تا بہ کمر ہونے تک

نئے حکمرانوں کے ہاتھوں مغرب کی اخلاق سوز ثقافت، شراب، زنا، جُوا اور دیگر فواحش و منکرات کی مختلف النوع تباہ کاریاں ملک و ملت پر ڈاکہ ڈال رہی ہیں، مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ پوری قوت کے ساتھ ان برائیوں کا خاتمہ کریں کیونکہ اُن کی بقا اور استحکام کا

Marfat.com

انحصار ایسی تمام سماجی برائیوں کے استیصال پر موقوف ہے۔

مسلمان قوم اللہ تعالیٰ کی توحید کی قائل، اس کی ربوبیت کی معترف اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت گذار ہے۔ اس کی اساس اور بنیاد ہی خدا کی اطاعت اور اس سے وفاداری پر قائم ہے۔ لہٰذا مسلمان قوم خدا تعالیٰ کی نافرمانی، معصیت اور بغاوت کی راہ اختیار کر کے کبھی بھی فلاح اور سعادت سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔

علماء، دینی قوتوں، اہلِ بصیرت بالخصوص متحدہ علماء کونسل کے داعیین و قائدین اور تحریک انقلاب اسلامی کے داعیوں اور بہی خواہانِ قوم و ملت سے پُرزور اپیل اور دردمندانہ درخواست ہے کہ قومی آزمائش کی اس کٹھن گھڑی میں ہمہ گیر اصلاح و تعمیر اور کامیاب تحریک انقلاب اسلامی کے لیے ایک بنئے، بھرپور اور مستحکم عزم کے ساتھ اٹھیں اور اپنی قومی اور ملی عزت اور وقار کو بحال کرنے اور اپنے خدا کی بارگاہ میں سرخروئی اور اس کی رضا کے حصول کے لیے ملک و ملت کو اس کی اصل منزل سے ہمکنار کرنے کی جدوجہد میں کسی سے پیچھے نہ رہیں ؎

وفاداروں میں گرچہ اور لوگوں کا بھی نام آئے
تمہیں آگے رہو! جب آزمائش کا مقام آئے

(ماہنامہ "الحق" جولائی ۱۹۸۹ء)

Marfat.com

اسلامی انقلابی تحریک برپا کرنے کی ضرورت

اہداف، لائحہ عمل، عزائم اور مطمح نظر

بحمد اللہ سالِ رواں سے ماہنامہ الحق اپنی زندگی کے چوبیس سال معرکۂ حق و باطل میں مصروفِ کار رہ کر ربع صدی کے سالِ آخر میں داخل ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی توفیق، اسی کی نظرِ انتخاب، اسی کے فضل اور موہبت ہی کا نتیجہ ہے جس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جاتا رہے کم ہے۔

علماء حق نے ہمیشہ رزم گاہِ حیات میں نظریہ و افکار اور علم و عمل کے مختلف میدانوں میں متنوع خدمات انجام دی ہیں۔ یہ خالص فیاضِ ازل ہی کی کرم نوازی اور مہربانی ہے کہ جماعتِ حقہ ایک نظامِ رشد و ہدایت کے داعی اور مرکزِ علم و سیاست کے طور پر کام کرتی رہی ہے۔ یہ خالقِ ارض و سماء ہی کی بلا استحقاق عنایت اور نظرِ رحمت ہے کہ اہلِ حق کی دعوت و پیغام اور خدمات اپنے دورِ آغاز سے لیکر اب کے جدید انقلاب حالات تک، دینی مدارس اور تعلیمی اداروں میں مسند درس و تعلیم اور ذوقِ عمل کے جذبات کی انگیخت سے لے کر افغانستان کے میدانِ جہاد و کارزارِ عمل تک، تالیفات و تدوینِ افکار سے لیکر قلمی جہاد کے ملی اور قومی میدانوں تک مسلمانوں کی انفرادی اور عام اجتماعی زندگی سے لے کر بین الملی سطح تک، ملکی حالات سے لے کر بین الاقوامی مسائل تک، خالص علمی و دینی اور مذہبی دائرے سے لیکر قومی و ملکی اور بین الاقوامی سیاست کے تمام پہلوؤں اور ہمہ جہتی گوشوں پر پھیلی ہوئی ہیں۔

اور یہ بھی موہبتِ خداوندی ہی کا کرشمہ ہے کہ ہمارا اپنے مقاصد اور طریقۂ کار میں محض

Marfat.com

ایک صحافتی کردار، ایک اشاعتی ادارہ یا ایک ادارہ کی ترجمانی کے محدود کردار میں محصور نہیں رہا بلکہ روزِ اول سے اسلام کے احیاء، علومِ نبوّت کی ترویج و فروغ، مسلمانوں کی اسلامی زندگی کے قیام، ان کی دینی و مذہبی آزادی اور نظامِ شریعت کی تنفیذ کی تحریک کی تکمیل جیسے اہداف کو اپنا مطمحِ نظر بنائے رکھا۔

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی دینی فکر، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کی سیاسی بصیرت، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا درسِ حریّت اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے نظریۂ فروغِ تعلیم و تحریکِ انقلابِ اسلامی کے خطوط پہ قائم ہونے والی عمارت کی تعمیر کو آگے بڑھایا، اور الحمدللہ کہ ہزار آندھیوں اور طوفانوں، حالات کی نامساعدت، مخالف دھاروں کی یلغار اور فتنہ ہائے مختلفہ کے ہوا ہائے مظلمہ کے تند و تیز جھونکوں اور تھپیڑوں کے باوصف بہ ہزار اعترافِ عجز و انکسار اس کے موقف والحہ عمل اور پائے استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی کہ ع

حریّتِ افکار کی نعمت ہے خداداد

مگر یہ امرِ واقعہ ہے کہ تشکّر و امتنان کے جذبات اور حقیقی کیفیات کا اظہار چند وقیع اور شاندار جملوں اور ادبی الفاظ کی محض تک بندی سے نہیں ہوسکتا، اور نہ ہمیں محض رسمی اور مصنوعی ممنونیت کی نمائش اس عظیم اور بھاری ذمہ داری کے بوجھ سے سبکدوش کرسکتی ہے جو فی الحقیقت ادارہ سے وابستہ متعلّقین، عامۃ المسلمین کی جانب سے خلوص و محبت اور توسّل و اعتماد کی عزت افزائی کی صورت میں، ہم گنہگاروں پر عائد ہوتی ہے — دوچار پھڑکتے ہوئے جملوں سے بلاشبہ عارضی طور پہ اپنے باذوق قارئین کو محظوظ تو کیا جاسکتا ہے مگر قوم اس وقت فصاحت و بلاغت، ادبی تحریروں، نثر کی رعنائیوں اور نظم کی دلفریبیوں کی بھوکی نہیں اور نہ اس کی ذہنی عیاشیوں اور عارضی مسرّتوں سے اس کے اصل درد کا درمان اور مرض کا حقیقی مداوا کیا جاسکتا ہے۔

اس کے لیے ضرورت ہے ایک قائم و دائم جوش کی، پختہ شعورِ دینی و علمی بصیرت، نبوی طریقِ کار و استقامت اور صابرانہ ثباتِ قدم، دلیرانہ مگر عاقلانہ طریقِ عمل، نفس کے

Marfat.com

خلاف جہاد، پختہ کاری و بلند خیالی اور ذی ہوش مسلمان بننے اور بنانے کی۔

چنانچہ ہمارے رفقاء نے اپنے تحریری اہداف، مضامین کے انتخاب اور اشاعتی مقاصد میں اوّلین ہدف یہی رکھا کہ سوئے ہوئے دلوں کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا رہے، دعوتِ حق کا غلغلہ ڈالنے والی زبانِ قلم استعمال کی جاتی رہے کہ اسی سے زمانے کی ہواؤں میں تموّج پیدا ہوتا ہے۔ مخاطبین اور قارئین کے قلوب میں مساعیٔ جمیلہ کا جذبہ، ان کے اخلاق شجاعت و استقامت و ایثار، ان کے جوارح میں قوتِ عمل اور ان کے عزائم اور ارادوں میں چستی اور پختگی پیدا کی جائے اور یہ امرِ واقعہ ہے کہ محض گرم جوش تحریروں اور ولولہ انگیز تقریروں سے ایسے کٹھن اور بلند پایہ مقاصد میں کامیابی ہرگز حاصل نہیں کی جاسکتی ؎

وکیف الوصول الی سعادُ ودونها

قلل الجبال ودونهن حتوف

لہٰذا بحث و تحقیق اور تقریر و تحریر کے ساتھ ساتھ عملی میدان کی نشاندہی، دینی مساعی کے پلیٹ فارم کی راہنمائی، عمل و اقدام اور اس پر اجر و ثواب و رفعِ درجات کی ترغیب اور اس سلسلہ کی ہر ممکن تشویق کا اہتمام کیا جائے ؎

شبنم سے فقط کام چلا ہے نہ چلے گا

پھولوں کی زباں خونِ جگر مانگ رہی ہے

ہمارا سلسلۂ تصنیف و تالیف اسی عزم سے نکلا، اسی عزم سے چلا اور اس وادیٔ پُرخار کو برہنہ پا ہو کر قطع کرنا چاہا مگر جب عملاً آگے بڑھا تو وہ مشکلات اور تکالیف کا جنگل ثابت ہُوا، قدم قدم پر صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ طرح طرح کے بدنی، مالی اور متنوع مکروہات اس کے دامنِ استقلال کو جگہ جگہ اُلجھا دینا چاہتے رہے مگر حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ کے صادق و مصدوق قائل حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا رسول اور انسانیت کا ہادی برحق مانتے ہوئے اس صحرائے پُرخار میں برابر گامزن رہا، خود بھی اور اپنے قارئین کو بھی یہی تاثر اور یہی پیغام دیتا رہا کہ اسی راستے پر جنّت کا دروازہ بہت قریب ہے —— گوناگوں آفتوں اور آلام میں گھِر جانے کے باوجود بھی بفضل اللہ کسی لمحہ مایوسی کو قریب نہیں آنے دیا اور

Marfat.com

یہ یقین رہا اور یہی تلقین رہی کہ کامیابی کا آفتاب ہمیشہ مصائب وآلام کی گھٹاؤں کو پھاڑ کر نکلا ہے اور اعلیٰ امیدوں اور انقلابی تمناؤں کا چہرہ سخت اور شدید صعوبتوں کے جھرمٹ میں سے دکھائی دیا ہے ؎

سودا نہیں جنوں نہیں دیوانہ پن نہیں
جینا اگر یہی ہے تو یہ جینے کا فن نہیں

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (آل عمران)

کیا تم نے یہ خیال کیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے بدوں اس کے کہ اللہ جانچ کرے تم میں سے مجاہدین اور صابرین کی۔

خداوند قدوس کے لشکروں اور ذریت شیطان کے درمیان معرکۂ حرب وضرب

یہ حق تعالیٰ جل شانہ، کی سنت مستمرہ ہے کہ کوئی قوم بھی اس کی محبت وعبدیت اور اس کے راستہ پر چلنے کی مدعی نہیں ہوئی جس کو ابتلاء وآزمائش اور امتحانات کی کسوٹی پر نہ پرکھا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم و برگزیدہ پیغمبر بھی اس سے مستثنیٰ نہیں رہے، بے شک وہ بھی مظفر ومنصور ہوئے مگر سخت ابتلاء اور زلزال شدید کے بعد۔

حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝
(سورۃ الرعد ۱۱)

یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے پیغمبر اور گمان کیا انہوں نے کہ یہ کہ اُن سے لوگوں نے بتحقیق جھوٹ بولا، آئی اُن کے پاس مدد ہماری، پس نجات دیا گیا جو شخص کہ چاہتے تھے ہم اور نہیں پھیرا جاتا ہمارا عذاب قوم گنہگار سے۔

ہمارے اسلاف نے ہمیشہ فرزندان توحید کو انبیاء ومرسلین کے راستہ پر چلنے کی دعوت دی، شیطان کی ذریت اور خداوند قدوس کے لشکروں کے درمیان ہونے والے معرکۂ حرب میں اہل اسلام کے جذبات وہمت افزائی کی انگیخت کی اور اس یقین سے

Marfat.com

اپنا سفرِ منزل جاری رکھا کہ شیطان کے مضبوط سے مضبوط آہنی قلعے بھی خداوندِ قدیر کی نصرت و امداد کے سامنے تارِ عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں بشرط اخلاص و للّٰہیت، جنون و محبت اور اپنی تمام صلاحیتیں خدا کی راہ میں کھپا دینے کا عزم و حوصلہ اور مبنی برحقیقت فیصلہ ہے ۔

کم نہیں ہے آبِ حیواں سے محبت کی شراب
دل یہ مئے پیتا رہا اور نوجواں بنتا رہا
کچھ نہ کچھ اہلِ جنوں ہر دور میں باقی رہے
اک اگر مٹتا رہا اک کارواں بنتا رہا

اسلاف کی نام لیوا جماعت حقہ کو بھی حالیہ بدترین انقلاب اور اباحیت و دہریت کے سیاہ طوفانی ریلے کے موقع پر اپنی ذمہ داریاں پہلے سے کئی گنا بڑھ کر محسوس کرنی چاہئیں اور اُمّتِ مرحومہ کو بے دینوں اور دہریوں کے نرغے سے بچانے، ان کی ناپاک ہستیوں ان کے سامانِ حرب و ضرب، ان کے شوکت و اقتدار اور ان کے خوف و ہراس کو لوگوں کے دلوں سے ہٹانے اور اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کرنے میں یہ پیغام پھیلانا چاہیئے کہ تمہارا ماویٰ اور ملجا، تمہارا حاکم اور معبود، تمہارا محسن اور داتا تو صرف اور صرف خدا ہی کی ذات ہے، پھر یہ بُتوں اور بُتوں کی خدائی سے خوف کیوں؟ خوف کھانے کے قابل اگر کوئی چیز ہے تو وہ خدا کا غضب اور اس کا قاہرانہ انتقام ہے۔ دُنیا کی متاعِ قلیل، دنیا کے مفادات، دنیا کی عارضی حکومتیں اور شوکتیں خدا کی ابدی رحمتوں اور اس کے لازوال انعامات کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔

ایک نیا زاویۂ فکر و عمل

بہر حال ہمیں اپنے اکابر و مشائخ اور معزز قارئین اور احباب کی جانب سے بڑے حوصلہ افزا اور ناقابلِ شکست عزائم پر مشتمل خطوط موصول ہو رہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دار العلوم کے ترجمان ماہنامہ "الحق" کے مضامین اور ادارہ مؤتمر المصنفین کی مطبوعات، تحقیقات، مباحث، انتخاب، پیغام، لائحہ عمل اور راہنمائی سے بلند خیالی، تدبّر اور ہوشمندی کے پودے نشو و نما پا رہے ہیں اور یہ تاثر بے غبار حقیقت کی طرح اُبھرتا ہوا سامنے آتا ہے کہ "الحق" اور ادارہ کی مطبوعات نے

Marfat.com

مزید فروغ و اشاعت، اس کی مزید ترویج و تعارف اور اپنے احباب و مخلصین میں اس کی مزید تقسیم و تشہیر سے قوم ملی نجاح و فلاح اور تعمیر و ترقی اور خالص اسلامی انقلاب اور نبوی راستے پر چلنے کے واضح نشان راہ پائے گی۔

لاریب "الحق" اور ادارہ کے لٹریچر کی روز افزوں اشاعت و ترقی، قارئین کی فکر و سوچ اور عزم و ہمت کا یہ حوصلہ افزا مرحلہ اس کے اہداف کی صحت کی ضمانت اور مطلوبہ کامیاب ردِّ عمل ہے اور اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں نے ایک بڑی ضرورت کا احساس کیا ہے۔ بلاشبہ مسلمانوں کے ماحول، درسگاہوں، لائبریریوں، نجی مجالس اور تبلیغی و اصلاحی، عام مطالعاتی حلقوں اور عام پڑھے لکھے دوستوں میں اس کی خاص منصوبہ بندی سے اشاعت و استفادہ کا اہتمام کیا جائے تو اس کے مزید انقلابی نتائج اور نقد دینی ثمرات بھی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اب ملک کو دینِ اسلام اور نظامِ ختم نبوت کے تحفظ اور غلبہ و انقلاب کو، نہ تھکنے والی دماغی قوتوں، نہ متزلزل ہونے والی قلبی عزیمتوں اور نہ سست ہونے والے اعضاء و جوارح رکھنے والے دینی اور اسلامی جذبوں سے سرشار سرفروشوں اور مجاہدین کی ضرورت ہے جو اللہ کے دین کی نصرت و اعانت کریں، نظامِ شریعت کی حفاظت، اسلامی تعلیمات کے فروغ و ترویج، دینِ اسلام کی تبلیغ اور اعدائے اسلام کی مدافعت کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ دیگر دسیوں مذہبی فرائض اور ضروریات کے احساس کے ساتھ ساتھ مسلمان اس فریضۂ منصبی سے کبھی بھی غافل نہ ہوں بلکہ اسے تمام فرائض سے مقدم اور اہم سمجھیں، اسلام کے پیروؤں اور کلمہ گویوں میں ایک ایسا رشتۂ وحدت و اتحاد قائم کریں جو تمام مصنوعی، قومی اور سیاسی اتحادات سے بالاتر ہو۔ اور اس کا ایک بہترین وسیلہ اور ذریعہ یہ بھی ہے کہ ادارہ کی تمام مطبوعات اور "الحق" کی روز افزوں اشاعت ہو، گھر گھر پہنچیں، مطبوعات مطالعہ کی ہر میز پر موجود ہوں، جن کے مطالعہ سے قلوب میں حق کی عظمت کا ورود ہو گا تو ذہنی اور فکری اعتبار سے بھی محمدی تعلیمات اور پیغام و ہدایات کو مزید استحکام حاصل ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز

Marfat.com

ادارہ کو یقین ہے کہ قارئین علم و مطالعہ اور ذوقِ کتب بینی کی تسکین سے بڑھ کر فکر و عمل اور اسلامی انقلاب کے میدانِ عمل و کردار میں قدم رکھیں گے۔ اب کے روح فرسا اور دل سوز واقعات اور بدترین حالات کو سامنے رکھ کر سیماب وار بیقراری اور اپنی شرعی و اخلاقی ذمہ داری اور احساسِ مسئولیت کے پیشِ نظر اُٹھ کھڑے ہوں گے اور مسلمانوں کو دین دشمنوں اور دہریت کے نرغے سے نکالنے اور اسلامی فکر و ذہن کی تشکیل کرنے اور انہیں پنجۂ کفر و ظلم سے نجات دلانے کے لیے ادارہ کی مطبوعات کیلئے زیادہ سے زیادہ حلقۂ مطالعہ و استفادہ اور اسکی وسعت کا اہتمام کریں گے کہ فکری و ذہنی اور شعوری انقلاب، قومی و ملّی اور اجتماعی انقلاب کا پائیدار اور مؤثر پیش خیمہ ہُوا کرتا ہے۔

حمیّتِ ایمانی اور اسلامی اخوت کی عالمگیر تحریک برپا کر دی جائے

تعلیماتِ نبوّت اور حالات کا تقاضا ہے کہ اب عمل اور انقلاب کا راستہ اختیار کیا جائے، حمیّتِ ایمانی اور اسلامی اخوت کی ایک عالمگیر تحریک برپا کر دی جائے، سوئے ہوؤں کو بیدار اور بیداروں کو اٹھا کر کھڑا کیے اور کھڑے ہوؤں کو بے محابا دوڑا دیا جائے۔ حجرہ نشین زاہد، کتابی کیڑے ادیب و مصنف، دوکانوں پر بیٹھنے والے تاجر، اسباب ڈھونے والے مزدوروں، درسگاہوں کے اساتذہ، برق تقریر علماء، شعلہ بیان خطباء، سب کے سب کا ایک ہی صف میں کھڑے ہونے کا وقت یہی تو ہے۔

مسلمانوں کا اوّلین فرض ہے کہ دشمنِ اسلام کو دشمنوں کے مرتبہ میں رکھیں، انکی مخالفانہ و معاندانہ طاقت اور انکے نشۂ غرور و تکبر کو خاک میں ملا دیں۔ حالات کے تقاضوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اس پیغام کو عام کریں کہ اے فرزندانِ توحید! آج تمہارے ایمان و اخلاص کا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے کہ کون اسکے جلال و جبروت کے سامنے سر جھکاتا ہے اور کون ہے جو دنیا کی ناپائیدار ہستیوں کے خوف سے خدا کی امانت میں خیانت کرتا ہے؟ ؎

سرور جو حق و باطل کے کارزار میں ہے
تُو حرب و ضرب سے بیگانہ ہو تو کیا کہیے

اسلام صرف عبادات کا نام نہیں ہے بلکہ وہ تمام مذہبی، تمدنی، اخلاقی، سیاسی ضرورتوں

Marfat.com

کے متعلق ایک کامل اور مکمل نظام رکھتا ہے مؤتمر کی مطبوعات اسی نظام کی ترویج و اشاعت اور تعارف و غلبہ کی تحریک کی علمبردار ہیں، جس کے پیش نظر اس کی مزید اشاعت و تعارف اور ترویج و افادہ کی ضرورت و اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے ؎

جرأت ہو نمو کی تو فضا تنگ نہیں ہے
اے مردِ خدا ملکِ خدا تنگ نہیں ہے

جو لوگ اپنے ذاتی مطالعہ و استفادہ پر اکتفاء کر کے زمانۂ موجودہ کی کشمکش میں مبتلا اذہان کی راہنمائی میں حصہ لینے سے کنارہ کرتے ہیں، صرف حجروں میں بیٹھے رہتے اور انفرادی عبادت و ریاضت کے اعمال کو اسلامی فرائض کی ادائیگی کیلئے کافی سمجھتے ہیں، گستاخی معاف! وہ اسلام کے پاک و صاف دامن پر ایک دھبہ لگاتے ہیں۔ انکے فرائض صرف نماز، صرف روزہ، صرف حج و زکوٰۃ اور صرف ذکر و تسبیح میں منحصر نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی عزت برقرار رکھنے، اسلامی علوم کی تبلیغ و ترویج میں حصہ لینے اور اسلامی شوکت و سطوت کی ذمہ داری بھی تو ان کے سر ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے حلقۂ احباب کو اپنے اس فریضۂ وقت کا احساس ہے، جیسا کہ ادارہ کو موصول ہونے والے سینکڑوں خطوط سے واضح ہے۔ امید ہے کہ وہ اس سلسلہ کی مزید مساعی، ترویج و تعارف، حلقۂ افادہ کی وسعت اور اسکی مطبوعات کو زیادہ سے زیادہ قارئین تک پہنچانے میں پہلے سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اور علمی اور فکری انقلاب کی اس توسیعی مہم میں اپنی مساعیِ جمیلہ سے ادارہ کو باخبر رکھیں گے۔ وَ اَجْرُہُمْ عَلَی اللّٰہ

اے زندہ و قدوس خدا، اے ارحم الراحمین، اے شہنشاہ رب، اے رب العٰلمین! ہمارے گناہوں سے درگذر فرما۔ ہماری کوتاہیوں، تساہلات، کمزوریوں اور فروگذاشتوں کو معاف فرما، ہمارے ضعف و ناتوانی پر رحم فرما، اعمالِ صالحہ کی توفیق نصیب فرما، اپنے دین کی خدمت کیلئے ہمارے دلوں کو مضبوط اور قدموں کو متحرک کر دے، ہماری کلائیوں میں طاقت عطا فرما، حق کو فتح اور باطل کو شکست دے۔ آمین یا ارحم الراحمین

(ماہنامہ "الحق" اکتوبر ۱۹۸۹ء)

Marfat.com

اصلاحِ انقلابِ اُمّت اور نفاذِ شریعت کا پہلا مرحلہ

عُلماء و مُصلحینِ اُمّت اور دینی قوّتوں کیلئے ایک چیلنج

موجودہ دور میں جب ہم اپنے گرد و پیش کے حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات کُھل کر سامنے آجاتی ہے کہ انفرادی طور پر جس شریعت کا نام لیا جاتا ہے عملاً اجتماعی طور پر دوسری شریعت نافذ ہوتی ہے، نام خدا کا لیتے ہیں کام شیطان کا کرتے ہیں نہ اخلاقی تصورات اور قانونی تصورات میں تفریق کر دی گئی ہے مسجد میں ایک خدا کی پرستش کی جاتی ہے مگر سلطنت کی خدائی کسی شخص یا پارلیمنٹ کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ اب تک معاشرہ اور ملک کے اجتماعی نظام میں جسقدر خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اپنی اجتماعی زندگی میں خود کو خدا کے بندے اس کے غلام، اسی کی تقدیر میں جکڑے ہوئے اور اسی کے قوانین تاریخ اور نوامیس نفسیات کا پابند نہیں سمجھا۔ مسلمان کا مقام اس کے سوا کیا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہدایت پر کاربند ہوں، اس کی تعلیمات اور احکام میں خود کو جکڑے رکھیں اور اس کی حدودِ حلال و حرام کی پابندی کریں، دینِ اسلام اور شریعت اسی کا نام ہے۔ اسلام نے انسانیت کو انفرادی و اجتماعی شریعت ایک دی ہے مسجد اور پارلیمنٹ کا خدا ایک بتایا ہے، اخلاقی اور قانونی ضابطوں کی شاخیں ایک بنیاد سے پھوٹتی ہیں۔

نفاذِ شریعت کے نصب العین سے تو مسلمانوں کا تشخص قائم ہے اس سے اُن کی زندگی ہے، اس کے سوا ان کو زندہ رکھنے والی کوئی دوسری روح نہیں۔ اس مرکزی روح سے اگر مسلمانوں نے انحراف کیا تو ان کی شکل مسخ ہو جائے گی، ان کا اعتقادی اور تہذیبی چہرہ بگڑ جائے گا، ان کی دینی، روحانی اور سیاسی قوتیں مفلوج ہو جائیں گی۔

Marfat.com

نفاذِ شریعت ان کا ضرورتِ تقضایا کا حل اور ان کے لیے سرمایۂ اعزاز ہے۔ مگر پھر بھی خود کو مسلمان کہلانے والے اپنے حقیر ذاتی مفاد کی خاطر جب اس سے کنّی کتراتے اور فرار کی راہ اختیار کرتے ہیں تو انہیں اسلام کا نام لینے سے پہلے یہ کیوں سوچ لینے کا نہ سوجھا کہ اب جب اسلام کا نام لیا ہے تو بات کو نبھانا اور نظام کو اپنانا ہوگا چاہے اس میں جان ہی کیوں نہ چلی جائے؟

چالیس سال سے حکمرانوں اور سیاسی لیڈروں نے علی الاعلان یا محبت کے عنوان سے پس پردہ فریضۂ نفاذِ شریعت سے مسلسل گریز کیا، شریعت کا نام لیا، نظریاتی اساس کا ڈھنڈورا پیٹا، اسلامی جمہوریت کا پرچم لہرایا، شریعت کے نظامِ عدل و قسط کے گن گائے، مگر یہ سب کچھ اپنے اقتدار کے تحفظ اور اپنے وجود کے استحکام کے لیے صرف نام تک محدود رہا، کام سے کسی کو کیا غرض؟

ایسی روش سے لادینیت پسند، مغرب پسند اور مفاد پرستوں کے گروہ کو خوب خوب فائدہ حاصل کرنے کا موقع ملا، شریعت کی اطمینان بخش "اسلامی ہیئتِ سیاسیہ" کا واضح تصور بھی پروپیگنڈے کے زور سے اور کچھ شریعت والوں کی اپنی روش اور بے اعتنائی سے عام لوگوں کی نظروں میں دھندلا کے رکھ دیا گیا، مارشل لاء کی جبری اور غیر جمہوری فضا اس کیلئے مزید راس آئی ۔۔۔ اور اب مسلم لیگ نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ۔۔۔ شریعت کے علمبردار بھی ملکۂ جمہوریت کے سایۂ عاطفت میں پناہ لینے میں ہی عافیت سمجھنے لگے۔ اور پھر ظلم یہ کہ عورتوں سے کہا جاتا ہے کہ دوپٹے سر پر کرلو شریعت میں بے پردگی ممنوع ہے، چادر اور چار دیواری میں تمہارے ناموس کی حفاظت ہے، اور دوسری طرف بے پردہ عورتوں کو سٹیج پر لاکر اور ان کی سیاسی عظمت تسلیم کر کے لاکھوں انسانوں کو بدسماعی اور بدنگاہی کا موقع فراہم کر دیا جاتا ہے۔

حیرت اور استعجاب اس پر ہے کہ حکومت سے تو خیر سے جب تک دن میں تارے اور موت کے فرشتے نہ دیکھ لے، نفاذِ شریعت کی توقع ہی نہیں رہی بلکہ مذہبی اور دینی جماعتیں جن کا منشور بھی نفاذِ اسلام کا ہے جب وہ عملاً مغربی لادین سیاست کے بے حساب برائیوں کے

Marfat.com

مزبلہ پر کھڑے ہیں اور اس پر صرف منشور کی طباعت اور اسلام سے انتساب کی حد تک اگر گلاب کے دو چار پھول لا کے رکھ بھی دیتے ہیں تو کیا اس غلاظت کا ڈھیر اور بدبودار مزبلہ چمن میں بدل جائے گا۔

موجودہ حالات میں اگر واقعۃً نفاذِ شریعت مطلوب ہے اور تمہاری سیاست، تمہاری جماعت، تمہارے منشور اور تمہارے نعرے اس لیے ہیں کہ یہاں شریعت کا نظامِ عدل و قسط نافذ کر دیا جائے تو اسلام اور شریعت کو بطورِ نعرہ اپنی ضرورت پورا کرنے، اپنے کارِ سیاست چلانے اور اپنی کرسی مضبوط کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ واقعۃً عملی ماحول، معاشرہ اور ملک کے قانون کے طور پر اولاً اپنی انفرادی، اجتماعی، جماعتی اور سیاسی زندگی اور اپنی مساعی کے اہداف میں نافذ کرنا ہوگا تب کاروبارِ مملکت میں نفاذ کی منزل قریب تر ہو سکے گی۔

اسلام صرف نام رٹنے سے نہیں آئے گا بلکہ اسلامی علوم اور معارف اور اسلام کے اصولِ حکمت کا مختلف احوال پر انطباق کرنا ہوگا۔ مختلف ممالک، مختلف زمانوں، اداروں اور مروجات کو جانچ پرکھ کر ان سے اجزائے حق کا چھانٹنا، ان کی ترویج اور ان کو اجاگر کرنا ہوگا اور اپنے گرد و پیش کی سوسائٹی میں اجزائے باطل کو ختم کرنا ہوگا۔

اس کے لیے اولاً بنیادی طور پر دین پسند قوتوں اور مذہبی طاقتوں کو نفاذِ شریعت کے ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا ہوگا، پھر نہایت ہی حزم و احتیاط سے اس مجموعہ سے علمی و دینی اور قانونی و سیاسی امور کے ماہرین کی ٹیم منتخب کرنی ہوگی جو مجموعی نظام کو بدلنے اور اس کی بنیادوں کو درست کرنے کے لیے ترجیحات کا ایک جامع منصوبہ بنائے، مزاحم قوتوں کی نشاندہی حکومت کے اندر اہم ناکوں پر بیٹھ کر اسلام کے کام کو ناکام کرنے والوں کا شعور، کسی سیاسی اور اجتماعی اقدام اور اس کے سارے متضمنات پر گہری نظر کرے۔ اس عظیم منصوبہ کیلئے اولاً اپنے حلقوں میں بالخصوص دینی اور مذہبی حلقوں میں، اسلام پسند حلقوں میں تعصب اور گھٹن کی فضا کو ختم کرنا اور آزاد جمہوری، وسیع النظرفی، عوامی اور عمومی فضا کو برقرار رکھنا ہوگا اس سلسلہ میں عمل کی دنیا میں ایک ٹھوس لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ نفاذِ شریعت کے عمل کی مضبوطی کا تمام تر دار و مدار حکومت سمیت نفاذِ شریعت کے دعویداروں اور پرچم نبوی کے علمبرداروں کے سر ہے۔

Marfat.com

جنابِ عالی! نظامِ شریعت صرف شراب، جوئے، بدکاری کے امتناع اور چوری، قتل، شراب نوشی اور قذف کے جرائم کی سزاؤں کا نام نہیں بلکہ اس میں اسلام کی انقلابی جماعت کو اپنی جماعتی حیثیت سے اسلامی ریاست کی ہیئتِ سیاسیہ، نظامِ شورٰی، انتخابات، نظامِ ہیئت، تقسیم اور بجٹ کے مسائل، نظامِ اراضی، سود اور بنکاری، بیرونی تجارت، قرضوں کے معاملے، خارجہ پالیسی، غرض زندگی کے تمام بڑے بڑے مسائل اپنی جماعتی اور اتحادی سطح تک بطور لائحہ عمل کے واضح کرنا ہوں گے، نشانِ راہ متعین کرنے ہوں گے اور عوام کو یہ یاد کرانا ہوگا کہ واقعی تم غلبہ اور اقتدار پر آنے کی صورت میں نفاذِ شریعت کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہو۔

اگر یہ سچ ہے کہ آپ واقعۃً مملکت کو گلشنِ اسلام اور صدا بہار جنتِ ارضی بنانے کے لیے کوشاں ہیں تو پھر تمہیں پہلے مرحلہ میں ذہنی اور اخلاقی، اسلامی اور روحانی تربیتی کیمپ قائم کرنا ہوں گے، تمہیں ایک ابر شکن قوت سینکڑوں اور ہزاروں کی نہیں لاکھوں افراد کی صورت میں حاصل کرنی ہوگی جو اپنی ہزار عملی کمزوریوں کے باوجود اپنا رشتۂ وفا اسلام سے استوار رکھے جن کی زندگی کا اولین ہدف اسلام کے اطوار، اسلام کے اصول و اقدار اور قوانین و احکام کا غلبہ ہو۔ پھر اس وسیع قوت میں ایک مضبوط عنصر ایسا بھی ہو جس کی پورے حالات پر فکری گرفت مضبوط ہو۔ جو عالمی قوتوں کی شر انگیزیوں، مخالفِ اسلام مغربی مفکروں، حکمرانوں، سیاستدانوں کی حرکات سے پوری طرح واقف ہو، وہ تحقیقی و علمی و دینی اور تبلیغی حلقوں میں گھسے بیٹھے بے ضمیر قائدین، صحافیوں، ادیبوں کے طول و طویل سلسلہ ہائے تزویر کو پہچانتا ہو۔ اس قوت کو سپاہِ اسلام بنا کر بنیانِ مرصوص کی حیثیت سے آگے لانا ہوگا اور انہیں اسلامی اور اصلاحی مقاصد کے لیے متحد کر کے ایک ایسی ناقابلِ شکست چٹان بنانا ہوگا کہ اگر وقت آئے تو وہ لوگ ہتھکڑیوں، لاٹھیوں اور گولیوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں۔

جب آپ کے پاس آپ کی انقلابی جماعت میں واقعۃً ایک انقلابی فورس کے مخلص کارکن مہیا ہو جائیں گے تو جناب پھر صدر ہو یا وزیر اعظم ہو، اسمبلی کے ممبر ہوں یا بیوروکریسی کے ستون، طوفان خیز صحافی ہوں یا حقائق کو مروڑنے والے دانشور، وہ کبھی اپنی غلط سکیموں کو آگے

Marfat.com

نہیں لاسکیں گے، وہ مغربی آقاؤں کی خوشنودی کے لیے اتنی بڑی اور جمہوری قوت ہے، نہیں ٹکراسکیں گے، وہ اتنی بڑی قوت سے بچکر کسی پارلیمنٹ یا چیمبر میں سازشیں کر کے اس کو راز نہیں رکھ سکیں گے۔ سپاہِ اسلام کی اس عظیم قوت کی للکار مغربی جمہوریت کے دیو ہزار پا کو بے دم کر دے گی تہیں اس انقلاب اور عظیم انقلاب کے لیے اگر کام کرنا ہے تو پھر اسی قوت میں تہیں اخباری سطح پر لکھنے والوں، محلہ دار مجالس میں تقریریں کرنے والوں، شعر و ادب کے چمن طرازوں، علمی و سیاسی اور قانونی کام کرنے والے مدبروں، فلسفہ اور نفسیات کے ماہروں کا انتخاب کرنا ہوگا اور اپنے کارکنوں کے ہاتھوں میں ایمان و یقین، براہین و دلائل، فکری و علمی اور انقلابی اور محکم و مدلل لٹریچر کا اسلحہ دینا ہوگا جس کی مار اندرونِ ملک لادین قوتوں، منافق حکمرانوں اور عیار بیوروکریٹس سے لے کر بیرونِ ملک ماسکو اور نیویارک تک ہو۔

عوام میں جہاد کی اسپرٹ کو اس طریقے سے حرکت میں لایا جاسکتا ہے کہ پہلے خود نفاذِ شریعت کی داعی جماعتوں کو بغیر کسی دغدغے اور تذبذب کے اپنے انفرادی، جماعتی اور عملاً سیاسی کاروبار میں شریعتِ اسلامیہ کے سامنے سر جھکا کر اس کو واحد صحیح اور عادلانہ قانون یقین کر کے پورے فخر اور احساسِ برتری کے ساتھ نافذ کر دیا جائے، یہ کوئی متنازعہ چیز اور اختلافی قضیہ نہیں کسی خاص فرد، جماعت یا گروہ کی برتری اور کسی کو نیچا دکھانے کے جذبات کو اٹھا کر باہر پھینک دیجیے ــــ میری یہ گذارشات ایک جائز اور برحق اور منفعلانہ تجربہ پر مبنی ہیں، معقولیت کی فضا میں اس پر غور کر لیا جائے تو انقلابی نتائج حاصل ہوں گے۔

کوئی خاص جماعت یا پارٹی میری مخاطب نہیں، بغیر کسی امتیاز کے تمام مسلمانوں سے میری یہ گذارشات ہیں، آخران باتوں میں ہم اکٹھے نہیں ہوں گے تو اور کون سی دعوت یا پروگرام ہمیں جوڑ سکے گا۔

اگر آپ نے نوجوان قوت کو منظم کر لیا، اسلام پسند طاقتوں کو منظم کر لیا تو نفاذِ اسلام کی عملاً ایسی خدمت انجام دی جاسکتی ہے کہ دنیا میں ایک تہلکہ مچ جائے، اسلام دشمن قوتوں کے عزائم خاک میں مل جائیں، مفاد پرستوں اور سیکولرسٹوں کے نظریات کا تار و پود بکھر جائے، دولت و جاہ کی پرشکوہ قبریں پھٹ جائیں اور ایک انقلابی صورِ محشر خیز برپا ہو جائے۔

Marfat.com

امریکہ کی فریب کارانہ پالیسیاں، بھارت کے ناپاک عزائم، اسرائیل کی اندوہناک تاراجی، روسیوں کی بربریت اور مسلط قوتوں کی ساری امیدیں اس پر قائم ہیں کہ مسلمان کبھی اپنے ایمان اور نظریئے، اپنے دین اور اپنی تہذیب کی بنیاد پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔

اٹھو! خدا اور رسولؐ کے دین کے لیے جانوں اور مالوں اور عزت و آبرو کی قربانیاں دینے والے بن جاؤ۔ اپنی دماغی اور تخلیقی، علمی و مطالعاتی صلاحیتیں اسلامی تنظیم کی ترویج میں کھپا دو، خود کو باضمیر بنا کر زندہ رہنے کا استحقاق پیدا کرو، جماعتی اور سیاسی میدان میں باہمی اعتماد اور اتحاد سے تنظیم اور اپنی جماعت کے اندر فعالیت اور اقدام کی صلاحیت ابھاریئے، دینِ اسلام اور معاشرے کی اعلیٰ خدمات کا وسیع اور جامع منصوبہ بنائیے، چالبازانہ اور مغربی طرز کا مفاد پرستانہ منصوبہ نہ ہو خالص دیانتدارانہ ہو۔

اسی میں عوام کی فلاح و بہبود ہے، یہی کام اصلاحِ معاشرہ کا ٹھوس اور حقیقی اقدام ہے بین الاقوامی حالات میں اسی منہج میں ملک کی بقاء، استقلال اور استحکام ہے، اسی میں مسلمانوں کے تہذیبی اور ملی شعور کا فروغ ہے۔ اگر اسی علم کو آپ نے تھاما، اس پرچم کو بلند کیا، اس پیغام کے مبلغ بنے اور اس کے لیے اپنے مفادات کو تج دیا، ذاتی اور گروہی جتھہ بندی کی متعفن سیاست کو تین طلاقیں دے دیں، قومی وحدت اور اتحادِ امت کا کام ٹھوس اور حقیقی بنیادوں پر استوار کر دیا تو پھر اہلِ زمانہ، اربابِ طاقت، سپر پاورز جن کے آج تم پاؤں چھوتے ہو کل وہ تمہارے جوتوں کو بوسہ دیں گے۔

(ماہنامہ "الحق" مئی ۱۹۸۸ء)

Marfat.com

شریعت کا مکمّل نفاذ

نسخۂ امن و سلامتی

۱۴ راگست سے تاحال وسطِ دسمبر ۱۹۸۶ء تک پورے ملک میں وقفے وقفے سے فسادات کی لہریں اُٹھ رہی ہیں قتل و غارت گری، فسادانگیزی اور ہلاکت خیزی کے خون آشام مناظر سامنے آرہے ہیں۔ نومبر میں لاہور میں ہتھوڑا گروپ کی کارستانیاں، رحیم یار خان، ٹنڈو آدم اور اندرونِ سندھ متعدد مقامات پر قرآن کریم کی بے حرمتی و آتش زنی، محرم الحرام میں سرحد و پنجاب میں شیعہ سُنی فسادات اور مساجد کی بے حرمتی اور اس سے قبل اکتوبر میں کراچی، پشاور اور کوئٹہ میں بھیانک فسادات اور اب کراچی کے تازہ ترین حالات سب کے سامنے ہیں جہاں قتل و غارتگری، دہشت انگیزی، آتشزنی، لوٹ مار، توڑ پھوڑ، ابلیسی قوتوں کی بربریت، قومی عصبیت، اذیت رسانی اور تیزاب اندازی روزانہ کا معمول ہے، گویا کراچی بیروت کی طرح مختلف متحارب گروپوں کی پُرتشدد تحریکوں کا گڑھ بن گیا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہاں شرپسندوں، غنڈوں، ڈاکوؤں، دہشت گردوں اور تخریب کاروں کا راج قائم ہو چکا ہے۔ بدامنی، دہشت و درندگی اور تشدد کے اس طوفان میں سینکڑوں جانیں تلف ہو رہی ہیں، آباد گھرانے اُجڑ گئے، کروڑوں کی املاک برباد ہوئیں۔ معاشی و معاشرتی اور جانی و مالی نقصان کے علاوہ پوری دُنیا میں ذلت و رسوائی اور جگ ہنسائی اس پر مستزاد ——— یہ محض چند ڈاکوؤں کا مجرمانہ کردار نہیں اور نہ یہ سب کچھ حادثاتی اور اتفاقی ہے بلکہ ملک کے چاروں صوبوں اور اب کراچی میں منظم دہشت گردی کے انداز میں تخریب کاری کے مسلسل واقعات اور فسادات سراسر وارداتی ہیں۔ ادھر مملکتِ عزیز پاکستان کی سرحدیں آگ اور دھوئیں کے خونی بادلوں کی

Marfat.com

زد میں ہیں۔ ناقص اور فرسودہ نظام حکومت کی وجہ سے سیاسی ابتری اور اخلاقی بگاڑ روز افزوں ہے۔ اس کے تباہ کن اثرات و مضمرات، اس میں پوشیدہ تخریب کاری کے امکانات، بیرونی ایجنٹوں کا بدترین کردار، مفاد پرست عناصر کی ملک دشمنی اور اس سے پیدا ہونیوالی صورت حال، خدانہ کرے کہ سندھ میں بھارت کی فوجی مداخلت کو یقینی بنانے کا جواز مہیا کر دے ؎

کون سا گوشہ ہے کہ ماتم نہیں جس میں برپا
کون سا خطہ ہے جو مضطرب الحال نہیں

ان سارے فسادات کی اصل جڑ ملک میں فرسودہ اور غیر مستحکم فرنگی نظام کا قیام ہے جس کے ایک سرے پر جاگیردار اور دوسرے سرے پر کمیشن یافتہ فوجی اور پولیس افسران، تیسرے پر بیوروکریٹس اور چوتھے سرے پر نا اہل حکمران اور لادین سیاسی قائدین کا تسلط ہے۔

مسلمانوں نے بیرونی سامراج کو تو دفتروں اور بیرکوں اور مسند اقتدار سے اٹھا کر گھر تک پہنچا دیا مگر اس کی تہذیب اور نظام کو بدستور اپنایا بلکہ اسے سینے سے لگایا۔ دشمن نے ایچی سن، فارمن، کرسچین کالج، مرے کالج، سینٹ پال، سینٹ جوزف، سینٹ لارنس اور گرامر کے نام سے ہزاروں سکول اور کالجز کا ملک کے چپے چپے میں جال پھیلا کر ہمارے خلاف مورچے قائم کر رکھے ہیں جہاں فوجی اور سول افسران اور سیاسی حکمران تیار ہوتے ہیں جو پورے ملک کا نظام اپنی جاگیروں کے تحفظ، اپنے مفادات کے فروغ اور سامراجی پالیسی کے استحکام کے نقطۂ نظر سے چلاتے ہیں۔ بیماری ہو، کاروبار ہو، منصوبہ بندی ہو، تجارت ہو، تعلیم ہو، سیاست ہو، فساد ہو، امن ہو۔ غرض قومی و ملی تعمیر کا کوئی بھی پہلو ہو اُن کا رُخ ہمیشہ لندن، پیرس، نیویارک، واشنگٹن اور وہاں کے نظام کی طرف ہی رہے گا —— چنانچہ اب بھی کرفیو لگایا جا رہا ہے، تحقیقاتی کمیشن قائم کیے جا رہے ہیں، صلح و آشتی کے لیے امن کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں، امن سے رہنے کی اپیلیں کی جا رہی ہیں، مقتولین و مجروحین کے معاوضوں کا اعلان کیا جا رہا ہے، ہمدردانہ بیانات دیئے جا رہے ہیں۔ چالیس سال سے سابقہ حکمران جو کچھ کرتے آئے ہیں اب کی مسلم لیگ کے ارباب حل و عقد اور ذمہ داران حکومت بھی اسی ڈگر پر چل پڑے ہیں مگر اس وطیرہ سے فسادات میں کمی کی بجائے اضافہ ہو رہا ہے اور چنگاریاں شعلے بن کر بھڑک

Marfat.com

رہی ہیں۔ اگر حکومت اور ملک کی سیاسی صورتحال کے ذمہ داروں نے بھی حسب سابق مغربی نظام حکومت اور سامراجی نظام سیاست اور حالیہ فسادات میں ٹھوس اور مثبت اقدام کے بجائے کمیٹی اور کمیشن کی باتوں کو جزو دین وایمان اور لازمۂ سیاست بنائے رکھا تو پھر مستقبل قریب میں ماضی سے زیادہ ہولناک، المناک، شرمناک، آگ میں لپٹے اور دھوئیں میں اٹے ہوئے بہت بھیانک اور نہایت تباہ کن مناظر دیکھنے کے لیے خود کو تیار رکھنا چاہیے۔ (والعیاذ باللہ)

جب تک فرنگی نظام رہے گا کوئی مفسد گروہ، کوئی تخریب کاروں کا ٹولہ، کوئی داخلی دشمن، کوئی بیرونی ایجنٹ، قومی عصبیت، صوبائی وطنیت، جتھہ بندی، پارٹی بازی کی چھوٹی سی چنگاری سلگا کر پورے ملک کو تباہی اور قتل وغارتگری کے جہنم میں دھکیل سکتا ہے۔

موسمی اور وبائی امراض میں صالح سے صالح غذا بھی مریض کے معدہ میں پہنچ کر مسموم اور فاسد ہو جاتی ہے اسی طرح مغربی نظام کے قیام واستحکام میں ہر بھلائی، صلح وآشتی کی ہر کوشش، ترقی وایجاد اور قیام امن کا ہر منصوبہ حکومت وعوام سب کے لیے مثبت نتائج کے بجائے منفی اثرات اور وبال جان بن کے رہ جاتا ہے۔ اگر ملک میں واقعۃً امن کا قیام، شہریوں کے مال وجان کی حفاظت، قتل وغارت کی بیخ کنی، فسادات کی روک تھام، جاہلی عصبیت کا خاتمہ اور ایک صالح نظام کے قیام کی ضرورت ہے بلکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے سب کا فریضۂ منصبی بھی یہی ہے تو پھر سب کو خواہ وہ حکمران ہوں یا سیاستدان، عوام ہوں یا علماء، افراد ہوں یا جماعتیں اپنی زمام کار اسلام کے ہاتھوں میں دینی ہوگی جو سروری وجہانبانی، امن وحکمرانی اور قیادت کا ایک جامع نظام حیات ہے جس نے انسانی روح کو اوہام وخرافات، ذلت ورسوائی، تباہی وہلاکت، مرض وفساد، ظلمت وضلالت، ناپاکی وگندگی، کمزوری وناتوانی، ظلم وسرکشی، انتشار وبے چینی، قومی عصبیت، سماجی طبقہ واریت اور جابر سلاطین کے ظلم واستحصال سے رہائی دلا کر حریت پسندی، عقیدہ واخلاق کی پاکیزگی، یقین ومعرفت، عدل وانصاف، امن وسکون، متوازن ارتقاء، عمل پیہم، سعی مسلسل کے مقام عروج تک پہنچایا۔ یہ نظام شریعت کی برکت تھی کہ اوس وخزرج کی جنگ بعاث کی وجہ سے ابھی خون آشام تلواروں سے خون ٹپک رہا تھا کہ ان کے مجروح اور ٹوٹے ہوئے دلوں میں الفت ومحبت

Marfat.com

پیدا ہو کر باہم مصالحت ہو گئی جس کو پوری دُنیا کا خزانہ خرچ کر کے بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا۔۔۔۔ یہ نظام شریعت ہی کا نفاذ تھا جس نے انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ کرایا جس کے سامنے سگے بھائیوں کی محبت اور دنیا کی ساری دوستیاں بے حقیقت تھیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عصبیت اور جتھے بندی کے نعروں کو نجس قرار دیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"جو عصبیت کا علمبردار ہو وہ ہم میں سے نہیں، جو عصبیت پر جنگ کرے وہ ہم میں سے نہیں اور جس کی موت عصبیت پر ہو وہ بھی ہم میں سے نہیں۔"

نظام شریعت معاشرے میں انسانی خاندان کے ہر فرد کو صحیح مقام دیتا، نوع انسانی کے افراد کو ایک خاندان میں تبدیل کرتا اور گلدستہ بنا دیتا ہے، یہی منہاج نبوت ہے، قومیت و عصبیت کے بجائے ہدایت اس کا ہدف ہے۔ جس میں بے حیائی کی تمام قسمیں، عصبیت کے تمام محرکات، فساد کی تمام ترغیبات ممنوع اور خلاف قانون ہیں جس کے نفاذ سے بد اخلاقی، قانون شکنی، نفس پرستی اور عشرت پسندی کا رجحان مغلوب ہو جاتا ہے۔

بے حیائی اور عصبیت پھیلانے والے اشخاص مجرم اور ملک کے دشمن قرار پاتے ہیں جس میں پولیس کی حیثیت صرف لٹھ بردار اور چوکیدار کی نہیں ہوتی بلکہ ایک شفیق و مربی اور ایک مہربان اتالیق کی ہوتی ہے۔

لہٰذا حالات کا تقاضا، وقت کی ضرورت اور قیام امن کی اہمیت کے پیش نظر ارکان پارلیمنٹ، ارباب حکومت بشمول وزیر اعظم و صدر مملکت سب کا یہ فرض ہے کہ نفاق کے بجائے ایمان، شک کے بجائے یقین، وقتی فوائد کے بجائے مستحکم عقائد، موقع پرست ذہنیت کے بجائے حق پرست ضمیر، عقل مصلحت بینی کے بجائے عشق مصلحت سوز اور جذبہ ایمان و اخلاص سے کام لے کر بغیر کسی تذبذب و تاخیر کے خالق ارض و سما کا عطا فرمودہ آسمانی و روحانی نسخہ امن و سلامتی نظام شریعت فوراً نافذ کر دیں جس کا جامع آئینی خاکہ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی راہنما مولانا سمیع الحق اور مولانا قاضی عبداللطیف نے پارلیمنٹ میں "شریعت بل" کے نام سے پیش کیا ہے،

Marfat.com

اور جس کی فوری منظوری و نفاذ کے لیے قائدِ شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی قیادت میں متحدہ شریعت محاذ نے پورے ملک میں تحریک نفاذِ شریعت برپا کر دی ہے۔

حالیہ فسادات مستقبل کے حالات کا پیش خیمہ ہیں۔ اگر اب بھی ذمہ دارانِ حکومت اور اربابِ سیاست اور ممبرانِ اسمبلی اس آئینہ میں مستقبل کا چہرہ نہ دیکھ سکے اور امن و سلامتی کے ضامن نظامِ شریعت کی منظوری و نفاذ میں رکاوٹ بنے رہے تو قوم کے نزدیک حکومت کا یہ کردار ان لوگوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہوگا جو مہاجر، سندھی، پنجابی، پٹھان اور بلوچی کے نام سے جتھہ بندی کر کے سرمائے، شہرت، قیادت، ہوسِ اقتدار، غیر ملکی ایجنٹی یا محض جہالت اور ناعاقبت اندیشی کے اندھے جنون میں مبتلا ہو کر جسدِ ملت کو کاٹنے اور ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں دشمنانِ ملک کیلئے تیشہ بدست آلۂ کار کا کردار ادا کر رہے ہیں یا کشتی میں پڑے ہوئے مال پر لڑتے لڑتے اب جھنجھلا کر اس کے تختے اکھاڑنے پر لگ گئے ہیں۔

(ماہنامہ "الحق" دسمبر ۱۹۸۶ء)

Marfat.com

نوجوانوں میں فکری الحاد اور ارتداد کی یلغار

قومی دانشوروں، علماء کی ذمہ داریاں، لائحہ عمل اور طریقِ کار

قوموں اور ملتوں کے زوال، ان کی تباہی و بربادی، انحطاط و انتشار، ذلت و نکبت، ترقی یافتہ اور مسحور کن تمدنوں اور تہذیبوں کے زوال اور فنا کا سب سے اہم اور بنیادی سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی گھریلو زندگی، انفرادی زندگی اور عائلی نظام کے انتشار پر کوئی توجہ نہ دی۔ مرد و زن کے باہمی ارتباط میں فساد و اختلال، عورتوں کی بے توجہی بلکہ اپنی ذمہ داریوں سے فرار اور عورتوں کے بارے میں سوسائٹی اور ماحول میں اعتدال و توازن کے فقدان نے انہیں نسیاً منسیاً کر دیا اور دنیائے وجود سے ان کی شوکتیں ایک داستانِ پارینہ بن کر مٹ گئیں ع

کب بہار آئی تھی اس باغ میں کچھ یاد نہیں

آج سب دیکھ رہے ہیں کہ عورتیں مردوں کی ذمہ داریوں اور ان کی کارگذاری کے میدانوں میں برابر کی شرکت، ان کی ہمسری و ہمصفیری، ہر میدان میں ان کے دوش بدوش کھڑے ہونے بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ان کا مقابلہ کرنے کے شوق میں پاگل ہو گئی ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس کے ثمرات اور نقد ثمرات کے طور پر معاشرہ میں ذہنی و فکری انتشار، عام لاقانونیت، انارکی اور بدترین اخلاقی بحران پیدا ہوتا جا رہا ہے۔ ہلاکت کے غار کی طرف قوم کے بڑھتے ہوئے قدم اور بھی تیز ہو گئے ہیں۔ آج پھر سے مستشرقین کے پھیلائے ہوئے زہریلے فکری جراثیم ابھارے اور پھیلائے جا رہے ہیں۔ تحریک آزادیٔ نسواں اور عورتوں کے حقوق کی بات کی جا رہی ہے، اسلامی احکام و مسائل کو نشانۂ تضحیک

Marfat.com

بنایا جارہا ہے۔ سوالات اور استفسارات اور جدید مباحث کے ذریعہ ارتدادی مہم چلائی جا رہی ہے۔ تعدّد ازدواج کا مسئلہ، حقِ طلاق کے لیے مردوں کی خصوصیت، شرعی پردہ سے متعلق تفصیلات، گرما گرم تحریریں اور پمفلٹ اور لیکچرز کے ذریعے قوم کو ذہنی وفکری انتشار اور اضطراب کی منزل کی طرف دھکیلا جارہا ہے۔ ان دو اڑھائی ماہ میں آپ دیکھ لیں کہ غیر ملکی تہذیب اور ثقافت کا پروپگنڈا اور اسکے اثرات کس حد تک پہنچ چکے ہیں ؎

موسم کے بدلتے ہی بدل جاتی ہیں آنکھیں
یارانِ چمن بھول گئے نام ہمارا

—— آج دین کی دعوت وتبلیغ اور اصلاحِ انقلاب اُمت کے کام کی اہمیت پہلے سے کئی گنا زیادہ ہوگئی ہے۔ اسلام کی دعوت وتبلیغ اور تفہیم وتشریح کے سلسلہ میں مشائخ، علمائے اور ملت کے بہی خواہ مسلمانوں کو اپنی ذمہ داریوں اور قوم سے براہِ راست تعلق کی ضرورت کو زیادہ محسوس کرنا چاہیے —— معاشرہ کی اسلامی تشکیل اور تعمیرِ نو میں عوام بالخصوص نوجوانوں کی اہمیت کو نہیں بھولنا چاہیے، اس میدان میں وہ جماعتیں اور تحریکیں جو کام کر رہی ہیں اور تجربات حاصل کر رہی ہیں اُن کے تجربات ومشاہدات اور تاثرات کو بھی سامنے رکھنا چاہیے برصغیر کی عظیم ترین تبلیغی واصلاحی تحریک "تبلیغی جماعت" اور اس کا طریقِ کار بھی ہر لحاظ سے محتاط اور محمود ہے، اس کو مزید آگے بڑھانے کی ضرورت ہے ؎

تم میرے فکر وفن کا اگر حوصلہ بڑھاؤ
دنیا میں کھینچ لاؤں فضائے بہشت کو

اب کے بے دین اور الحاد زدہ معاشرہ میں قوم سے براہِ راست قائم کرنے اور عام مسلمانوں کے گھروں، منڈیوں اور بازاروں تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

عوام میں مذہبی شعور اور دینی جذبہ بیدار کرنے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ، اخلاق و اعمال کی اصلاح، ایثار وقربانی، اللہ کی راہ میں محنت ومشقت پر آمادہ کرنے کا کامیاب اور ٹھوس لائحہ عمل اختیار کیا جانا چاہیے۔ محض وعظ ونصیحت کی مجالس اور ذکر ومراقبہ کے حلقے کافی نہیں، پورا تن من دھن لگانا ہوگا ؎

Marfat.com

شبنم سے فقط کام چلا ہے نہ چلے گا
پھولوں کی زبان خونِ جگر مانگ رہی ہے

علماء اگر یوں باہمی تشتت و آویزش کا شکار رہے، سیاسی مفادات لادین سیاستدانوں کی طرح علماء پر بھی غالب آ گئے، انہوں نے بھی وہی ہلڑ بازی اور بے لگام سیاست بازی کے وطیرے اختیار کیے جو سوشلسٹ اور کمیونسٹ کی پہچان ہیں۔ عوام کی دینی راہنمائی، اسلامی تعلیم و تربیت اور دین کے مکمل شعور کے بغیر ان کو آزاد چھوڑ دیا گیا تو یہ قوم و ملت، دینِ اسلام اور پاکستان میں دینی قوتوں کے وجود تک کے لیے حد درجہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر کالجز اور آزادانہ ماحول پر دینی رنگ غالب کرنے کی کوشش نہ کی گئی اور ان کو ایک صالح اور دیندار تنظیم میں نہ پرویا گیا تو وہ کسی بھی وقت کسی بھی مفسد اور ملحد کیلئے تر نوالہ اور خوشگوار گھونٹ ثابت ہو سکتے ہیں۔ اور خدا نہ کرے کہ ہماری غفلت، باہمی ناچاقیوں اور سیاست بازیوں کی وجہ سے وہ بڑی آسانی کے ساتھ تباہ کن تحریکوں اور اسلام دشمن افکار و خیالات کا شکار ہو جائیں۔

یہ دور وہ ہے شرافت سنبھل نہیں سکتی
گریباں چاک ہو، دامن اگر سیا چاہے

نوجوان نسل بالخصوص یونیورسٹیوں اور کالجوں کے نوجوانوں کی طرف توجہ کرنے کی اشد ضرورت ہے کہ مستقبل میں وہی موجودہ نسل کی جگہ لینے والی نسل ہے، وہی مستقبل کے قومی معمار ہیں، وہی مستقبل میں ملک کی قیادت، زندگی کی تشکیل، قانون سازی اور تعلیم و تربیت، سیاست اور قومی کردار کا رُخ متعین کرنے کی ذمہ داریاں سنبھالیں گے ـــــ یہ نوجوان وہی ہیں کہ کل کو تمام قومی امور اور ملکی معاملات کی کلید اور حکومت و سیاست کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں آنے والی ہے ـــــ اُن کی اصلاح، ان کا انقلاب اور ان کا دینی مزاج، قوم کی اصلاح اور قوم ہی کا انقلاب ہے ـــــ اگر خدانخواستہ علماء اور دینی قوتیں اسی روش پہ رہیں جس کا مظاہرہ اب کر رہی ہیں انہیں باہمی فتویٰ بازیوں، مناظروں اور چپقلشوں سے فرصت نہ ملی تو قوم کے نوجوان اور مستقبل کے معمار سے فضائلِ اسلام پر پختہ یقین، اسلامی

Marfat.com

اصولوں اور تعلیمات پر راسخ ایمان ان سے چھن جائے گا اور دین کے لیے ان کا جوش و جذبہ سرد پڑ جائے گا اور ان کے علاقوں میں اسلام کی بقاء، اس کی قوت و شوکت بلکہ سالمیت تک خطرہ میں پڑ جائے گی۔

اخبارات کے مضامین، شہ سرخیاں، ٹیلیویژن کے پروگراموں، ہفت روزوں، ریڈیو کی نشریات اور حکومتی مشینری کے تمام کل پرزوں کی چڑچڑاہٹ اور راول وہلہ کی جھلک سے الحاد ٹپکتا اور فساد امڈتا نظر آرہا ہے۔ نوجوانوں سے ان کی اسلام کی صلاحیتوں سے اُن کی بے اعتمادی، عقیدہ و ایمان کی کمزوری، اسلام کے مستقبل اور اس کی قائدانہ صلاحیتوں سے مایوسی ایک نئے دور کا بدترین تحفہ ہے۔ اور اب قوم مجموعی طور پر (انتخابات میں جو نتیجتہً نمایاں ہو کر سامنے آگیا ہے) اس ڈگر پر جارہی ہے بلکہ ذہنی اور فکری طور پر وہ مغربی تہذیب ہی کو انسان کی ترقی، آزادی اور عزت و سعادت کی انتہاء اور ناقابلِ تردید حقیقت سمجھ کر اس کے بدترین منکر سے اعراض و انکار کی گنجائش تو کجا طبعی نفرت و اباء کی صلاحیت بھی مفقود کر بیٹھی ہے ـــــ اور یہ سمجھنے میں کوئی بُعد نہیں رہا کہ اگر قوم کو اسی طرح آزاد چھوڑ دیا گیا، ہماری دینی قوتیں باہمی سر پھٹول میں مصروف رہیں، ہماری سیاست بھی لادین قوتوں کے تابع یا ان کے خطوط پر چلتی رہی اور ہم نے نوجوانوں کی ذہنی تربیت اور فکری ارتداد کے انسداد کا اہتمام نہ کیا تو یہ درحقیقت ہمارے اپنے ہاتھوں سے اپنے ملک میں اسلام کے زوال، زندگی کی رزمگاہ سے اس کے انخلاد کا پیش خیمہ اور فکری و تہذیبی ارتداد کا کی یلغار میں مزید اضافے کا باعث بن جائے گا۔ والعیاذ باللہ

فکری ارتداد اور باغیانہ طرزِ فکر کی ایسی لہروں کو روکنے کا ابھی سے اہتمام نہ کیا گیا تو اس کا حملہ بڑا سخت اور اس کی موجیں تند و تیز ہو کر چلیں گی، اور جب ایسے طوفان اُبھرتے اور مچلتے ہیں تو ان کے سامنے نہ تو عالیشان محل ٹھہر سکتے ہیں نہ پامال جھونپڑیاں اور کسانوں کے کھیت رکاوٹ بن سکتے ہیں نہ کسی عالم کا مدرسہ اور گوشہ نشین عابدوں اور زاہدوں کی خانقاہیں تاراجی سے بچ سکیں گے۔

جن جن ملکوں میں علماء نے مستقبل کے اندوہناک اور دردناک انجام کو چشم بصیرت سے

Marfat.com

نہ دیکھا، نوجوانوں پر توجہ دینے اور اُن کا اعتماد حاصل کرنے میں پہلو تہی کی اور ان کی زندگی میں اسلامی انقلاب لانے اور اُن کو متاثر کرنے میں ناکام رہے، ان کی قیادت نہیں کی، اُن کی سرپرستی کرنے سے انکار کر دیا، اُن کو مادر پدر آزاد تہذیب کے حوالے کر کے بے مُہار چھوڑ دیا تو تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ الحاد، فساد، اباحیت اور دہریت کے داعیوں نے بڑی آسانی سے اُنہیں اپنے شکار کا ہدف بنالیا۔ ان کے ذہن و دماغ پر، ان کے دل اور فکر و سوچ پر مُلحد، زندیق، دہری، جارحانہ قوم پرستی کے داعی یا دین کے دشمن کمیونسٹ چھا گئے۔

لادین قوتوں نے اپنی سرگرمیوں کے لیے دو میدان منتخب کیے، ایک تعلیم گاہیں، کالجز اور دوسرا فوج ـــــ اب نتیجہ سب دیکھ رہے ہیں کہ ان کے پاس اتنی قوت آگئی ہے کہ جدھر چاہتے ہیں ڈنڈے کے زور سے پورے ملک کو ہانک دیتے ہیں، حکومت و اقتدار کی کلید اُن کے ہاتھ میں ہے ـــــ اگر دینی قوتیں بھی اسی لائن پر کام کریں، طاقت اور قوت کے سرچشموں پر اپنی گرفت مضبوط کرلیں تو اسی سے ملک کی سیاست اور حکومت کے طریق کار اور اس کی رفتار پر بڑے مؤثر طریقے سے اثر انداز ہو سکتے ہیں ؎

میرے جوشِ جنوں کے پاؤں پھیلانے کا وقت آیا
خردمندوں سے کہہ دو اب سمیٹیں اپنی دُنیا کو

نوجوانوں میں تبلیغ و دعوت اور دینِ اسلام کی تعبیر و تشریح اور تفہیم کے لیے جدید اسلوب، جدید زبان اور نوجوانوں کی نفسیات کا گہرا مطالعہ اور ان کو درپیش مسائل اور مشکلات کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے اس مقصد کے لیے بھرپور طریقہ سے اسلامی لٹریچر کی فراہمی کا اہتمام کیا جانا چاہیئے جو ان کے فہم اور ذوق کے مطابق ہو اور جو ان کے دماغ کی گرہیں کھول سکے۔

علماء اور تمام دینی طبقوں کا فرض بنتا ہے کہ ماحول و معاشرہ، سوسائٹی اور مملکت کے نظام کو دین کے زیرِ اثر کر دیں، دین کو ہر حال پر ترجیح دیں، ملک میں ایسی فضا بنادی جائے کہ کسی بھی شخصیت یا حکومت کے لیے اسلام کی تائید و تصویب اور اہل دین کی ناپسندیدگی

Marfat.com

ور ناراضگی کی بڑی قیمت دینی پڑے ــــ دین کا کام اور دین کا نظام اس قدر حاوی کر
یا جائے کہ حکومت اور عوام دونوں کی نگاہوں میں اس کی اہمیت اور وقعت بن جائے،
ینی تعلیمات اور اسلامی ہدایات اور اسلام کا نظام حیات عوام اور خواص کے دلوں اور
ماغوں میں ایک نشہ پیدا کر دے۔ لادین قوتوں سے جنگ، ملک کی آزادی و استقلال
ی حفاظت، دینی و ملی غیرت کی بقاء، اسلامی اخلاق و آداب کی ترویج و اشاعت اور تمام
سلام دشمن طاقتوں اور تحریکوں سے مقابلہ زندگی کا مقصد و محور اور مساعی کا اولین ہدف
بن جائے ــــ

خبر دو بزم خرد کے تماشہ بینوں کو
بہار پھر میرے دیوانہ پن میں آئی ہے

Marfat.com

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نظریۂ انقلاب و سیاست

تدبیرِ منزل، نظمِ مملکت اور فلاحِ اُمت کے اجتماعی، قومی اور ملی امور کی ترتیب و تنظیم کو سیاست کہتے ہیں۔ سیدنا امام الائمہ، سید الفقہاء، محدثِ کبیر امام اعظم ابو حنیفہ رح کی سیاسی زندگی کے تین مختلف ادوار اور تدریجی مراحل تھے۔

(۱) اعلیٰ اور جامع منصوبہ بندی کے ساتھ اندرونِ خانہ وضع قوانین، ان کے نفاذ و اجراء اور غلبہ و استحکام کیلئے ایک وسیع اور ہمہ گیر تحریک جو مثالی طور پر کامیاب ہوئی۔

(۲) عباسیوں کے طاغیہ ابو مسلم خراسانی کے مظالم، سفاکیوں اور چیرہ دستیوں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرنے والوں سے زبردست تعاون اور صحیح اسلامی انقلاب کے لیے ایک بڑی جماعت، مضبوط سیاسی قوت، اتحادِ امت اور ایک وسیع اور مؤثر تحریک و تنظیم کی تجویز و مساعی اور بالآخر شاندار کامیابی۔

(۳) امام اعظم ابو حنیفہ رح کی سیاست کا تیسرا مرحلہ فقہ و قانون اور اسلامی آئین کی تدوین کی تکمیل، اطراف و اکنافِ ملک میں آپ کے تربیت یافتہ رجالِ کار کا انقلابی کردار، محمد بن عبداللہ نفسِ زکیہ رح اور ابراہیم نفسِ رضیہ رح کی برپا کردہ وسیع انقلابی تحریک میں شرکت، امام صاحب رح کا حکومت کے انتقامی حربوں کا ہدف بننے اور خلعتِ شہادت سے سرفراز ہونے کے باوجود اجتماعی، قومی اور ملی مفادات کی سطح پر ۵۳۰ سال تک فقہ حنفی کی آئینی بالادستی چاروں دبستانِ فقہ کی ترویج اور اُمت کے لیے اسلامی نظامِ حکومت اور شرعی نظامِ سیاست کے واضح خدوخال اور بے غبار لائحہ عمل۔

امام اعظم ابو حنیفہ رح کے زمانہ میں سیاسی طور پر ظلم و بربریت اور تشدد و استبداد کے

Marfat.com

گھٹا ٹوپ اندھیرے چھا گئے تھے۔ یہ وہی زمانہ تھا جب سیدنا صدیق اکبرؓ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو بیت اللہ کی چوکھٹ پر خاک و خون میں تڑپا دیا گیا تھا۔ ابن زیاد اور حجاج بن یوسف کی تلوار غریبوں اور بیکسوں کے سر پر لٹک رہی تھی کہ اچانک بنی امیہ کی مُردہ لاشوں سے عمر بن عبدالعزیزؒ کو اموی تخت کی وراثت ملی، یہ ابو حنیفہؒ کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے آزادیٔ ملت کے لیے پہلے منشور کا اعلان کیا کہ :-

لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ اللہ کی نافرمانی میں کوئی ہماری اطاعت نہ کرے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی مختصر مدتِ خلافت کے بعد چھ خلفائے بنی اُمیہ یکے بعد دیگرے آئے جنہوں نے نبوت کی راہوں کو چھوڑ کر عجمی سلاطین کا وطیرہ اختیار کر لیا تھا۔ امام ابو حنیفہؒ نے ان کے بے پناہ مظالم، ناگفتہ بہ حالات اور تشدد و استبداد سے تن تنہا ٹکرانے، اشخاص اور چہروں کے بدلنے کی بجائے پورے نظام میں انقلاب لانے کی منصوبہ بندی کی۔ چنانچہ تدوینِ فقہ و قانون اور تحریک نفاذِ اسلام کی خاموش مگر حکیمانہ سیاسی پالیسی وضع کی جس کے بعد میں دُور رس انقلابی نتائج نکلے اور وہ اسلامی سیاست کے اصول بن کر تاریخ کا سنہری باب بن گئے۔

یہی وہ زمانہ تھا جب بنی اُمیہ کے طاغیہ حجاج اور عباسیوں کے طاغیہ ابو مسلم کی طغیانیوں، سرکشیوں، بے رحمیوں کے خونی مناظر، کھلے ہوئے جیلخانوں کی آہ و بکا اور شور و ہنگامہ کے ہیبت ناک تصور سے اچھے اچھوں کے ارادے پست ہو جاتے تھے شیر بیشۂ آزادی روباہ مزاجی پر مجبور کر دیئے گئے تھے، بڑے بڑوں کے ایمان خریدے جا رہے تھے، مگر امام اعظم ابو حنیفہؒ حکومتِ ظالمانہ سے مقاطعہ اور ترکِ موالات اور استغنا و بے نیازی کی روش اختیار کر کے گویا اصلاح و تدبیر کی حکیمانہ سیاست پر عمل پیرا تھے اور کثرت سے یہ دو شعر پڑھا کرتے تھے:

عطاء ذی العرش خیرٌ من عطائکم
وسیبه واسع یرجیٰ و ینتظر

(ترجمہ "عرش والے کی داد تمہاری داد و دہش سے بہتر ہے، اس کا اکرام و ...

جس سے امیدیں وابستہ ہیں اور جس کا انتظار کیا جاتا ہے"۔

وانتم تکدرما تعطون منکم
واللہ یعطی بلا من ولا کدر

(ترجمہ) "تم لوگ حکومت والے جو کچھ دیتے ہو اس کو گدلا کر دیتے ہو، اور حق تعالیٰ دیتے ہیں جس میں نہ احسان جتلانے کی اذیت ہوتی ہے اور نہ کسی قسم کی کدورت اس میں ہوتی ہے"۔

امام زین العابدینؒ کے صاحبزادے حضرت زیدؒ کی شہادت، امام حسنؓ کے پوتے محمد بن عبداللہ نفس زکیہؒ کی شہادت اور سلاطین و امراء جور کی طرف سے اُمت پر مظالم و مصائب کے پیش نظر امام ابو حنیفہؒ کا فطری ترحم و جذبۂ ہمدردی انہیں ہر گھڑی بے چین رکھتا تھا، وہ اُمتِ محمدیہ کو ظالم سلاطین کے فولادی پنجے اور غلامی کی زندگی سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ چنانچہ اسی زمانہ میں آپ نے اہل حق مظلومین، علماء، طلباء، فضلاء، ائمہ مجتہدین دین کے خدام اور اُمت کے عام افراد سے ہمدردی و خیر خواہی اور نصرت و مدد کے لیے وسیع پیمانے پر تجارت کا کاروبار شروع فرمایا۔ غرباء کو مضاربت پر مال دیتے تھے اور اس سے ان کی مدد کرتے تھے۔ علماء کو تحائف اور طلباء کو وظائف جاری فرمائے تھے۔ پڑوسیوں کی مدد اور حاجتمندوں کی ضرورت، بیواؤں کی سرپرستی اور مستحقین پر جود و سخا آپ کی طبیعتِ ثانیہ بن چکی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی قیامگاہ "مجلس البرکۃ" کے نام سے معروف ہو گئی تھی۔ عامۃ الناس کے فائدے اور عام معاشی سُدھار کیلئے صحیح اسلامی بینکاری کا نظام قائم فرمایا تھا جس کی ایجاد و توضیح کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔

کوفہ کے مشہور ظالم گورنر ابن النصرانیہ خالد اور یوسف کے زمانہ میں (جن کے دور میں دن کو رات کہنا بھی جرم تھا اور دن کہنا بھی گناہ) خانوادۂ نبوت کے چشم و چراغ حضرت زید بن علیؓ کی جب کوفہ تشریف آوری ہوئی اور بنی اُمیہ کے خلاف مقابلہ کے لیے علی الاعلان چار ہزار افراد نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تو انہوں نے بھی سیاست و ریاست کے اصول و احکام پر مجتہدانہ اور فقیہانہ نظر رکھنے والی مسلم شخصیت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے سامنے اپنے

Marfat.com

صد کے ذریعہ صورتحال رکھ دی۔ چنانچہ حضرت امام صاحبؒ نے بغیر کسی لیت ولعل، تردد
پس وپیش کے غیرت وحمیتِ اسلامی کے پیشِ نظر علی الاعلان فتویٰ جہاد صادر فرمایا کہ:۔

''حضرت زید کا اس وقت بنی امیہ کے خلاف اُٹھ کھڑا ہونا حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر میں تشریف آوری کے مشابہ ہے۔''

اُس دور میں محدثین کے ایک بڑے طبقے نے ظالم سلاطین کے مقابلہ میں خاموشی اختیار
رنے اور اپنی ذاتی ذمہ داریوں کی تکمیل میں اپنی استطاعت کی حد تک مشغول رہنے کو اسلامی
یاست قرار دے کر گوشۂ خمول میں زندگی گذارنے کو ترجیح دی۔ مگر امام اعظم ابوحنیفہؒ حالات کا
ندازہ، عواقب وانجام اور نتائج سے بے نیاز ہو کر محض سیاست برائے سیاست کی خاطر میدان
یں کود پڑنے کو شرعی اور فقہی نقطۂ نگاہ اور تعلیمات کی رُو سے غیر مفید اور بعض حالات میں مضر
ور قابلِ مواخذہ جرم قرار دیتے تھے منکر کو بدلنا ضروری قرار دیتے تھے، مگر جب منکر کے بدلنے
سے کسی بدتر ین منکر کو راہ ملتی تھی تو اعتدال اور احتیاط کی راہ چلتے تھے حضرت امام صاحبؒ ایسی
قربانی جس کا فائدہ ایک دو افراد کے درجۂ شہادت تک محدود ہو اور ملت کے لیے نافع نہ
ہو اور جس سے بعض حالات میں دوسرے لوگوں میں بھی آگے بڑھنے کی جرأت اور ہمت چھوٹ
جاتی ہو، کے مقابلہ میں صالح رفقاء کی نصرت، ایک مضبوط جماعت اور ناقابلِ تفریق سیاسی
قوت کے بہم پہنچانے کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ فرمایا کرتے:۔

''اگر حکومتِ جابرہ اور ظالم سلاطین سے مقابلہ کرنے والوں کو صالح رفقاء میسر آجائیں اور ایک آدمی اُن کی سرداری کرے اور یہ ایسا آدمی ہو جو اللہ کے دین میں قابلِ اعتماد ہو اور اپنے مسلک سے نہ پلٹے تب مسلمانوں کو اس اجتماعی فرض کی ادائیگی کے طور پر اس میدان میں ثابت القدم اور راسخ العزم ہو کر ظالم سلاطین کے جور وستم کے مقابلہ میں ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو جانا چاہیے۔''

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا نظریہ تھا کہ جابر سلاطین کے مقابلہ میں انفرادی قربانی، شہادت و
جاں سپاری کا جتنا بھی بلند ترین مقام ہو اس میں شک نہیں مگر ان کی نظر وبصیرت دقیق اور

Marfat.com

دور رس نتائج پر تھی، وہ خود کو قتل کرا دینے کے بجائے امکانات سے حتی الوسع نفع اٹھانے کے قائل تھے، وہ اجتماعی اور ملی فائدہ اور ملت کے احیاء اور صلاح و تدبیر سے امکانی منافع کے حصول کو ترجیح دیتے تھے۔

احقر اسے امام ابو حنیفہؒ کے سیاسی مسلک اور اجتماعی زندگی میں خالص فقہی و شرعی پالیسی قرار دیتا ہے۔

احقر نے اپنی تالیف "دفاع امام ابو حنیفہؒ ص۲۳۳" میں امام ابو حنیفہؒ کے سیاسی عمل کے اجمالی خاکہ کی یوں تلخیص لکھی ہے:۔

"خلاصہ یہ کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ چالیس سال کی عمر سے ستر سال کی عمر تک میدان سیاست میں اترے رہے اور جب تک دوسرے امکانات سے نفع اٹھانے کا موقع ملتا رہا استفادے میں انہوں نے کوئی کمی نہیں کی۔ سیاسی حکمت عملی، فقہ حنفیہ کی بالادستی، تلامذہ کے ایک بڑے حلقہ اور قاضیوں کی ایک بڑی جماعت کے مستقبل میں غلبہ اور فقہ حنفیہ کو آئینی حیثیت اور قانونی تحفظ اور عملاً مکمل نفاذ کی راہ ہموار کرنے کے بعد سلطان جائر کے سامنے کلمۂ حق کا اظہار کر کے جام شہادت نوش کیا"،

حکم بن ہشام کہا کرتے تھے کہ:۔

"ہماری حکومت (بنی امیہ) نے ہزار چاہا کہ اپنے خزانوں کی کنجیاں امام ابو حنیفہؒ کے حوالے کر دیں یا وہ اپنی پیٹھ پر کوڑے پڑوانے کے لیے تیار ہو جائیں، امام ابو حنیفہؒ نے حکمرانوں کے عذاب کو اختیار کر لیا مگر اللہ تعالی کے عذاب سے جان چھڑا لی"۔

حکومت بنی امیہ کی امام ابو حنیفہؒ کے متعلق اول سے یہ پالیسی تھی کہ پہلے نرمی سے کام لیا جائے اور نرمی میں جس حد تک مبالغہ ممکن ہو اس میں کمی نہ کی جائے لیکن نرمی سے جب کام نہ چلے تب گرمی کے طریقوں کو اختیار کیا جائے۔

چنانچہ روئے زمین کی سب سے بڑی قاہرہ حکومت کے سب سے بڑے گورنر ابن ہبیرہ نے

Marfat.com

...م صاحبؒ کی خدمت میں حکومت بنوامیہ کی سیاسی پالیسی کی تکمیل کرتے ہوئے دوستی
...ھانے کی درخواست پیش کی، اور کہا :-

"حضرت شیخ! اگر آپ اپنی آمد و رفت کو ہمارے ہاں ذرا بڑھا دیں تو آپ سے ہم فائدہ اٹھائیں اور ہمیں آپ سے نفع پہنچے"

امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اپنے استغنائی طرزِ عمل اور بے باکانہ گفتگو سے ابن ہبیرہ کی یہ پیش کش رد کرتے ہوئے فرمایا :-

"تمہارے پاس آکر کیا کروں گا، اگر تم مجھے نزدیکی اور قرب عطا کروگے تو فتنہ میں مبتلا کروگے اور اگر ہمیں تم نے دور رکھا یا قرب عطا کرنے کے بعد نکال دیا تو خواہ مخواہ کے غم میں مجھے مبتلا کروگے"

عراق، ایران اور خراسان جیسے عظیم صوبوں کے مطلق العنان حاکم (گورنر) ابن ہبیرہ نے اس کے بعد امام صاحبؒ کو ایک با اختیار وزیر بنانے کی پیش کش کرتے ہوئے پیغام بھیجا کہ :-

"گورنر کی مہر تمہارے سپرد کردی جائے گی تاکہ جو حکم نافذ ہو اور کوئی کاغذ جو حکومت کی طرف سے صادر ہو اور خزانہ سے کوئی مال برآمد ہو وہ سب آپ ہی کی نگرانی میں ہوگا اور آپ ہی کے ہاتھ سے نکلے گا"

مگر امام اعظم ابوحنیفہؒ نے اپنی سیاسی پالیسی کی تکمیل اور حق کی بالادستی کی خاطر دولت بنی اُمیہ کے اس منصب جلیل کو ٹھکرا دیا تو گورنر ابن ہبیرہ نے آپ کو پندرہ روز کے لیے جیل بھیج دیا، زمانۂ حبس میں بھی طمع و لالچ اور جاہ و منصب کی مسلسل پیش کش ہوتی رہی۔ اولاً شاہی کارخانہ کی نگرانی کا عہدہ پیش کیا گیا، جب یہ بھی نہ چلی تو عہدۂ قضا کی پیش کش کی گئی، جب یہ پیش کش بھی ٹھکرا دی گئی تو گورنر ابن ہبیرہ نے غیظ و غضب سے معمور ہوکر قسم کھاتے ہوئے اعلان کیا کہ :-

"اگر عہدۂ قضا کو بھی امام ابوحنیفہؒ نے قبول نہ کیا تو میں اُن کے سر پہ کوڑے مار کر رہوں گا"

دُنیا لرز رہی تھی مگر امام ابوحنیفہؒ کی نظر کوڑوں سے زیادہ آخرت کے آہنی گُرز کی چمک

Marfat.com

پر تھی، چنانچہ اسی لب ولہجہ میں آپ نے بھی اعلان کر دیا کہ:۔
"خدا کی قسم! میں ہرگز عہدۂ قضا قبول نہیں کروں گا چاہے مجھے ابن ہبیرہ قتل ہی کیوں نہ کر دے"۔
ابن ہبیرہ یہ جواب سنکر تلملا اٹھا، ابو حنیفہؒ کو سپاہیوں کے ذریعے اپنے دربار میں حاضر کر کے موت کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں، تو امام ابو حنیفہؒ نے بڑی بے نیازی کے ساتھ فرمایا۔
"صرف ایک ہی موت تک ابن ہبیرہ کا اقتدار ہے"۔
ابن ہبیرہ کے اشارہ سے امام صاحبؒ کے کھلے سر پر جلادوں کے کوڑے برس رہے تھے سر پر مار پڑنے سے چہرہ مبارک سوج گیا تھا۔ واپسی پر راستہ میں کسی تصور سے امام صاحبؒ پر گریہ طاری ہو گیا، کسی نے وجہ دریافت کی تو ارشاد فرمایا۔
"اس مار کا مجھے خیال نہیں بلکہ مجھے اپنی والدہ کا خیال آتا ہے، میرے اس حال کو دیکھ کر اس بیچاری کا کیا حال ہو گا"۔
ہجرت کے ایک سو تیئسویں سال جب بنی اُمیہ کی حکومت کے خلاف سارے ممالک اسلامیہ میں سازش کا جال پھیل گیا، امام ابو حنیفہؒ بھی بنی اُمیہ کے بے پناہ مظالم کے ستائے ہوئے تھے، جہاد کے عنوان سے انتقام کے جذبات بھی اُبھر سکتے تھے مگر امام صاحبؒ محض انقلاب اور محض شورش کے بجائے ٹھوس، مثبت اور سود مند انقلاب لانا چاہتے تھے۔ چونکہ ابو مسلم خراسانی کی قیادت میں برپا ہونے والی بغاوت میں ایسی کوئی توقع نہیں تھی اس لیے آپ نے ان دنوں مجاورتِ حرم کی زندگی اختیار کر لی، بلدالامین میں پناہ گزینی کی یہ مدت سوا چھ سال بنتی ہے۔
جب بنی اُمیہ کی حکومت ختم ہوئی اور عباسیوں کا پہلا خلیفہ ابو العباس سفاح تخت نشین ہوا تب امام ابو حنیفہؒ حرمین الشریفین سے واپس تشریف لائے، سفاح چار ماہ حکومت کر کے فوت ہو گیا تو ابو جعفر منصور الدوانیقی سریر آرائے تخت ہوا جسے عباسیوں کے پہلے خلیفہ حقیقی دولتِ عباسیہ کے معمارِ اول اور اس کے حقیقی بانی ہونے کا مقام حاصل ہے۔ اسی ابو جعفر منصور کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ کی کش مکش امام صاحبؒ کی زندگی کا سب سے بڑا سیاسی کارنامہ ہے۔
عباسیوں کے طاغیہ ابو مسلم خراسانی جو اپنی سفاکانہ کرتوتوں میں ظالم الامۃ حجاج بن یوسف

Marfat.com

سے کسی طرح بھی کم نہیں مطلق العنانی اور اس خشتر کینہ سیاہ سینہ فرمانروا کی ظالمانہ حقیقتیں بے نقاب ہو کر بہی خواہانِ ملت کے سامنے آئیں تو ابراہیم الصائغ جیسے صاحب اخلاص و دیانت کے دلوں کے اندر آگ کی طرح حق گوئی و بیباکی کا شعلہ بھڑک اٹھا۔ چنانچہ اسی جذبۂ انقلاب کے تحت وہ بغرض مشاورت وراہنمائی اور معاونت و ہمنوائی کے امام اعظم ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے بڑے گہرے غور و فکر اور سیاسی بصیرت سے کام لیتے ہوئے ابراہیم الصائغ سے فرمایا کہ:۔

"اگر اس کام کی سرانجامی میں کچھ صالح لوگوں کی جماعت مددگار بن جائے اور ان لوگوں کا سردھڑ بھی ایک ایسا آدمی ہو جس پر اعتماد کیا جاسکتا ہو۔"

اس ارشاد سے امام ابوحنیفہؒ یہ بتانا چاہتے تھے کہ بغیر کسی تنظیمی اور مضبوط سیاسی قوت کی فراہمی کے اس قسم کے خطرات میں چل پڑنے سے وضع قوانین اور ترویج شریعت کی حکیمانہ سیاسی پالیسی کا بنا بنایا پروگرام خاک میں مل جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ باضابطہ اور مؤثر اجتماعی تنظیم کے قیام تک انتظار کی گھڑیوں میں وضع قوانین اور رجال کار کی تربیت پر توجہ مرکوز رکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اس مقصد میں امام صاحبؒ کامیاب ہوئے اور فیاضِ ازل نے انہیں ایسی دونوں صورتیں مہیا بھی کر دیں۔ ابراہیم موت جیسے لاینحل عقدے کا حل چاہتے تھے اور وہ یہی کہ خدا کے دشمن کی تلوار اُن کو خدا کے پاس پہنچا دے اور وہ اپنے مالکِ حقیقی کے قدموں پر اپنی جان نثار کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت ابراہیم کو شہید کر دیا گیا اور اُن کی لاش کنوئیں میں پھینکوا دی گئی۔ رضی اللہ عنہ

مگر امام اعظم ابوحنیفہؒ نے افادے و استفادے اور نفع المسلمین کے پیشِ نظر باقاعدہ تنظیم و تحریک کے قیام کے انتظار کی ممکنہ ساعات میں حق کو آگے بڑھایا، باطل کو پیچھے دھکیلا، گو شہید ہوئے اور اسی منزل تک پہنچے جس تک ابراہیم الصائغ پہنچنا چاہتے تھے، مگر انہوں نے اپنی قیمتی جان دے کر ذاتی منفعت خلعتِ شہادت کے علاوہ وضع قوانین، تدوینِ فقہ، اشاعتِ علم، رجال کار کی فراہمی و تربیت، فقہی اصول، قواعد و کلیات، ہزاروں فروعات، اجتہاد اور استنباطِ مسائل، اسلامی سیاست کے نشانِ راہ، اسلامی ریاست کا

Marfat.com

قیام اور اس کے نظام کے خدوخال یعنی فقہ حنفیہ کو ملک کی دستوری و آئینی حیثیت دلانا اور اس کے مکمل نفاذ کی صورت میں گرانقدر قیمت وصول کی، اسے ہم امام ابوحنیفہ کا سیاسی مسلک قرار دے رہے ہیں۔

اقامت حق اور ازالۂ باطل کے لیے آپ کی اس خاموش اور حکیمانہ منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کے پاس فقہ حنفی ہی نہیں بلکہ فقہ حنبلی، فقہ مالکی اور فقہ شافعی کا عظیم قانونی ذخیرہ موجود ہے۔ اور واقعہ ہے کہ چاروں دبستانِ فقہ کی ترویج و اشاعت میں کسی نہ کسی حیثیت سے امام ابوحنیفہ ہی کی دیدہ ریزیوں کو دخل حاصل ہے۔

امام ابوحنیفہ اپنا سیاسی نصب العین یہ متعین کر چکے تھے کہ اپنی پوری زندگی اور زندگی کے سارے وسائل کو کھپا کر جو چیز وہ تیار کر رہے ہیں اُس کے قبول کرنے پر حکومت کو مجبور کر دیا جائے، چنانچہ تیر نشانے پر بیٹھا۔ موفق نے لکھا ہے کہ:۔

"بالآخر امام ابوحنیفہ کی بات نے استواری حاصل کی اور اُمراء و سلاطین امام ابوحنیفہ کے محتاج ہو گئے اور خلفاء کے درباروں میں ان کی اہمیت و ضرورت کا ذکر ہونے لگا۔"

یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ خلفاء اور ائمہ یعنی مسلمانوں کے سیاسی حکمرانوں کا طبقہ اور حکام امام ابوحنیفہ کے مدونہ قوانین سے فیصلہ کرنے لگے اور بالآخر اسی پر سلسلہ ختم ہوا۔

ابوجعفر منصور نے مختلف حیلوں بہانوں سے ابوحنیفہ کے حکومت سے اشتراکِ عمل کی تحریک شروع کر دی، اس دوران یوں بھی ہوا کہ دنیا اپنی پوری رعنائیوں اور کشاکشوں کے ساتھ امامِ اعظم ابوحنیفہ کے پاؤں پڑی۔ ابوجعفر منصور نے مختلف صورتوں میں عطایا، ھدایا، تحائف پیش کیے۔ وہ امام ابوحنیفہ کو اپنے کام کا بنانا چاہتا تھا۔ قدرت نے امام ابوحنیفہ کو صید بنایا تھا اور صیاد بھی، مگر امام ابوحنیفہ صیاد ہی رہنا چاہتے تھے۔ بایں ہمہ حق گوئی و بیباکی اور اصلاح و تنقید کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ بھرے دربار میں علی الاعلان منصور سے اپنی ایک جوابی تقریر میں کہا:۔

"کسی بھی حیثیت سے تمہاری حکومت شرعی اور آئینی نہیں ہے، جب تم

Marfat.com

نے حکومت سنبھالی تو اُس وقت ارباب فتویٰ میں سے دو آدمی بھی تمہاری خلافت پر متفق نہیں تھے"۔

ابوجعفر اس تقریر سے بہت سٹ پٹایا مگر ہوشیار، مصلحت اندیش اور بڑا سیاس تھا زہر کے بجائے گڑ کھلانے کے تجربے کو ترجیح دیتا تھا کہ ادھر محمد بن عبداللہ نفس زکیہ نے مدینہ میں حکومت کے خلاف بغاوت اور مقابلے کا اعلان کر دیا تھا۔ بغاوت کی یہ تحریک ایک وسیع ہمہ گیر اور انقلابی تحریک تھی۔ ادھر عہدِ انتظار میں ابوحنیفہؒ نے تدوینِ فقہ و تربیتِ رجال کا کام مکمل کر لیا تھا۔ چنانچہ امام صاحبؒ علی الاعلان کوفہ میں ابراہیم نفس رضیہؒ اور محمد بن عبداللہ نفس زکیہؒ کی حمایت میں کھڑے ہو گئے اور علیٰ رُوس الاشہاد فتویٰ جاری فرمایا کہ "اس جنگ میں شرکت ۵۰ حج سے زیادہ افضل ثواب ہے"، جس کے پیشِ نظر امام صاحبؒ کے ہر شاگرد، مجلسِ وضع قوانین کے ارکان اور حلقہ درس کے تمام تلامذہ، آپ کے اہل و عیال سمیت سب کی زندگی خطرے میں پڑ گئی۔ ایسے حالات میں امام ابوحنیفہؒ صالح انقلاب کے لیے ہر ممکن تدبیر سوچ رہے تھے۔ اسی زمانہ میں امام ابوحنیفہؒ نے عباسی فوجی بساط کے سب سے بڑے مُہرے اور زبردست موروثی نمک خوار اور وفادار جرنیل حسن بن قحطبہ کو بھی اپنے ساتھ شریک کر لیا۔ امام صاحبؒ کی اس سیاسی تدبیر سے ابوجعفر منصور باوجود سیاسی مدبر، دلیر اور بہادر ہونے کے بوکھلا گیا۔ ایسے حالات میں اور حکومتی تحقیقات کے باوجود حکومت ابوحنیفہؒ پر ہاتھ ڈالنا بھڑ کے چھتے میں ہاتھ دینے کے مترادف سمجھ رہی تھی۔

بہر حال تدبیر پر تقدیر غالب آگئی اور تحریک کچل دی گئی۔ نفس زکیہؒ اور نفس رضیہؒ دونوں بھائی شہید کر دیئے گئے۔ ادھر خلیفہ منصور نے چُن چُن کر حیلے بہانوں سے بغاوت کی تحریک میں حصہ لینے والوں سے انتقام لینا شروع کر دیا۔ امام دارالہجرۃ امام مالکؒ نے نفس زکیہؒ کے خروج کے وقت فتویٰ دیا تھا کہ ابوجعفر منصور نے بیعت جبراً اور زبردستی بیعت لی ہے اس لیے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اس جرم کی پاداش میں امام مالکؒ کو تیس اور بعض روایات کے مطابق سو کوڑے لگائے گئے، بُری طرح پٹوائے گئے، مونڈھے اُتروا دیئے گئے، ناقابلِ برداشت سزا سے امام مالکؒ بیہوش ہو جایا کرتے تھے ——— ادھر امام ابوحنیفہؒ کی عظمت رعیت میں ان کا مقام د

Marfat.com

اہمیت اور کسی وقت بھی اقتدار کے لیے خطرہ بن سکنے کے خطرہ کو ٹال لینے کے لیے منصور کے سینے پر سانپ لوٹ رہے تھے۔ چنانچہ منصور نے ۱۴۱ھ سے ۱۵۰ھ تک جو تعمیر بغداد کی تکمیل اور امام صاحبؒ کی وفات کا سن ہے، تقریباً دو ڈھائی سال کے عرصہ میں منصور نے پھر سے امام صاحبؒ سے نیا تعلق قائم کیا۔ چنانچہ امام صاحبؒ کو کوفہ سے بغداد بلا کر اوّلاً قضا کا عہدہ پیش کیا۔ جب انکار دیکھا تو چند صوبوں کی قضا پیش کی۔ جب یہ بھی نہ چلی تو آخر میں تمام ممالکِ محروسہ کے لیے ابوجعفر منصور قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کرنے کی منت سماجت کرتے رہے کہ پورے ملک میں قاضیوں کے نصب وعزل کے اختیارات بھی امام صاحبؒ کے پاس رہیں گے، مگر امام صاحبؒ نے منصور پر تعریضاً وتنبیہاً یہ واضح کر دیا کہ تمہارے حوالی موالی، اعزہ واقرباء اور نوکر شاہی کے افراد انصاف، قانون کی بالادستی اور مساوات کے تقاضوں کو پورا کرنے میں بُری طرح حائل رہیں۔ ارشاد فرمایا:۔

"امیر المومنین! آپ کے گرد وپیش میں جو لوگ ہیں ان کو تو ضرورت ایسے حُکام کی ہے جو آپ کی وجہ سے ان کا اکرام کریں۔"

آپؒ نے اسی مجلس میں خود خلیفہ پر بھی یہ واضح کر دیا کہ:۔

"اگر کوئی مقدمہ آپ پر دائر ہو اور آپ مجھ سے یہ چاہیں کہ فیصلہ قانون کے مطابق نہ کروں اور دھمکی دیں کہ اگر ایسے نہ کرو گے تو تجھے دریا میں غرق کر دوں گا، تو یاد رکھیے میں ذریا میں ڈوب جانے کو پسند کروں گا، لیکن خلافِ انصاف فیصلہ کروں مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا۔"

ایک مرتبہ ابوجعفر منصور نے حضرت امام اعظمؒ کے پاس کچھ رقم بھیجی مگر آپ نے لینے سے انکار کر دیا، دوستوں اور خیر خواہوں نے مشورہ دیا کہ لے کر صدقہ کر دیجئے تو امام صاحبؒ بڑی حیرت سے پوچھ رہے تھے۔

او عندھم شئٌ حلال	کیا ان لوگوں کے پاس کچھ حلال مال بھی ہے؟
او عندھم شئٌ حلال	کیا ان لوگوں کے پاس کچھ حلال مال بھی ہے؟

جب بعد الوفات امام ابوحنیفہؒ کو عام قبرستان کے بجائے علیحدہ دفن کیا گیا اور خلیفہ منصور

Marfat.com

قبر پر نماز پڑھنے آیا تو پوچھا کہ امام صاحبؒ کو عام مقبرے سے علیحدہ کیوں دفن کیا گیا؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ امام صاحبؒ بغداد کے خطۂ اراضی کو ارضِ مغصوبہ قرار دیتے تھے، یہ اُن کا فتویٰ اور وصیّت تھی کہ مجھے ایسی زمین میں نہ گاڑنا جو ناجائز ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو منصور نے جب یہ سُنا تو امام صاحبؒ کی قبر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:۔

من یعذرنی منك حیًّا ومیتًا	زندگی اور مرنے کے بعد بھی تجھ سے مجھے کون بچا سکتا ہے۔

بہرحال بات تو یہ چل رہی تھی کہ خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں قاضی القضاۃ کا عُہدہ پیش کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ قاضی القضاۃ کے عہدے کی طرف سب سے پہلے ہارون الرشید کا ذہن منتقل ہُوا اور اُس نے قاضی ابویوسفؒ کا اس عہدے پر تقرر کیا مگر واقعہ یہ ہے کہ سب سے پہلے امام ابوحنیفہؒ ہی نے اس کے لیے زمین ہموار کی تھی اور ابوجعفر منصور امام ابوحنیفہؒ کی حکیمانہ سیاست سے مجبور ہو کر انہیں اس عہدہ کی پیش کش کر رہا تھا۔ بعد میں امام ابویوسفؒ کا قاضی القضاۃ بننا یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہ تھا بلکہ یہ امام ابوحنیفہؒ ہی کی سیاسی حکمت، منصوبہ بندی اور بہترین لائحہ عمل تھا۔ قاضی ابویوسفؒ امام ابوحنیفہؒ کی اس دُور اندیشی کو یاد کر کے کبھی کبھی کہہ اُٹھتے:۔

"امام ابوحنیفہؒ کتنے بابرکت انسان تھے کہ دُنیا و آخرت کی دونوں راہیں ہم پر انہی کی کھولی ہوئی ہیں"

امامِ اعظم ابوحنیفہؒ خلیفہ منصور کی اس عظیم پیش کش (یعنی عُہدۂ قاضی القضاۃ یا وزارتِ عدل کے منصبِ جلیل) کو بھی اپنی بصیرت اور دُور اندیشی کے پیشِ نظر اپنے لیے زندگی کا اہم امتحان قرار دے رہے تھے، امام صاحبؒ سمجھ رہے تھے کہ اس طریقہ سے ابوجعفر منصور مجھے اپنے قابو میں لانا چاہتا ہے منصور طے کر چکا تھا کہ اس خطرناک کانٹے کو اپنی حکومت کی راہ سے بہرحال نکال باہر کروں گا، اور اس کے دو ہی راستے ہو سکتے تھے یا تو انہیں حکومت میں شریک کر لیا جائے یا انہیں ختم کر دیا جائے۔ امام ابوحنیفہؒ کے سامنے بھی دو ہی راستے تھے:۔

(۱) یا تو منصور کے پیش کیے ہوئے اس آخری لُقمہ کو نگل کر خود بچ جائیں لیکن اپنی زندگی کی

Marfat.com

ساری کمائی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں۔

(۲) یا ابوجعفر کی بدگمانیوں کو یقین کے درجہ تک پہنچا کر اپنے مشن اور نصب العین کو بقا و دوام بخشنے کے لیے خود اپنی ذات کے ختم ہو جانے کے خطرے کو برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہو جائیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے دوسری صورت میں فقہ حنفیہ کے شاندار مستقبل کے پیشِ نظر اسی کو ترجیح دی اور کوفہ کی جامع مسجد میں اپنے ایک ہزار تلامذہ کے عظیم مجمع کو خصوصی ہدایات دیتے ہوئے ایک تاریخ تقریر فرمائی، جس کے چند ایک اقتباسات درج ذیل ہیں، ارشاد فرمایا۔

"عزیز تلامذہ! میرے دل کی مسرتوں کا سارا سرمایہ تم لوگوں کا وجود ہے، تمہاسے حزن اور غم کے ازالہ کی ضمانت پوشیدہ ہے، میں نے ایسا حال پیدا کر دیا ہے کہ لوگ تمہارے نقش پا کی جستجو کریں گے اور اسی پر چلیں گے۔ تمہارے ایک ایک لفظ کو اب لوگ تلاش کریں گے، میں نے بڑی بڑی گردنوں کو تمہارے لیے جھکا دیا اور ہموار کر دیا ہے۔"

پھر ان چالیس تلامذہ کو خصوصیت کے ساتھ متوجہ کرتے ہوئے قریب بلایا اور ارشاد فرمایا کہ:۔

"بس وقت آگیا ہے کہ آپ لوگ میری مدد کریں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم چالیس میں سے ہر ایک عہدۂ قضا کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کی پوری صلاحیت اپنے اندر پیدا کر چکا ہے اور دس آدمی تو تم میں ایسے ہیں جو صرف قاضی ہی نہیں بلکہ قاضیوں کی تربیت و تہذیب کا کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ میری یہ تمنا ہے کہ علم کو محکوم ہونے سے بچاتے رہنا، قضا کا عہدہ اس وقت تک درست اور صحیح رہتا ہے جب تک کہ قاضی کا ظاہر و باطن ایک ہو، اسی قضا کی تنخواہ حلال ہے، مسلمانوں کا بادشاہ یا امیر اگر مخلوقِ خدا کے ساتھ کسی غلط رویئے کو اختیار کرے تو اس بادشاہ سے قریب ترین قاضی کا فرض ہو گا کہ اس سے باز پرس کرے۔"

Marfat.com

ابو جعفر منصور کو امام ابو حنیفہؒ کی ایک ہزار تلامذہ سے یہ خصوصی میٹنگ ناگوار گذری اور انہیں کوفہ سے بغداد بلا کر اولاً وزارتِ عدل کے منصب جلیل کی پیشکش کی، امام ابو حنیفہؒ پیہم معذرت کرتے رہے جب کوئی عذر قبول نہ ہوا تو امام صاحبؒ نے کہا:۔

انی لا اصلح یعنی قضا کی مجھ میں صلاحیت نہیں ہے۔

ابو جعفر نے کہا۔ بل انت تصلح بلکہ تم ضرور قضا کی صلاحیت رکھتے ہو۔

دونوں میں اسی سوال و جواب کا ردّ و بدل ہوتا رہا۔ ابو جعفر غضبناک ہوا، اپنی قطعی غیر مشکوک معلومات اور ذاتی تجربات پر اعتماد کرتے ہوئے امام ابو حنیفہؒ سے کہنے لگا:۔

کذبت ان تصلح تم جھوٹ بولتے ہو واقعۃً تم قضا کی صلاحیت رکھتے ہو۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ بھی خاموش نہ رہ سکے، بڑی استغنا، اور بے پروائی کے ساتھ خلیفہ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"لیجئے آپ نے اپنے خلاف خود ہی فیصلہ کر دیا، کیا آپ کے لیے یہ جائز ہے کہ اُس شخص کو قاضی بنائیں جو آپ کے نزدیک جھوٹا اور کاذب ہے"؟

امام صاحبؒ کے جواب سے عباسیوں کا مطلق العنان فرمانروا ذہنی شکست کی رسوائی کے پیشِ نظر زیادہ مشتعل ہو گیا، خطیبؒ نے لکھا ہے کہ خلیفہ قسم کھا بیٹھا اور کہا کہ ابو حنیفہؒ کو بہر صورت یہ کام کرنا پڑے گا ___ مگر حضرتِ امامؒ نے بھی اسی بیباکی و آزادی کے ساتھ قسم کھائی کہ:۔

"خدا کی قسم میں ہرگز یہ کام نہیں کروں گا"۔

قرائن اور شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر منصور نے غصّہ سے اندھا ہو کر عواقب و انجام اور نتائج کا اندازہ کیے بغیر امام ابو حنیفہؒ کو تیس کوڑوں کی سزا دی جس سے امام ابو حنیفہؒ کی پشت پر نشان اُبھر آئے اور ایڑیوں سے خون بہنے لگا صرف یہ نہیں بلکہ امام ابو حنیفہؒ کو جیل بھیج دیا، اُن پر سختی کرنے اور خوب ستانے کی تاکید کر دی، کھانے پینے میں، قید و بند میں، ملاقات میں سختی کی جانے لگی، حتیٰ کہ بعض روایات کے مطابق کھانے میں زہر ملا دیا گیا۔

امام صاحبؒ کی عمر اس وقت ستر برس کے قریب پہنچ چکی تھی، زندگی بھی ساری علمی

Marfat.com

زندگی تھی۔ ادھر منصور نے بھی ایک دو نہیں تیس تیس کوڑوں کی سزا دلوائی تھی۔ جیلخانے میں کھانے پینے کی تکالیف اور قید و بند کی سختیاں اور صعوبتیں اس پر مستزاد صحت گر گئی۔۔۔ ابوجعفر منصور کے دار و گیر اور جبر و تشدد نے بوڑھی ہڈیوں میں آخر کیا چھوڑا تھا جو زندگی کا ساتھ دیتا۔ موت کے آثار نظر آنے لگے اور موت ہی کو قدرت نے امام ابوحنیفہؒ کی نجات کا ذریعہ بنا دیا، امام اعظم ابوحنیفہؒ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو اپنی جبینِ نیاز بارگاہ صمدیت میں جھکا دی، سجدے میں چلے گئے اور اسی حال میں اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی ؎

تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا
میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

یہ ہجرت کا ایک سو پچاسواں سال تھا۔ رجب، شعبان یا شوال کا مہینہ تھا۔ ابتداء میں اس خبر کو خواص تک محدود رکھا گیا، امام صاحبؒ کے صاحبزادے حضرت حمادؒ بغداد پہنچ چکے تھے، شہر کے قاضی حسن بن عمارہؒ نے جب آپ کو غسل دینے کے لیے کپڑے اتارے تو جسم پر کوڑوں اور مجاہدات کے ابھرے ہوئے نشانات دیکھ کر سب رو پڑے۔ خود قاضی عمارہ نہلاتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ شہر میں کسی قسم کی منادی یا اطلاع نہیں کی گئی سب کچھ مخفی رکھا گیا۔ جنازہ اٹھانے والے چار یا پانچ آدمی تھے، مگر جب خراسانی طاقوں سے گذر ہوا تو ایسا معلوم ہوا گویا کسی نے شہر میں بجلی دوڑا دی۔ پل کے پاس دروازے کے پاس پہنچتے پہنچتے لوگوں کا اژدحام اور ایک سیلاب تھا جو اُمڈ آیا۔۔۔ ابورجا ہروی کہتے ہیں کہ:۔

لم ار باکیًا من یومئذٍ (ترجمہ) اتنے آدمیوں کو روتے ہوئے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا

اسباب و علل کی روشنی میں انسانی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ بعد کو جو حالات پیش آئے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے اقوال پر عدالتوں میں عمل ہونے لگا اور جب مامون نے اپنے چہیتے وزیر فضل ذوالریاستین کے کہنے پر ارباب علم و دانش اور اپنے خواص کی خصوصی مجلسِ مشاورت اس لیے بلائی کہ حنفی فقہ کو عدالت سے باہر کر دیا جائے تو بحث و مباحثے کے بعد اربابِ مشاورت نے اس بات پر متفقہ فیصلہ دیا کہ:۔

Marfat.com

"یہ بات نہیں چلے گی بلکہ سارا ملک آپ لوگوں (عباسیوں) پر
ٹوٹ پڑے گا اور حکومت کا نظام درہم برہم کر دیا جائے گا۔"

امام اعظم ابو حنیفہؒ کی وفات کے کل بیس سال بعد ہارون الرشید کے خلیفہ ہونے تک بغداد، بصرہ، کوفہ، واسط، مدائن، مدینہ منورہ، مصر، خوارزم، کرمان، نیشاپور، سجستان، دمشق، ترمذ، جرجان، بلخ، ھمدان، صنعاء، شیراز، اھواز، تستر، اصفہان، سمرقند، ہرات اور ممالکِ محروسہ، عباسیہ کے تقریباً اکثر مرکزی مقامات میں حنفی قاضی محکمۂ عدالت پر قابض اور دخیل ہو گئے، جن میں سے بعض کا تقرر منصور نے بعض کا مہدی نے اور بعض کا ہادی نے کیا تھا۔ اور ہارون کے عہد تک امام ابو حنیفہؒ کی انقلابی سیاست کے دُور رس نتائج و ثمرات کے ترتّب کی تو انتہا ہو گئی۔ حنفی قضاۃ اور حنفیت کے سامنے عباسیوں کی جبار حکومت سر جھکانے پر مجبور ہو گئی۔ ابو جعفر منصور سے لے کر ہارون الرشید تک تمام عباسی حکمران اندرونی طور پر حنفی فقہاء اور علماء کا زور توڑنے میں جب بُری طرح ناکام ہو گئے، حنفی فقہ اور حنفی فقہاء کے بغیر نظامِ حکومت کے تاراج ہونے کا اندیشہ یقین سے بدل گیا، تب قاضی ابو یوسفؒ کو عام قاضی کے عہدے سے ترقی دے کر قاضی القضاۃ کا مقام دے دیا گیا اور محکمہ عدلیہ کی مطلق العنان عدالت پر قاضی ابو یوسف براجمان ہو گئے۔ جب مخالفین اور حاسدین نے قاضی ابو یوسفؒ کی ذمہ داریاں اور اختیارات دیکھے تو ہارون الرشید سے شکایت کی، ہارون الرشید نے جواب میں کہا۔

"خدا کی قسم! علم کے جس باب میں بھی مَیں نے قاضی ابو یوسفؒ کو جانچا اُس میں کامل اور ماہر پایا، مَیں آلودگیوں سے اس کے دین کو محفوظ پاتا ہوں، آخر کوئی آدمی قاضی ابو یوسفؒ جیسا ہو تو پیش کرو۔"

عباسیوں کو تقریباً پانچ سو سال تک حکومت کرنے کا موقع ملا۔ سنہ ۱۳۲ھ میں سفاح اوّل الخلفاء بنی عباس کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اور مستعصم عباسی آخری خلیفہ سنہ ۶۵۶ھ میں تاتاریوں کے ہاتھوں قتل ہوا، گویا ۵۰۰ سال عباسیوں کی اس دنیا میں حکومت رہی اور بغداد میں اس خاندان کے ۳۷ خلفاء گذرے۔ اس طویل ترین مُدت میں ان کے قاضیوں خصوصاً

Marfat.com

قاضی القضاۃ کے عہدے پر سرفراز ہونے والوں میں عموماً حنفی مسلک کے پابند فقہاء اِلّا ماشاءاللہ! بعض خاص وجوہات سے دوسرے مسالک کے فقہاء کو بھی کبھار مواقع ملتے رہے۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ نے جو کچھ سوچ کر وضع قوانین کی مجلس بنائی تھی اللہ تعالیٰ نے اُن کو کامیابی عطا فرمائی اور اُن کی مجلس کے وضع کردہ قوانین کے مجموعے نے حکومت کے باضابطہ آئین کی حیثیت اختیار کرلی جو ۵۳۰ سال تک ملک کی دستوری حیثیت سے نافذ العمل اور جاری رہا پھر دنیائے انسانیت کے گوشہ گوشہ میں اس کی مُسلّم قانونی حیثیت اور فضل و تفوّق کے پیشِ نظر عملاً نافذ کیا جاتا رہا۔ یہ امام ابوحنیفہؒ ہی کی عظیم حکیمانہ سیاست حکمتِ عملی اور جامع منصوبہ بندی کا نتیجہ ہے کہ آج دُنیا میں اُن کے پیروکاروں اور آئینی کاوشوں پر عمل کرنے والوں کی تعداد دوسرے مذاہب و مسالک کی نسبت سے دو تہائی بڑھ کر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدٍ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

ماہنامہ "الحق" جون ۱۹۸۹ء

(نوٹ) مندرجہ بالا مقالہ مولانا عبدالقیوم حقانی نے شاہ ولی اللہ سوسائٹی کی دعوت پر مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ۵ اپریل ۱۹۸۹ء کے اجلاس میں پڑھا جس میں اکابر علماء، مشائخ، علمی و دینی شخصیتوں، سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ، پروفیسر صحافی اور دانشور حضرات نے شرکت کی۔ بعد میں حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ امیر انجمن خدام الدین، مولانا عبدالرشید انصاری مدیر ہفت روزہ "خدام الدین"، جناب سید احمد نفیسی مدیر ماہنامہ "حق چار یار"، سید احمد حسین زید مدیر ہفت روزہ "ترجمانِ اسلام"، سلطان القلم مولانا سید انور حسین نفیس رقم خلیفہ اجل حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، جناب پروفیسر ہمایوں صاحب اور جناب مرزا جانباز صاحب مصنف "کاروانِ احرار" نے اظہارِ خیال فرمایا، اور مقالہ کو موجودہ حالات میں تمام افرادِ اُمت کے لیے فکر انگیز اور انقلاب آفریں قرار دیا۔

(ادارہ)

Marfat.com

اسلام میں خلافت کا تصوّر

اور نظام خلافتِ راشدہ

خلافت کا لغوی معنی نیابت اور قائم مقامی کے ہیں۔ الخلافۃ النیابۃ عن الغیر (مفردات، امام راغبؒ) قرآنی اصطلاح میں خلافت سے مراد نیابت اور خلیفہ سے مراد نائب ہے لفظ خلافت خود بھی اپنے مفہوم و منشاء کو ظاہر کر رہا ہے کہ یہ ایک اصل کا سایہ، ایک آئینہ کا عکس اور ایک حقیقی منصب کی قائم مقامی ہے۔

دینی اور سیاسی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کو خلیفہ کہتے ہیں اور یہ اصطلاح خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں استعمال فرمائی ہے۔ علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔ (الحدیث)

خلافت قرآن میں قرآن میں خلافت استخلاف فی الارض، وراثتِ ارضی اور تمکین فی الارض سے مراد قومی اقتدار و ریاست اور قوموں و ملکوں کی حکومت و سلطنت ہے، یعنی دنیا میں نوعِ انسانی کی ہدایت و سعادت کے لیے ایک خاص اور ذمہ دار حکومت قائم ہو جو کفر و شرک، ظلم و جور اور ضلالت و طغیان سے اس زمین کو پاک کر دے اور دنیا میں عبادت و اطاعت، امن و سکون اور راحت و طمانیت قائم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہمہ گیر قانونِ عدل کو نافذ کر کے کرۂ ارض کو سعادت و شرافت کی بہشتِ زار بنا دے۔

منصبِ نبوّت حق تعالیٰ نے بنی نوعِ انسان کی ہدایت کے لیے سلسلۂ نبوّت قائم فرما دیا ہر نبی علیہ السلام حق تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ سب سے پہلے خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرہ) ہر سچے نبیؑ نے

Marfat.com

اپنی اپنی امت کی کماحقہٗ اصلاح فرمائی، منکرات مٹانے اور نیکیاں پھیلانے میں اپنی پوری قوتیں صرف کر دیں۔ یہاں تک کہ پیغمبرِ آخرالزماں سرورِ کون و مکان امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ چونکہ آپ حق تعالیٰ کے آخری خلیفہ اور خاتم الانبیاء تھے اس لیے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بڑا نصب العین خدا کے قانون کو خدا کی زمین پر بطور رحمت قائم کرنا پورا نہیں ہوا آپ کو عالم قدس کی طرف بلانے کی دعوت نہیں دی گئی اور جب خدا کا آئین مکمل کر لیا گیا، اس کی تعلیم اور عملی تشکیل پورے طور پر کر دی گئی اور خدا کی زمین پر اسلام کا مکمل آئین پوری تمکین و قدرت کے ساتھ نافذ ہونے لگا تو قرآن مجید نے اعلان کر دیا کہ اب بعثتِ تامہ کا مقصد پورا ہو گیا۔

خلافتِ نبوّت

لہٰذا اب رسالت کے فرائض کی انجام دہی باقی ہے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء انجام دیتے رہیں گے۔ اس عظیم مقصد کے پیشِ نظر لسانِ نبوّت سے اعلان ہوتا ہے:۔

> "تم سے پہلے بنی اسرائیل میں انبیاء اور پیغمبر سیاست کرتے تھے، جب ایک پیغمبر فوت ہوتا تو دوسرا پیغمبر پیدا ہو جاتا تھا لیکن اب پیغمبری اور نبوّت ختم ہو گئی اب تم میں خلفاء ہوں گے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کے جانشینوں کو خود لفظ "خلفاء" سے تعبیر فرما کر واضح کر دیا کہ وہ آپ کے نائب اور قائم مقام ہوں گے۔ درحقیقت خلافت و امامت پیغمبری کی نیابت اور قائم مقامی ہے۔ گویا اسلام میں نبوت کے بعد خلافت سب سے بڑا درجہ اور اہم رتبہ ہے ـــــ اس لیے خلیفہ کا فیصلہ اور حکم شرعاً واجب الاطاعت ہوتا ہے۔

نصبِ امام کی اہمیّت

چونکہ نبوت کے بعد خلافت سب سے بڑا ادارہ ہے اس لیے صحابۂ کرامؓ نے نصبِ امام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین پر ترجیح دی ـــــ انگلستان میں بھی صدیوں سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ جب کوئی حکمران فوت ہوتا ہے تو اس وقت تک اس کی تدفین عمل میں نہیں لائی جاتی جب تک اس کے ولی عہد کی تخت نشینی کا باقاعدہ طور پر اعلان نہیں ہو جاتا۔

Marfat.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۷۶۲ء) امام کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اقامتِ دین، احیاءِ علومِ دینیہ، اقامت ارکانِ دین، قیامِ جہاد، ترتیبِ جیوش، قیامِ عدلیہ، رفعِ ظالم اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لیے خلافت کا قیام ضروری ہے۔'' (ازالۃ الخفاء)

فقہاءِ کرام اور سیاسی مفکرین تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسی حالت میں مر جائے کہ اس کی گردن میں امام کی اطاعت کا پھندا نہ ہو تو وہ گویا جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ (ازالۃ الخفاء)

خلافت کی شرائط

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلفاء اور جانشینوں کا ان تمام اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے جن کی ''اقامتِ دین'' جیسے اہم مقاصد کی تکمیل کے لیے اشد ضرورت ہے۔ چونکہ منصبِ خلافت متعدد حیثیتوں سے مرکب ہے، اس لیے اسلام نے ایک خلیفہ کے لیے ہر لحاظ سے ضروری اوصاف بتائے جاتے ہیں:-

ویشترط ان یکون من اھل الولایۃ المطلقۃ الکاملۃ بان یکون مسلمًا حرًا ذکرًا عاقلًا بالغًا سائسًا بقوۃ رایۃ ورؤیتہ ومعونتہ باسہ وشوکتہ قادرًا بعلمہ وعدالتہ وکفایتہ وشجاعتہ علی تنفیذ الاحکام وحفظ حدود الاسلام وانصاف المظلوم من الظالم عند حدوث المظالم.... الخ (کذا فی شرح الفقہ الاکبر للقاری وشرح المقاصد وفتح الباری ونیل الاوطار وشرح المواقف)

یعنی ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جائے جس میں مندرجہ ذیل اوصاف پائے جائیں: مسلمان ہو، آزاد ہو، مرد ہو، عاقل و بالغ ہو، صاحبِ رائے نظر ہو، تدبیر و انتظام کی پوری صلاحیت رکھتا ہو، احکامِ شریعت کا محافظ ہو، اُن کی جاری و نافذ کرنے اور اسلامی ممالک کی حفاظت اور دشمنوں کی روک تھام کے لیے جس قدر علمی و عملی قوتوں کی ضرورت ہے وہ اس میں موجود ہوں۔ اتباعِ شریعت، عدل و انصاف، شجاعت و ہمت، شوکت و صورت ساری صفتیں اس میں موجود ہوں۔

Marfat.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اُمیدوارِ خلافت کو ان دس شرائط پر پورا اُترنا چاہیئے:۔

(۱) وہ مسلمان ہو (۲) مرد ہو عورت نہ ہو (۳) آزاد ہو غلام نہ ہو (۴) شجاع ہو (۵) عاقل و بالغ ہو، بالفاظِ دیگر وہ مجنون اور حواس باختہ نہ ہو (۶) متکلم، سمیع اور بصیر ہو یعنی وہ گونگا، اندھا اور بہرہ نہ ہو (۷) امورِ حرب میں صاحبِ رائے ہو (۸) مجتہد ہو (۹) عادل ہو (۱۰) قریشی ہو۔ (ازالۃ الخفاء)

کیا خلیفہ کے لیے قریشی ہونا ضروری ہے؟

امام ماوردیؒ، ابویعلیؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے خلیفہ ہونے کے لیے قریشی ہونے کی شرط عائد کی ہے اور متعدد احادیث سے استدلال بھی کیا ہے، مثلاً ۱۔ الائمۃ من قریش (الحدیث) ۲۔ انّ ھٰذا الامر فی قریش ما بقی منھم اثنان (الحدیث) ۳۔ الخلافۃ فی قریش والحکم فی الانصار والدعوۃ فی الحبشۃ۔ (الحدیث)

علامہ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں کہ شرطِ قریش کو سقیفۂ بنو ساعدہ میں صحابۂ کرامؓ نے تسلیم کیا ہے لیکن تاریخ اس پر گواہ ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ قریش نے اپنی صلاحیت عیش و عشرت کی نذر کر دی، وہ امورِ خلافت کی انجام دہی کے قابل نہ رہے اور عجمی ان پر غالب آ گئے۔ ان حالات میں سیاسی مفکروں کو استشہاد پیدا ہو گیا اور سرے سے قریشیت کی شرط کے ہی منکر ہو گئے۔ (صدیقِ اکبرؓ ص ۱۰۳)

حضرت عمر فاروقؓ اس وقت سقیفۂ بنو ساعدہ میں تھے جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے الائمۃ من قریش والی حدیث پڑھی لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنے آخری وقت میں حاضرین کے دریافت کرنے پر فرمایا لو کان ابو عبیدۃ حیًا لاستخلفتہ۔ قدرے توقف کے بعد فرمایا لو کان سالم مولیٰ (ابی) حذیفۃ حیًا لاستخلفتہ۔ (ابن الاثیر، الکامل)

اگر خلیفہ کے قریشیت شرط ہوتی تو حضرت عمر فاروقؓ ایک عجمی غلام کا نام اپنے جانشین کے طور پر کیوں لیتے؟

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے بھی فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اور قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک

Marfat.com

خلیفہ کے لیے قریشی ہونا کوئی شرط نہیں جس کی تائید اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو مشکوٰۃ میں امام بخاریؒ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ عن انس ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اسمعوا واطیعوا وان استعمل علیکم عبدٌ حبشی ..... الخ

باقی رہی یہ بات کہ الائمۃ من قریش کی صحیح مراد کیا ہے؟ تو علامہ سعید احمد اکبرآبادیؒ نے "صدیقِ اکبرؓ" میں اس پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس طرح ہر خاندان کی کوئی نہ کوئی خصوصیت ہوتی ہے اور عام بول چال میں اس خصوصیت کو اس خاندان کے لوگوں میں محدود کر کے بولتے ہیں۔ مثلاً ہم یوں کہیں کہ علماء دیوبندیوں یا فرنگی محلیوں میں پیدا ہوتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ علماء دیوبند اور فرنگی محلی کے علاوہ کہیں نہیں پیدا ہوتے! اسی طرح آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا منشاء بھی یہ ہے کہ امامت کے لیے جن اوصاف وکمالات کی ضرورت ہے، مثلاً تدبیر، شجاعت وشہادت وقیادت کی صلاحیت یہ سب قریش کے علاوہ اور کسی خاندان یا قبیلہ کے شخص میں پائے ہی نہیں جاتے۔ بہرحال مدارِ امامت وہ اوصاف وکمالات ہیں جو قریش کا طغرائے امتیاز تھے نہ کہ خود قریش کا النسب ہونا۔

انعقادِ خلافت اگر کسی شخص میں مذکورہ تمام شرائط موجود ہیں تو وہ خود خلیفہ نہیں بن جاتا بلکہ اُس کے ہاتھ پر باقاعدہ بیعت کرنی پڑتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ جو لوگ نصبِ امام کے ذمہ دار ہیں اُن میں گواہ کی جملہ صفات موجود ہونی چاہئیں۔ لوگ کسی ایسے شخص کو جو خلیفہ بننے کا اہل ہو بیعت لینے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ لیکن اگر اس کے سوا کوئی شخص جامع صفات نہ ہو تو پھر اسے اس امر پر مجبور بھی کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح اُمت پر نصب الامام واجب بالکفایہ ہے اسی طرح جامع شرائط پر بھی واجب ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو قبول کرے ورنہ وہ بھی گناہ گار ہوگا۔

طریق انتخابِ خلافت امام کا تقرر اور خلافت کا انتخاب چار طریقوں سے ہوتا ہے جن حالات کے مطابق خلفاء راشدین کا تقرر عمل میں آیا تھا، موقع ومحل اور حالات کی مناسبت سے جس طریقہ کو اختیار کر لیا جائے وہی طریقہ صحیح اور

Marfat.com

شریعت کے عین مطابق ہے۔

(۱) پہلا طریقہ اہلِ حل و عقد کا انتخاب کرنا ہے جس کی مثال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتخاب کی ہے۔ خلیفۂ اول بلا فصل کا انتخاب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں ہوا اور ان کی خلافت پر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خلیفۂ وقت خود کسی ایسے شخص کا انتخاب کرے جو خلافت کی شرطوں کا جامع ہو اور پھر لوگوں کو جمع کر کے اپنے انتخاب کی تصریح کر دے اور مسلمانوں کو اس کے اتباع کی وصیت کرے، جس کی مثال حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے تقرر کی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین نامزد کیا تھا۔

اگر عام حالات اجازت نہ دیں تو نامزدگی بھی ہو سکتی ہے، جس طرح جنگِ موتہ کے موقع پر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالترتیب ایک دوسرے کا جانشین مقرر فرمایا تھا، اسی طرح امام بھی اپنے بعد بالترتیب دو تین جانشین مقرر کر سکتا ہے۔

(۳) تیسرا طریقہ مجلسِ شوریٰ کا قیام ہے کہ خلیفہ جامعین شرائطِ خلافت کی ایک کمیٹی تشکیل دیدے اور یہ کہہ دے کہ اس جماعت میں سے جس کو اہلِ شوریٰ منتخب کریں گے وہی خلیفہ ہوگا۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انتخاب اسی طرح سے ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے قبل حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی۔ انہوں نے کافی سوچ و بچار اور باہمی مشاورت سے کتاب و سنت اور حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی پیروی کی شرط پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، اسے ہم موجودہ اصطلاح میں انتخابی ادارہ کہہ سکتے ہیں یعنی (ELECTION COMMITTEE)

اس صورت میں ووٹ کا حق ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتا صرف چند افراد کو ہوتا ہے، ان افراد کو سیاسی مفکر اہلِ حل و عقد کہتے ہیں، موجودہ دور میں کابینہ کے وزراء یا قومی اسمبلی کے ارکان کو اہلِ حل و عقد کا درجہ دیا جا سکتا ہے۔

مغربی جمہوریت اور شورائیت میں فرق | مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

رقمطراز ہیں کہ :۔

"موجودہ دور کی اسمبلیاں اسی طرز کا ایک نمونہ ہے، فرق اتنا ہے کہ عام جمہوری ملکوں کی اسمبلیاں اور ان کے ممبران بالکل آزاد اور خود مختار ہیں، محض اپنی رائے سے جو چاہیں اچھا یا بُرا قانون بنا سکتے ہیں، اسلامی اسمبلی اور اس کے ممبران اور منتخب کردہ امیر سب اس اصول و قانون کے پابند ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول ؐ کے ذریعے اُن کو ملا ہے، اس اسمبلی یا مجلسِ شوریٰ کی ممبری کے لیے بھی کچھ شرائط ہیں اور جس شخص کو یہ منتخب کریں اس کے لیے بھی کچھ حدود و قیود ہیں، پھر ان کی قانون سازی بھی قرآن و سُنّت کے بیان کردہ اصول کے دائرہ میں ہو سکتی ہے، اس کے خلاف کوئی قانون بنانے کا ان کو اختیار نہیں۔" (معارف القرآن)

(۴) خلافت کا چوتھا اصول طریقہ استیلاء (زبردستی غلبہ حاصل کرلینا) ہے۔ وقت گذرنے کے بعد صوبائی گورنروں نے نیم خود مختار حکومتیں قائم کرلیں اور اپنی فوجی قوت کے بل بُوتے پر مسندِ اقتدار پر قابض ہو گئے تو فقہاء اور سیاسی مفکرین ایک نئی صورتحال سے دوچار ہوئے، ان حالات میں انہوں نے یہ کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی قوّت کے بل بوتے پر اقتدار پر قابض ہو جائے اور اس میں خلافت کی تمام شرطیں پائی جاتی ہوں اور وہ صلح و مصلحت کے ذریعے کسی ناجائز امر شرعی کا ارتکاب کیے بغیر مخالفین کی مدافعت کرتا ہو تو اس کی حکومت بھی جائز ہوگی، پاکستان کی سپریم کورٹ نے ضرورت کے نظریئے کے تحت اس طرح برسرِ اقتدار آنے والے شخص کی حکومت کو قانونی حکومت تسلیم کیا ہے۔

خلیفہ کے فرائض | جب اسلامی اصولِ انتخاب کے مطابق کوئی شخص خلیفہ مقرر ہو جائے تو مندرجہ ذیل دس امور کی انجام دہی اس کے ذمّہ فرض ہو جاتی ہے :۔

(۱) حفاظتِ دین (۲) نفاذِ احکامِ شریعت (۳) حفاظتِ مُلک (۴) اقامتِ حدود (۵) حفاظتِ سرحدات (۶) جہاد کی تیاری (۷) وصولیٔ زکوٰۃ اور دُوسرے واجبات (۸) مُستحقین کی بیت المال سے اعانت (۹) دیانتدار افسروں کا تقرر (۱۰) تمام امورِ حکومت کی ذاتی طور پر نگرانی۔

Marfat.com

قرآن مجید نے خلافت کا مقصد ہی نظام عدل قرار دیا ہے: یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ ۔ (سورۃ ص آیت ۲۶)

ارشادِ نبویؐ ہے کہ امام عادل کا ایک دن ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں (جن کو حکومت مل جاتی ہے) کے فرائض بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

الّذین ان مکّنّٰھم فی الارض اقاموا الصّلوٰۃ واٰتوا الزّکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ (الآیۃ) جب اللہ تعالیٰ نے وشاورھم فی الامر کے تحت اپنے رسولؐ کو اپنے رفقاء سے مشورہ کا حکم دیا ہے حالانکہ پیغمبر سے زیادہ قوی اور صاحب الرائے کوئی نہیں ہو سکتا ہے، اس لیے خلفاء کے لیے تو ائمہ میں اپنے رفقاء سے مشورہ بے حد ضروری ہو جاتا ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خیر خلقہ ونور عرشہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

(ماہنامہ "الخیر" ملتان، فروری ۱۹۸۳ء)

Marfat.com

نفاذِ شریعت کیلئے فکری انقلاب کی ضرورت اور اہم نکات

شریعتِ اسلامیہ کے فائدوں اور اس کے نفاذ کی مثبت مساعی اور ٹھوس اور مخلصانہ کوششوں پر بھرپور توجّہ کی ضرورت ہے۔ علماءِ اسلام، ماہرینِ قانون، دینی تنظیمیں اور اسلامی تحریکیں اس سلسلہ میں بہت مفید اور کارآمد کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اگر مثبت اور سنجیدہ طریقے، حکیمانہ اور مومنانہ بصیرت سے کام لیتے ہوئے اس کام کا آغاز کر دیا جائے تو اس مومنانہ ارمان کی تکمیل بہت جلد ہو جائے گی کہ اس ملک میں شریعتِ اسلامیہ مکمل طریقہ پر نافذ ہو اور دنیا نورِ اسلام سے معمور ہو جائے۔

موجودہ حالات میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ علماءِ اسلام ایک منظّم پروگرام کے تحت منصوبہ بندی کے ساتھ اس موضوع پر جدید تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر تفصیل سے لکھیں کہ شریعتِ اسلامیہ ہر جگہ اور ہر زمانہ میں تطبیق کی صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ موضوع ایک ناقابلِ انکار حقیقت اور مسلّم الثبوت عقیدہ ہے جس میں کسی مسلمان کو شبہ کی گنجائش نہیں، لیکن سامراجی نظامِ تعلیم و تربیت اور مسیحی مشنریوں کی جدّوجہد نیز مسلمانوں کی عام شریعت سے ناواقفیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ سورج سے زیادہ واضح اسلامی حقائق پر بھی تفصیلی ابحاث، دلائل اور بسوط مضامین لکھنے پڑتے ہیں تاکہ سامراجی پروپیگنڈا کا مکمّل و مدلّل جواب دیا جا سکے۔

اسلام میں عام انسانی حقوق اور آزادی

موجودہ دور کا ایک اہم موضوع "اسلام میں عام انسانی حقوق اور آزادی" پر بھی جدید انداز

Marfat.com

اور سائنٹیفک طریقے پر بحث اور مفصل تحریروں اور ان کی اشاعت کی ضرورت پہلے سے کئی گُنا بڑھ گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ موضوع بھی سورج سے زیادہ روشن، بدیہی اور اسلام کی تاریخ کا واضح باب ہے مگر پروپیگنڈا کی یلغار میں چیونٹی کی رفتار کی نہیں بلکہ بڑی بیبا کی، جرأت اور حوصلہ و عزم کے ساتھ پُروقار گفتار، مستحکم کردار اور مثبت و مؤثر رفتار کی ضرورت ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ انسان کو جان و مال اور آبرو سے متعلق جتنے حقوق بھی اسلام نے دیئے ہیں نہ صرف یہ کہ قدیم عصر حجری اور زمانۂ جاہلیت کی رسومات نے عطا نہیں کیے بلکہ اہل کتاب کی قانونی تشریحات اور رومن قانون ترقی نے بھی حتیٰ کہ آج تک امریکن منشورِ آزادی، فرانسیسی منشورِ حُریت اور اقوام متحدہ کے منشورِ حقوقِ انسانی نے بھی نہیں بخشے اور جو کچھ بخشے بھی، وہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام کے سینکڑوں سال کے بعد اور دوسری تلخ بات یہ کہ وہ صرف کاغذ پر خوشنما پھول کی طرح سجے ہوئے ہیں، مظلوم قوموں اور محروم افراد نے ان سے کوئی انصاف نہیں پایا بلکہ ان کے لیے وہ خار بن کر خلش کا باعث ہیں، اور تیسری بات یہ کہ آزادی کے نام پر الحاد، بے دینی، بےحیائی، آوارگی، قومی، لسانی، جنسی اور لونی تعصّب پھیلایا گیا۔

اس موضوع پر علمی اور تقابلی انداز میں بہت اچھی اور مفید بحثیں اور ٹھوس علمی اور تاریخی حقائق سامنے لائے جا سکتے ہیں اور یہ بتایا جا سکتا ہے کہ اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے پہلے دن سے آزادی کے حدود متعین کیے ہیں تاکہ ایک شخص کی آزادی سے کسی دوسرے شخص یا قوم کا نقصان نہ ہو۔ اسی طرح خدا اور اس کے احکام سے بغاوت کی آزادی نہیں۔ اس کے بعد نفس کی شرارتوں، حُکام کے ظلم و ستم اور شیطان کے فریبوں سے آزادی کی مکمل دعوت اسلام کے حیات بخش پیغام میں سموئی ہوئی ہے۔ اور اسلام نے مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کو بھی وہ آزادانہ حقوق اور حُریات عطا کی ہیں جن کی نظیر تاریخ قدیم و جدید میں نہیں ملتی۔

شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی قواعد اور اصول

تیسرا اہم موضوع شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی قواعد اور اصول ہیں۔

Marfat.com

لاریب یہ موضوع مواد اور معلومات کے اعتبار سے سہل اور اپنے حقائق کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر بدیہی ہے مگر عامۃ المسلمین، سوسائٹی کے ذمہ دار افراد اور لکھے پڑھے طبقے بالخصوص قومی باگ ڈور کے منصب پر فائز افراد تک پہنچانے، انہیں سمجھانے اور ان کے دل میں مؤثر طریقے سے اس کے بٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس میں کتاب وسُنّت، اجماع اور قیاس و اجتہاد سے متعلق تفصیل سے ٹھوس حقائق اور مباحث سامنے لائے جاسکتے ہیں اور یہ بات مؤثر طریقہ سے پیش کی جاسکتی ہے کہ فقہ اسلامی کی عظیم میراث اپنے اندر ایسی قانونی صلاحیت رکھتی ہے کہ ہر زمانے میں پیدا ہونے والے مسائل کا حل اس کی روشنی میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ اور قیاس واجتہاد کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ اصولِ شریعت کے خلاف نہ ہوں اور کسی بنیادی اصول سے نہ ٹکراتے ہوں اور اسلامی رُوح یعنی کتاب وسُنّت سے معارض نہ ہوں کہ یہی حق جانچنے کا معیار ومیزان ہے اور کسی ایسی چیز میں قیاس واجتہاد کی اجازت ہی نہیں جس میں نص یعنی کتاب وسُنّت کی دلیل یا اجماع موجود ہو۔

مصلحت اور عُرفِ عام

چوتھا موضوع "شریعتِ اسلامیہ میں مصلحت وعرفِ عام" کے مقام اور اس کی اہمیت وضرورت اور شرعی نقطۂ نظر سے اس کی حیثیت اور بین الاقوامی قوانین میں اس کے مروجہ تعامل کو خصوصی اہمیت کے ساتھ اُجاگر کرنا ہے۔ اگر اسلامی قوانین اور فقہی احکام میں غور سے تامل کیا جائے تو اس موضوع کی انتہائی اہمیّت مزید سامنے آجاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسلام کو قیامت تک انسانی زندگی کا ساتھ دینا ہے اور تمام اقوامِ عالم اس کے زیرِ سایہ آئے اور آئندہ بھی آتے رہیں گے، اس لیے قرآن وحدیث اور تعاملِ صحابہؓ میں مصلحت اور عُرفِ عام کو بڑی اہمیّت دی گئی۔

اسی طرح تمام وہ رائج الوقت چیزیں جن میں کتاب وسُنّت یا اجماع نہیں ہے یعنی وہ شرعی طور پر ممنوع نہیں ہیں یا اُن کے کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے اُن میں اُمت کی عام مصلحت، فائدہ اور عُرفِ صحیح پر عمل کیا جائے گا، ایک زندہ اور پائندہ شریعت کے لیے یہ ضروری چیز ہے لیکن اس مصلحت، عرف اور آگے چل کر اجتہاد کے نام پر اسلامیات کے

Marfat.com

نام نہاد یورپین اور مسیحی اسکالرز (مستشرقین) اور ان کے مشرقی اسلام کے نام لیوا شاگردوں نے بات عام کرنے کی پوری کوششیں شروع کر دی ہیں کہ اسلام مصلحت کے تقاضوں کو پورا کرنے کا حکم دیتا ہے اس لیے اب عرب کا بدویانہ عرف ساری دنیا کے لیے کیونکر موزوں ہو سکتا ہے، اور دوسری بات یہ کہ سینکڑوں برس بعد اب وہ کیسے قابلِ عمل رہ سکتا ہے؟ اس لیے اب عصرِ حاضر کے سارے ترقی یافتہ پیمانے ہی قابلِ قبول ہونے چاہییں۔ مثال کے طور پر اُس زمانے میں سُود کا رواج غلط سمجھا جاتا تھا، اب جدید تمدن کا عُرف یہ ہے کہ سُود بہت بڑی تجارتی فائدہ کی چیز ہے اس لیے اب اس کو بدل دینا چاہیے۔ یا فلاں آوارگی، حرام کاری اور حرام خوری عام ہو چکی ہے یا فلاں شرعی قانون یا فلاں چیز اب زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتی اس لیے اس میں ترمیم و تبدیلی کر لینی چاہیے۔

بہر حال اس قسم کی لاطائل باتوں اور حقیقتاً اصُولِ شریعت و عقل کی ابتداء سے بھی جہالت و ناواقفیت آشکارا کرنے والی شریعت کی مخالف اور اسلام بیزار لیکن بظاہر علمی و استدلالی انداز شریعت کی محبت اور اسلام دوستی کا دم بھرنے والی ابحاث کے ذریعہ مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے کہ غیر شرعی قوانین شرعی ہیں اور غیر اسلامی اقدار خالص اسلامی چیزیں ہیں اور انسانی اوامر خدا کے احکام ہیں۔ حالانکہ اس سلسلے میں پہلی اصولی اور آخری بات جسے فقہ کا ہر طالب علم جانتا ہے اور یہ حضرات بھی اچھی طرح جانتے ہیں لیکن سادہ لوح علمِ دین اور اصولِ فقہ سے ناواقف مسلمانوں میں غلط فہمی پھیلانے کے منظم منصوبے اور سازش کے ماتحت اس ابتدائی اور اصولی مسلّم الثبوت، بدیہی اور دین میں معلوم بالضرورت قاعدہ سے نظر پوشی و اغماض کرتے ہیں۔ وہ اصول یہ ہے کہ مصلحت اور عرف پر اسی صورت میں عمل کیا جائے گا یا اجتہاد کی نوبت اُس وقت آئے گی جب اس معاملہ میں کتاب و سنّت کا کوئی قطعی حکم موجود نہ ہو، پھر وہاں بھی اجتہاد ان مسائل پر قیاس کے ساتھ ہو گا جن میں نص موجود ہو اور وہ روحِ شریعت اور شرعی اصولوں اور تقاضوں کے ماتحت ہو گا۔ عرف و مصلحت کا حال بھی یہی ہے کہ عبادات و احکام میں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ زندگی کے عام معاملات اور اجتماعی چیزوں میں جہاں مسلمانوں کو شارع علیہ السلام نے آزاد چھوڑا ہے اور کسی قسم کا حکم یا ممانعت

Marfat.com

نہیں کی ہے وہاں وہ ایسے صالح عرف یا مصلحت پر عمل کر سکتا ہے جو اسلام کے کُلی اصولوں، شریعت کے تقاضوں اور دین کی رُوح کے منافی نہ ہوں۔ جیسے کھانے پینے کے حلال طریقے، لباس وغیرہ کی متنوع شکلیں جو ساتر ہوں اور خصوصیت کے ساتھ غیر مسلم قوموں کا مذہبی شعار نہ ہوں۔ اسلحہ کے نت نئے استعمال، زراعت و صناعت کے جدید وسائل اور دنیاوی استعمال کی بیشمار چیزیں۔ لیکن یہ بات شرعاً ہی نہیں بلکہ عقلاً بھی سمجھ میں نہیں آسکتی کہ مصلحت، عرف یا اجتہاد کے نام پر کوئی مسلمان سُود، زنا، سُور، شراب، والدین کی نافرمانی، قتلِ نفس، چوری اور متفرق دوسرے محرّمات کو امریکہ و یورپ کے عرفِ عام پر قیاس کر کے حلال کرنے کی کوشش کرے یا بالکل اسی طرح عرفِ اسلامی میں اور نصِ قرآنی و نبوی میں منصوص طیّبات جیسے شادی، طلاق، میراث، اکلِ حلال، نظامِ زکوٰۃ، توحیدِ باری تعالیٰ وغیرہ جیسی اسلام کی قابلِ فخر خوبیوں کو اپنی یورپ سے مرعوب و مسحور عقل سے کیے ہوئے اجتہاد اور غیر قوموں کے اعمال پر قیاس کر کے حرام ثابت کرنے کی راہیں تلاش کرے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دن کی روشنی میں چراغ کی لَو سے اپنی راہ تلاش کرنے کی سعی لاحاصل میں گرفتار ہو۔

بہر حال اس موضوع پر تفصیلی بحث اور واضح حقائق کو مزید اجاگر کرنے کی ضرورت ہے تعریفوں کی توضیح اور اقسام کا بیان ضروری ہے اور یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ کتاب و سنت یا شریعت کی روح کے معارض کسی مصلحت یا عرف کو بھی اسلامی معاشرہ میں زندہ رہنے کا حق نہیں ہے لیکن صحیح عرف اور مصلحت کا صحیح استعمال اسلامی طرز پر جب کیا گیا تو مسلمانوں نے اقوامِ عالم کی خوبیوں اور علوم کو اپنانے میں کوئی دریغ نہیں کیا البتہ مصلحت یا عرف کے نام پر اقوامِ عالم کی گندگیاں، آزادیاں، مشتغین، شہوت رانیاں، غیر شرعی چیزیں اور حرام طریقہائے زندگی ہرگز نہیں اپنائے جا سکتے۔

مروّجہ قوانین میں اسلامی اقدار کی بالادستی اور تحفظ

پانچواں اہم اُمّم ملک کے مروّجہ قوانین میں اسلامی اقدار کے تحفظ اور بالادستی کے لیے ٹھوس اور مستحکم بنیادوں پر کام کرنا ہے۔ اگرچہ ملک کے مروّجہ قوانین میں بھی بہت سی ایسی دفعات ہیں جو شریعت کی مخالفت نہیں کرتیں لیکن بعض اہم نکات پاکستان بلکہ

Marfat.com

اکثر اسلامی ملکوں کے قوانین میں موجود ہیں جو شریعت کی روح، خدا کے حکم اور اسلام کے سراسر مخالف ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سارے قوانین انگریزی، فرانسیسی اور جرمن قوانین سے ماخوذ ہیں جو سامراجی دورِ ظلمت میں مسلم ملکوں پر لاد دیئے گئے تھے۔

مثال کے طور پر، سود، کھیل کود میں جوا، لاٹری اور موجودہ اصولوں کے ساتھ انشورنس (بعض اسلامی ممالک میں زنا کا قانوناً غیر شادی شدہ کے لیے کوئی جرم نہ ہونا، باہمی رضامندی کے ساتھ اس کا جرم نہ ہونا اور صرف زنا بالجبر کا جرم ہونا اور اس پر شرعی سزا نہیں ہے بلکہ شادی شدہ ہونے کی حالت میں اگر میاں بیوی معاف کر دیں تو مقدمہ واپس ہو سکتا ہے) یہ سب مغربی انحطاطِ اخلاقی سے متاثر قوانین کی عکاسی ہے، اسی طرح بعض ملکوں میں قتلِ عمد کی صورت میں قصاص نہیں ہے۔

بہر حال یہ بحث تفصیل طلب اور ہر لحاظ سے توضیح و تفہیم کی متقاضی ہے اور یہی کرنے کا کام ہے۔ میں یہاں صرف ایک نکتہ کی طرف اشارہ کرتا ہوں شاید فائدہ سے خالی نہ ہو۔ وہ یہ کہ اسلام نے مغربی قوانین کے مخالف کیسا عاقلانہ فیصلہ کیا ہے کہ قتل کی صورت میں معافی کا حق حکومت کو نہیں دیا بلکہ وَلِیُّ الدَّم کو دیا ہے۔ اس لیے کہ یا تو اس طرح دل کا غبار اور غصہ عادلانہ قصاص کے ذریعہ ختم ہو جائے گا یا دیت کی شکل میں اور معافی کی صورت میں۔ کہ اسلام نے اس پر ابھارا بھی ہے۔ محبت اور اخوت کی فضا پھر قائم ہو جائے گی۔ لیکن اس کے برخلاف زنا جیسے اخلاقی جرم کی معافی کا حق ثبوتِ قطعی اور شروط کے پورا ہو جانے کی صورت میں ــــ اور شروط اور شہادت کے اصول اتنے سخت ہیں کہ ان کا پورا ہونا بہت مشکل ہے ــــ نہ حکومت کو دیا گیا ہے اور نہ شوہر اور بیوی میں سے کسی کو! کیونکہ یہ اللہ کی قائم کردہ حدود ہیں اور ان میں معافی تلافی کی صورت میں بداخلاقی عام ہو گی، زوجیت کے مقدس اور مخلصانہ وفا کے آئینۂ صافی پر بال پڑ جائے گا، آبرو باختگی اور حیا سوزی کا دور دورہ ہو جائے گا، سوسائٹی میں سکون و اطمینان کے بجائے قلق، پریشانی، ندامت اور ذہنی خلجان بڑھ جائے گا اور شکوک و شبہات کا یہ طریق عمل آگے چل کر نفرت و حقارت کے علاوہ انتقام و غیرت کی خاطر قتل و خون کا غیر قانونی دروازہ بھی کھول دے گا۔

Marfat.com

بہر حال اخلاق، آبرو، عصمت اور حیاء کا درجہ مغربی تہذیب اور قانون میں نہ صرف یہ کہ جانی حقوق سے کم ہے بلکہ ظرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ مال سے بھی کم ہے کیونکہ بعض ملکوں میں لڑکی اپنے مالی و تجارتی حقوق ــــ جو اس نے بڑی جدوجہد کے بعد کچھ حاصل کیے ہیں ــــ ان کا استعمال آزادی کے ساتھ ۲۱ سال کے بعد کر سکتی ہے لیکن جنسی حقوق کا ناجائز استعمال پوری آزادی بلکہ بیحیائی اور بے شرمی کے ساتھ ۱۸ سال کی عمر ہی سے قانوناً شروع کر سکتی ہے۔ اور قانونی عمر سے بہت پہلے سوسائٹی میں عام جنسی آوارگی اور آبرو باختگی کا اندازہ تو ہم مشرقی اور مسلمان ذہن لگا ہی نہیں سکتے ــــ اور یہی وہ اخلاقی "خوبیاں" اور تمدن کے "تحفے" ہیں ترقی کے نام پر مسلمانوں کے مغربی اور مسیحی دانا دشمنوں کی سازشوں اور لئیمانہ کوششوں سے فریب خوردہ مشرقی مسلمان نادان دوست اسلامی معاشرہ میں طرح طرح کے نام بدل کر پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے عفت، حیاء، پاکدامنی، ہمدردی، غمخواری اور کم آزاری کی تعلیم دی ہے جبکہ مغربی تہذیب نے جُوا و قمار بازی، آزادی و بیحیائی اور رنج و آزار دیا ہے ؎

> مِصلہ فرنگ سے آیا ہے سورہا کے لیے
> مے و قمار و ہجومِ زنانِ بازاری

اسلام میں بین الاقوامی تعلقات

ایک اہم موضوع "اسلام میں بین الاقوامی تعلقات" اسلامی ملکوں اور غیر اسلامی ملکوں کے ساتھ غایت درجہ قابلِ توجہ ہے، اور یہ بات بڑی جرأت و بیباکی، وضاحت اور نکھار کر دُنیا کے سامنے لانی چاہیئے کہ اسلام نے اس سلسلے میں بھی ایسے کُلی اصول عطا کیے ہیں کہ جن کی روشنی میں بین الاقوامی تعلقات قائم کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔ آج یورپ و امریکہ میں بھی اس موضوع پر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے جلیل القدر شاگرد امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کو امامت کا درجہ عطا کیا جا رہا ہے اور ان کے نام سے بین الاقوامی سوسائٹیاں بن رہی ہیں۔

اس موضوع میں جدید حالات اور زبان و ادب کو ملحوظ رکھ کر تفصیلی طور پر دارالاسلام، دارالحرب، دارالمعاہدہ اور دارالموادعہ وغیرہ کی اسلامی اصطلاحوں پر بحث کرنی چاہیئے اور

Marfat.com

مضبوط و مستحکم اور ٹھوس دلائل سے یہ بات سامنے لانے کی ضرورت ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا ہے بلکہ یہ حقیقت ہے (اور اب موجودہ دور میں اس کے اُجاگر کرنے کی اشد ضرورت ہے) کہ اسلام اپنی فطرتِ بشریہ کے موافق قوانین اور منصفانہ اصولوں، انسانی کرامت کے احترام اور بیشمار خوبیوں کی وجہ سے پھیلا ہے۔ تلوار کا استعمال شریعت کی حفاظت، جان و مال کی حفاظت، اسلامی زمین اور آبرو کی حفاظت کے لیے کیا گیا اور ہمیشہ تلوار، توپ اور بم کا استعمال ضروری ہے۔ جہاد اسلام کا شعار اور فرض ہے کیونکہ ایسی ابلیس سرشت طاقتیں ہمیشہ دنیا میں موجود رہتی ہیں جو طاقت کی منطق کے سوا کسی دوسری چیز سے ہوش میں نہیں آتیں۔ اور اسلامی ممالک میں سامراجی طاقتوں کا داخل ہونا اور عرصہ دراز تک قابض رہنا اس بات کی بڑی دلیل ہے کہ جب قوّت کمزور ہوتی ہے تو اسلام دشمن عناصر غلبۂ باطل کے منصوبے بناتے ہیں۔

اور یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ آج دُنیا کی ساری حکومتیں جنگی تیاریوں اور اسلحہ پر بے دریغ پیسہ خرچ کرتی ہیں اور وزارتِ جنگ کا نام ڈیفنس یا دفاع کی وزارت رکھتی ہیں اور ان کی اس وزارت پر کوئی اعتراض نہیں کرتا، بلکہ راقم ایک نیا استنتاج پیش کرتا ہے وہ یہ کہ آج ترقی یافتہ قومیں جبری ٹریننگ تمام بالغین کے لیے مقرر کرتی ہیں اور اس سے انکار کرنے والوں کو سزا بھی دی جاتی ہے، لیکن اگر اسلام جہاد کو فرض قرار دیتا ہے اور یہ ایسا جامع لفظ ہے جو جنگ اور ڈیفنس سے زیادہ اہم معنیٰ اپنے اندر رکھتا ہے اور تقویٰ و اخلاق اور مجاہدہ کا مظہر بھی ہے اور یورپ سے تیرہ سو سال قبل ہر مسلمان پر اس نے فوجی ٹریننگ لازمی قرار دی ہے تاکہ وہ اپنے عقیدہ، آبرو اور حدود کی حفاظت اسلام دشمن طاقتوں کے مقابلے میں کر سکیں، تو اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ یہ تماشا جہالت و تعصب، تنگ نظری اور واضح طور پر اسلام سے حسد و بغض و نفرت کا مظہر نہیں تو اور کیا ہے؟ —— وہی عمل جسے دنیا کی ساری قومیں ہمیشہ کرتی ہیں اسلام بھی اگر اسے زیادہ منظّم، اخلاقی اور محتاط طریقے پر کرے تو اسلام دشمنوں کے باشعور ضمیر فوراً چونک پڑتے ہیں —— اور یہی وہ باشعور اور بیدار ضمیر ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی (نعوذ باللہ) خدا کی

Marfat.com

طرف سے ایسے سخت احکام صادر کرائے ہیں جن کی رُو سے جنگ میں شریک ہونے والے اور نہ ہونے والے غیر مسلح شہری بلکہ پُر امن اور دشمنی نہ ظاہر کرنے والی دوسری قومیں تک سب کی سب تلوار سے قتل کی جاتی ہیں اور بچوں، بوڑھوں اور عورتوں سمیت شہر تک جلا دیئے جاتے ہیں اگر ان میں عبادتِ باطلہ جاری ہو جائے۔ (استثناء ۱۳: ۱۲، ۱۸: ۲۰، ۱۰-۱۸)

تاریخی تفصیل کا یہ موقع نہیں ـــــ بہر حال یہ زندہ ضمیر لوگ تار لماین کی اُسی نسل سے ہیں جس نے سیکسونی، بوہیمی اور متعدد یورپین وحشی قوموں کو تلوار کے زور سے مسیحیت میں داخل کیا تھا۔ یہی وہ باشعور ضمیر ہیں جنہوں نے دو سو برس تک تلوار و تفنگ کے ذریعہ بلا کسی قانونی حق کے برصغیر ہند پر حکومت کی تھی، مشرقِ وسطیٰ میں پھانسیوں کے تختے لٹکائے تھے، ہیروشیما کو جہنم زار بنایا تھا، جن کے کارخانوں میں آج بھی دُنیا کے سب سے مہلک ہتھیار بیشمار بن رہے ہیں اور ان سب کوششوں کا نام قیام امن ہی کی کوششیں رکھا جا رہا ہے۔ لیکن ہلاکت و بربادی، خونخواری و ستم کیشی صرف اسلام کا فریضۂ جہاد ہی ہے؟

بہر حال حق پسند لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا منظم جنگی اور اخلاقی قانون ہے اور آج بیسویں صدی میں ماڈرن قومیں ایک طرف فوجی تربیت ہر شخص پہ لازمی قرار دے رہی ہیں اور دوسری طرف جنگ کو کسی قدر اخلاقی بنانے کے لیے رُولز وغیرہ بنا رہی ہیں مگر آج تک اس کے عشرِ عشیر کو بھی نہیں پہنچ سکیں جو اسلام نے تیرہ سو سال قبل اپنائے تھے۔

بات یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ دراصل امتِ اسلامیہ ایک امت ہے لیکن حالات کے پیشِ نظر متعدد اسلامی ملک ہیں۔ اگر قیادت امین ہاتھوں میں ہو تو اس تعدد کے باوجود بھی متحدہ قانون بنایا جا سکتا ہے اور اسلامی ملکوں سے تعلقات اور روابط اسلامی بنیادوں پر مخلصانہ، دوستانہ اور برادرانہ قائم کرنے پر زور دینا چاہیئے۔

دوسری دشمن حکومتیں ہیں جو اسلام کے مخالف ہیں اور عملی طور پر مسلمانوں کے خلاف اقدام کرتی ہیں ـــ تیسری وہ غیر مسلم حکومتیں ہیں جن سے ہمارے معاہدے ہیں، وہ ہمارا احترام کرتی ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ظلم و ستم اور تعصب سے پیش نہیں آتیں، اور ...

Marfat.com

کا احترام کرتی ہیں ہم بھی ان سے عہد و پیمان کا احترام کرتے ہیں اور ان سے بلاوجہ دشمنی نہیں کرتے کہ اسلام انسانی احترام کا قائل ہے اور عہد شکنی کی مذمت کرتا ہے۔

اس سلسلہ میں کام کرنے والے سکالر، علماء اور مفکرین تفصیلی طور پر اسلامی حکومتوں کے زمانہ میں غیر مسلم حکومتوں سے تعلقات، معاہدات اور ہدایا وغیرہ کے تفصیلی مباحث، نظائر اور کئی اہم گوشے اُجاگر کر سکتے ہیں۔ اقوام متحدہ کے اصولوں پر بھی گفتگو کی جاسکتی ہے۔ جدید انداز کا یہ لٹریچر جب تیار ہو اور تحقیق و مطالعاتی ذوق رکھنے والے اور پڑھے لکھے احباب کے لیے اس سے استفادہ کے مواقع فراہم کر دیئے جائیں تو پھر اگر کسی کی دینی تعلیم زیادہ نہ ہو، انہوں نے یونیورسٹیوں میں کیوں نہ ڈگریاں حاصل کی ہوں، آپ کی علمی کاوش اور فکری تربیت کے نتیجے میں ان کے قلب و نظر اسلام کی حقیقت سے باخبر رہیں گے، وہ دین اور علم دین اور فکری اعتبار سے دل کے بادشاہ رہیں گے اور دیارِ غیر میں رہنے اور پڑھنے کے باوجود اپنے سرمایۂ حیات پر نازاں، اسلامی میراث اور فقہ اسلامی کی قدر و منزلت پر فریفتہ رہیں گے۔

شریعت میں حدود اور نئے قوانین میں ان کی تطبیق

موجودہ دور کا سب سے اہم اور معرکۃ الآراء مسئلہ "اسلامی شریعت میں حدود اور نئے قوانین میں ان کی تطبیق" ہے۔ یہ حقیقتِ حال تمام اہلِ فکر و نظر کے سامنے واضح ہے کہ آج کے عصرِ حاضر میں جہاں مغربی سوسائٹیوں کا معیار اخلاقی انحطاط و زوال کی آخری ڈگری پر پہنچ چکا ہے اور قتل و غارت گری، چوری، ڈاکہ زنی، زنا، راہزنی، حرامکاری اور حرامخوری وغیرہ جیسے عیوب عام ہو چکے ہیں اور ان کے روکنے کی ساری تدبیریں بے سود ہوتی جا رہی ہیں۔ جیلوں، عدالتوں، ججوں اور وکیلوں کی ہر جگہ بہتات ہے پھر بھی انصاف اور عدالت کے خواہاں مضطرب اور بے چین ہیں۔ اس پریشان اور مضطرب ماحول میں ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ اس اخلاقی انحطاط کے خلاف کوئی مؤثر اقدام کیا جاتا لیکن اس کے برخلاف مجرموں کے ساتھ نت نئے ناموں اور بہانوں سے رحم و کرم کا جذبہ اُبھر رہا ہے اور ان کے زیرِ سایہ اسلامی حدود پر وحشیانہ، بدویانہ، ظالمانہ اور عصرِ حاضر کے ذوق کے خلاف ہونے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ تاریخ اور تجربہ کی مسلّم الثبوت شہادت ہے کہ سوسائٹی کو سکون

Marfat.com

سے آشنا کرنے کے لیے جتنے بھی قوانین آج تک پردۂ ہستی پر بنائے جا سکے ہیں ان میں اسلام کا نظامِ تربیت و اخلاق اور اس کے بعد نظامِ حدود سب سے زیادہ مؤثر اور کارگر ثابت ہؤا ہے۔

کیونکہ اسلام پہلے تو اپنی تعلیمات کے ذریعہ خدا پرستی، معرفتِ نفس، اخوت، ہمدردی اور طہارت و عفت کے عالی جذبات پیدا کرتا ہے، لیکن اگر چند بے راہرو شیطان نفس کی اتباع کرنا چاہتے ہیں اور سوسائٹی میں فواحش پھیلانا چاہتے ہیں تو اسلام ان کو سخت سزا دے کر سوسائٹی کو پاک و صاف بنانا چاہتا ہے، اور اسلامی حدود ایسی نہیں ہیں کہ اگر نافذ ہو جائیں تو عوام پریشان ہو جائیں بلکہ اس کے برعکس سب سکون و چین کی نیند سو جائیں۔ چوری، ڈاکہ زنی، قتل، بے آبروئی اور حرام کاری کا ہر داغ مٹ جائے گا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو لوگ ان اعمال کے گرویدہ اور دلدادہ ہیں اُنہیں اس سے بہت نقصان ہوگا اور وہ اس کے خلاف ہمیشہ اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ پھر حدود کو نافذ کرنے میں جس احتیاط، گواہی کے شروط اور سخت اصولوں کو سامنے رکھنا پڑتا ہے اور چھوٹے چھوٹے شک و شبہ سے حدود ختم ہو جاتی ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ اسلام نے ایک طرف انصاف و عدالت کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے اور دوسری طرف علاج، دوا اور پرہیز کے بعد حدود کو قائم کیا ہے۔

اسلام نے شادی کے معاملہ میں آسانیاں مہیا کیں، پھر نا چاقی کی صورت میں طلاق میں رکاوٹیں نہیں ڈالی گئیں، ایمان و اخلاق اور تقویٰ کا درس دیا گیا، اس کے باوجود بھی حرام کاری کرنے والے کو سزا دی جائے گی لیکن گواہی کی ایسی سخت شرطیں رکھی گئی ہیں کہ تاریخِ اسلام میں آج تک زنا کے سلسلہ میں کوئی سزا گواہی کے ذریعے نہیں ہوئی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس فعلِ قبیح کی مذمت ظاہر کرنے کے لیے اور سوسائٹی میں فواحش کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے قانون میں یہ لَم رکھی گئی ہے جس کا مشاہدہ یورپ و امریکہ کے کلبوں، پارکوں، سڑکوں اور رفاہِ عام کی جگہوں پر ہوتا رہتا ہے۔ چوری چھپے، سہمتے، ڈرتے گھر کی چار دیواری میں گناہ سمجھتے ہوئے بدفعلی کا صدور ہر اُس جگہ جہاں انسان رہتے ہیں

Marfat.com

ممکن ہے لیکن اعلانیہ، قانون کے ذریعہ، لوگوں کی نظروں کے سامنے ثواب سمجھ کر ہر قسم کی فطری اور غیر فطری بدکرداریوں کے جواز کا فتویٰ تو غلاظت و نجاست کے عروج کے زمانہ میں رومن امپائر کے منچلے تک نہ دے سکے تھے جیسے آج قانونی سند مغربی تہذیب کے دیوانوں نے دے رکھی ہے۔

اس سلسلہ میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ مثال کے طور پر چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے، چوری کی وجہ سے اکثر اوقات گھرانوں کا سکون مٹ جاتا ہے، برسوں کی پونجی لٹ جاتی ہے اور نوبت چور کی طرف سے قتل تک آ جاتی ہے اور سوسائٹی میں کسی طرح چوری ختم نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف جب اسلامی حدود نافذ تھیں تو شاذ و نادر ہی چوری ہوتی تھی اور آج بھی دنیا میں سب سے زیادہ کم چوری کی شرح سعودی عرب میں ہے معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ وحشی، لٹیرے اور چوری کی عادی قوم ــــ آج سے پچاس سال قبل کے احوال جاننے والے اس حقیقت سے باخبر ہیں۔ کس طرح ایماندار اور چوری سے باز رہنے والی قوم بن گئی ــــ کوئی صاحب اس کی یہ تاویل اور توجیہہ نہ کرے کہ مال و زر کے انبار انہیں مل گئے کیونکہ امریکہ یقیناً سعودی عرب سے زیادہ مالدار، زیادہ تعلیمیافتہ اور عصر حاضر کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک ہے وہاں چوری اور دوسرے سنگین جرائم کی شرح سب سے زیادہ ہے اور اس کے حساب کے لیے اب منٹ تک ناکافی ہو کر نوبت سیکنڈوں تک آ گئی ہے۔ اس کے مقابلہ میں ابن سعود کی پوری مدت حکومت ۴۲ سال میں چوری کی صرف ۱۶ وارداتیں ہوئی تھیں جبکہ ابن سعود کا شروع زمانہ فقر و مصائب اور مشکلات کا زمانہ تھا۔

یہ بجائے خود اس اعتراض کا جواب بھی ہے کہ اگر اسلامی قانون نافذ کر دیا جائے تو سوسائٹی میں ہر طرف ٹنڈے ہی ٹنڈے نظر آئیں گے۔ یہ اعتراض بالکل قابل اعتبار نہیں کیونکہ اس طرح تو پھر ہر اچھی چیز چھوڑنی پڑے گی۔ موٹروں کو ایکسیڈنٹ کے خطرے اور سوسائٹی کو اپاہج پیدا کرنے کے الزام میں چھوڑنا پڑے گا۔ ہوائی جہاز، فیکٹریاں اور تعمیر و ترقی کے سارے پلان بند کرنے پڑیں گے، کیونکہ عمومی فائدہ کی ہر چیز میں کسی نہ کسی فرد

Marfat.com

کے لیے نقصان کا پہلو نکل سکتا ہے۔

ہم یہاں قدیم و جدید قوموں کے قوانین پر ناقدانہ گفتگو نہیں کرنا چاہتے بلکہ صرف عصرِ حاضر کے ترقی پسند، آزاد، مہذب ذہن اور زندہ ضمیر سے جو حدود کو قبول کرنے سے انکار کرتا ہے، اتنی گذارش کرنی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس پر راضی کرنے کی کوشش کرے کہ قاتل کو قتل کیا جائے، چور کا ہاتھ کاٹا جائے اور اسلامی قصاص و حدود کو وہ قبول کرلے جس طرح عالمی ضمیر نے ویتنام میں انسانی ہلاکت کا سامان بہم پہنچایا اور سُرخ انقلاب پر پچاس لاکھ انسانوں کو آزادی اور مساوات کے نام پر خاک و خون میں تڑپایا، پہلی اور دُوسری جنگِ عظیم کی اجازت دی، چوری کی سزا قتل تک تجویز کی، سامراجی زمانے میں پھانسی کے تختے تک لٹکائے، انسانی چربی سے صابون بنائے گئے، انسانی کھال جُوتوں میں استعمال کی گئی، آتشیں بموں نے جسموں کو خاکستر بنایا، پستول کی گولیاں چوروں اور ڈاکوؤں کے ذریعہ ہر پُرامن شہری کے سینہ کو داغدار کرنے کا ارمان رکھتی ہیں اور آبرو باختگی اور جنسی انارکی کے مریض ہر عفت مآب گھرانے کا سکونِ دل لوٹنے کے لیے بیقرار نظر آتے ہیں۔ ایسے پاکباز، طاہر و نظیف اور بیدار شرقی و مغربی عالمی ضمیر پر ذراسی کوشش بھی اگر کی جائے تو شاید مجرم کو سزا دینے پر وہ راضی ہو ہی جائے اور اسلام کی منظم حدود اسے اپنے غیر قانونی کردار اور جنگل کے دستور کے مقابلہ میں زیادہ منصفانہ اور ہلکی نظر آئیں۔

اسلام کا نظامِ تعزیر اور اس کی تطبیق

اسی سلسلہ کا ایک ذیلی مگر اہم موضوع اسلام کا نظامِ تعزیر اور اس کی تطبیق کی صلاحیت ہے۔ اس کا تعلق اگرچہ سابقہ دونوں موضوعات سے ہے مگر فقہ اسلامی کے الفاظ، اصطلاحات اور قانونی حدبندیوں کی وجہ سے اس کی الگ توضیح اور تشریح کرنی چاہیئے۔ جب کہ فقہی و علمی تعریف اور عملی تطبیق کی رُو سے اس کی ضرورت بھی ہے۔

شرعی زبان میں تعزیر اس سزا کا نام ہے جس کی حد شارع علیہ السلام نے مقرر نہ کی ہو اور اولی الامر کو اس بات کا حق ہو کہ وہ موقع اور حالات کے مطابق جو سزا مناسب ہو تجویز کرے، تعزیر کا معنیٰ تادیب کے بھی ہیں، وہ جرائم جن میں کوئی حد یا قصاص شارع علیہ السلام

Marfat.com

کی طرف سے مقرر نہیں ہے، جیسے رمضان میں سرِعام کھانا پینا، نماز نہ پڑھنا، خواتین کو چھیڑنا جائز سمگلنگ کرنا اور ہر قسم کے اجتماعی و معاملاتی مفاسد، ہمیشہ باقی رہنے والی شریعت کے لیے اور نت نئے جرائم اور مفاسد کو روکنے کے لیے اسلامی قانون میں تعزیرات کی بڑی ضرورت تھی اور یہ انتہائی حکیمانہ قانون ہے۔

قصاص کا مسئلہ

اسی سلسلہ کا ایک مسئلہ "قصاص" ہے۔ قصاص سے متعلق تفصیلی طور پر عالمی ضمیر سے متعلق گفتگو گذشتہ صفحات میں عرض کر دی ہے یہاں اس کو دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اس میں قصاص فی النفس یعنی قتل اور جان کا بدلہ داخل ہے۔ اس سے بڑھ کر عدل اور کیا ہو سکتا ہے کہ قاتل کو قتل کیا جائے تاکہ معاشرہ زندہ رہے اور قتل کرنے والا اپنے انجام سے باخبر ہو کر قتل کا ارادہ ترک کر دے جن ملکوں میں قتل کی سزا ختم ہو جاتی ہے تجربہ و مشاہدہ ہے کہ وہاں فوراً شرح قتل بڑھ جاتی ہے۔ قتل عمد کی صورت میں قصاص ہی سب سے زیادہ عادلانہ سزا ہے لیکن معافی کا حق صرف ولی کو ہے اور دیت بھی ادا کی جائے گی۔ قتلِ غیر عمد کی صورت میں دیت ادا کرنی ہوگی جو مجرم کی عاقلہ یا دیوان ادا کرے گا جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس موضوع میں قصاص دون النفس کو بھی زیرِ بحث لایا جا سکتا ہے۔ یعنی جان بوجھ کر ہاتھ یا پیر یا آنکھ، ناک، کان کاٹ دینے یا تلف کر دینے کا بدلہ! اسلام قصاص کی شکل میں بدلہ ادا کر دینے کا قائل ہے تاکہ جرم پسند طبیعتیں مجبور اور کمزور لوگوں کے اعضاء کاٹنے کی عادی نہ بن جائیں۔ معافی یا دیت قبول کرنے کا حق اُسی کو ہے جس کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے اور یہ بالکل صحیح اور فطری بات ہے، کیونکہ مجرم کے جیل جانے یا جرمانہ خزانۂ شاہی میں داخل ہونے کی صورت میں مظلوم کی دادرسی کچھ بھی نہیں ہوتی، پھر دیت کی فقہی تفصیلات، معیار اور اس کی قیمت کا تعین اور عقلی فوائد بھی بیان کرنے ہوں گے۔ اور یہ بھی واضح کرنا چاہیے کہ جو اعضاء تعداد میں دو دو ہیں ان میں نصف دیت ہوگی۔ غلطی سے کسی عضو کے تلف ہو جانے کی صورت میں قصاص نہیں ہوگا بلکہ دیت ہوگی اور معاف کرنے کا حق مظلوم یا اُس کے ولی کو ہوگا۔ دیت کی مقدار اور فقہی مباحث بھی تفصیل سے واضح کر دینے چاہئیں۔

Marfat.com

انشورنس (بینکاری) کے متعلق فقہ اسلامی کا حکم

موجودہ دور میں امتِ مسلمہ کو درپیش مشکل ترین مسئلہ نظام بینکاری کا ہے جس کو دورِ حاضر میں اہلِ علم اور ماہرین فقہ نے کسی حد تک واضح اور مثبت انداز کے مفید طریق کار کے ساتھ مرتب کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ بات ملحوظ رہنی چاہیئے کہ:

اسلام کسی جزوی چیز کا نام نہیں ہے بلکہ ایک کُلی نظام ہے اور اسے پورے کا پورا اپنانا چاہیئے۔ مغربی تہذیب اور یہودی سوداگروں اور سُود خواروں کے تفصیلی نظام جو عالمِ اسلامی میں بھی رائج ہیں ان میں علماء سے صرف فتوے پوچھے جاتے ہیں اور بد قسمتی سے ان پر جُزوی عمل تو کجا عمل کرنے کا ارادہ بھی نہیں کیا جاتا، حالانکہ اسلام کا بذاتِ خود ایک تعاونی نظام ہے، ایک اقتصادی نظریہ ہے، ایک تجارتی اصول ہے، ایک تکافلی پروگرام ہے یعنی اسلام ایک مکمل لائحہ عمل ہے، اخلاص کے ساتھ اگر اسلامی نظام کو اپنا لیا جائے اور پھر اسلامی نظام انشورنس یا نظام بینکاری بنایا جائے تو کوئی مشکل بات نہیں ہے لیکن اسلامی ملکوں میں غیر اسلامی نظام وقانون پر رضامندی اور پھر مغربی یہودی نظام، سرمایہ داری اشتراکی یہودی نظام، مارکسیت پر اس قدر اخلاص کے ساتھ آخر اصرار کیوں ہے؟ اور یہ مغربی و شرقی ناسور اسلامی ملکوں کے جسم وجاں کو آخر کیوں اور کب تک گھائل بنائے رہیں گے؟

بہر حال اسلامی نظام میں یوں بھی بیت المال سارے غریبوں، مصیبت زدوں، بیواؤں، بے نواؤں، فقیروں، مسکینوں، طالب علموں، مسافروں اور تمام محروم افراد کی دائمی یا ہنگامی مصیبتیں دُور کرنے کا ذمّہ دار ہے، اسی ذمّہ داری کو عصرِ حاضر میں اہلِ علم، دانشور اور ماہرینِ فن آگے بڑھا کر منظم تعاونی نظام بنایا جا سکتا ہے۔

اس موضوع پر قدیم وجدید بینکاری کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بھی واضح ہو جائے گی کہ یورپ میں بھی پہلے صرف تعاونی انشورنس تھا بعد میں سُود خواروں نے تجارتی انشورنس بنایا۔ بہر صورت یہ عقدِ غَرَر والا معاملہ تو ہے ہی ساتھ ہی ساتھ سُود کا شُبہ نہیں بلکہ یقین بھی اس میں ہے اور یہ جُوئے کی شکل بھی ہے جسے کسی بھی طرح جائز نہیں قرار دیا جا سکتا بلکہ اس کے بدلے انشورنس کا مکمل اسلامی نظام بنانا اور اپنانا ضروری ہے۔ جو

Marfat.com

اسلامی تعاون کے اصولوں پر گامزن ہو۔

شریعتِ اسلامیہ میں سُود کے احکام اور مدنی و تجارتی اور بحری قوانین میں اسکی تطبیق

سود کا موضوع جس قدر اہم ہے اُسی قدر صاف ہے اور نصوصِ قرآنیہ ونبویہ سے بالکل واضح بھی ہے، موجودہ دور میں قرآن وسُنت کی روشنی میں اس کے انفرادی واجتماعی نقصانات کے ظاہر کرنے کے ساتھ اس کے عملی خاتمے کے لیے مؤثر اقدامات کرنے ہوں گے۔

موجودہ سائنسی اور مادّی دور میں عقل پر ریسرچ کے پردے پڑ چکے ہیں، حلال چیزوں کے بجائے حرام کام مرغوب ہو گئے ہیں، اس لیے فتنۂ نفسِ بشر شیطان کی قوتوں اور تفکیری صلاحیتوں سے پوری طرح مدد حاصل کرتا ہے اور الفاظ کے عجیب وغریب پھیر میں پڑ کر سیدھے سادھے اور عام معانی کو بدلنے اور غلط تاویلات کرنے پر ادھار تلا ہے۔ یہ سب مغرب کی تقلید اور یہودی نظامِ سود کے زیرِ اثر ہے۔ اس سلسلہ میں یہ نکتہ بھی نکالا جاتا ہے کہ بہت زیادہ سُود لینا منع ہے لیکن تھوڑا سُود لینا منع نہیں ہے اور قرض کے سُود اور تجارتی سُود میں تفریق کا شاخسانہ بھی اس بحث میں چھیڑا جاتا ہے۔ یہ سب وہ انحرافات اور لاطائل بحثیں ہیں جنہیں نہ عقل تسلیم کرتی ہے نہ علمِ صحیح اور ایمانِ مستقیم ۔۔۔ سود کے جو ظاہر من الشمس نقصانات ہیں اور جس طرح اس کے ذریعہ قوم کا سرمایہ چند سود خواروں اور سُود خوار اداروں کے پاس چلا جاتا ہے، اس کا اندازہ افراد کے سُود میں تو صدیوں سے ہوتا چلا آرہا تھا اب جدید دور میں غیر ترقی یافتہ ملک جب سُودی قرض لیتے ہیں اور ان کی ادائیگی کی صورت میں جن مالی اور اقتصادی پریشانیوں سے دوچار ہوتے ہیں، یہ واضح دلیل ہے کہ سُود نقصان دہ ہے۔

اور پھر سُود کا یہ بین الاقوامی کاروبار خالص یہود کا بنایا ہُوا ہے جس سے افراد واقوام کی خستہ حالی اور دیوالیہ پن مقصود ہے اور بزعم یہود اُن کی کتابِ مقدس کی پیشینگوئی کی صداقت بھی ہے اور قوموں کو سودی کاروبار کے ذریعہ غلام بنانے کی یہ چال گویا نعوذ باللہ خدا نے اُن کو سکھائی ہے ۔۔۔ "تو اپنے بھائی کو سُود پر قرض نہ دینا ۔۔۔ تو پردیسی کو سُود پر قرض دے تو دے

پر اپنے بھائی کو سُود پر قرض نہ دینا ؛' (استثناء ۲۳ : ۱۹، ۲۰)

اس طرح کے دوسرے الفاظ بھی ہیں جن کی تشریح بعض تلمود کے حاضامات نے یہ کی ہے کہ ان الفاظ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سود لینے کی اجازت نہیں دی ہے بلکہ یہ حکم ہے کہ اجنبی (غیر یہودی) کو قرض سُود ہی پر دیا جائے تاکہ وہ برباد ہو اور اسی لیے شریعتِ تلمود میں اجنبی کو بغیر سُود کے قرض دینا ناجائز اور حرام ہے۔ اس سلسلہ میں حاخام شواب کا قول یہ ہے ——— اس نے بعد میں یہودی دین کو ترک کر دیا تھا ——— کہ اگر مسیحی کو کچھ پیسے کی ضرورت ہو تو یہودی کو چاہیئے کہ اس کے ساتھ بار بار سُود کا معاملہ کرے حتیٰ کہ وہ اس کو ادا نہ کر سکے۔ اور اسی وجہ سے قدیم مسیحی افکار اور ڈکشنریوں اور ادب میں یہود سے مراد سُود خوار اور خیانت کار لیا جاتا ہے۔

بہرحال سُود ایک ایسی لعنت ہے جسے اسلامی معاشرہ سے ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے ٹھوس حکمتِ عملی اور جدید مؤثر منصوبوں پر غور کرنا چاہیئے، اور کم از کم داخلی طور پر ملک میں داخلی سُود کو تو فوراً ختم کر دینا چاہیئے، پھر اسلامی ملکوں کے اتحاد اور بین الاقوامی مُسلم بینک کے پروان چڑھنے کے بعد خارجی سُود کو بھی بند کیا جا سکتا ہے۔

اس اہم موضوع پر تاریخ اور حقائق کی روشنی میں تفصیل سے بحث کی ضرورت ہے خصوصاً آیۃ الرّبٰوا کے معانی و مفاہیم اور اس میں متعدد بلاغی اور ادبی طریقوں سے سُود پر قطعی حُرمت پر توجیہات کی اشاعت کی جائے تو نفع زیادہ ہو گا۔ مثلاً واضح اور صاف بتا دیا جائے کہ سُود میں اضطراب، پریشانی، فکری ناآسودگی اور ذہنی خلجان ہوتا ہے جس کی تعبیر مسّ شیطانی سے کی گئی ہے۔ سُود خوار ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ سُود اور تجارت میں کیا فرق ہے؟ حالانکہ سود حرام اور تجارت حلال ہے۔ جو موعظت و ممانعت کے بعد سُود سے باز نہ آئے اسے عذابِ نار کی وعید ہے۔ سود کے مال میں بے برکتی ہوتی ہے وہ مٹ جاتا ہے۔ سود خوروں کو کفر کے صیغۂ مبالغہ کَفّار اور اَثیم سے خطاب کیا گیا ہے۔ پھر ایمان اور عملِ صالحہ کا تذکرہ آیت میں یہ ثابت کرتا ہے کہ سود ایمان کے منافی ہے اور عمل غیر صالح ہے۔ نماز و زکوٰۃ کے لفظ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جس طرح یہ دین میں معلوم بالضرورت

Marfat.com

اور ~~سب سے~~ افضل فرائض ہیں۔ اسی طرح سود بھی معلوم بالضرورت اور قبیح ترین فعل ہے اور جس طرح اطاعت گزاروں کو خوف اور غم سے واسطہ نہ ہوگا، اس کے برخلاف سود خور دنیا و آخرت میں خوف اور غم کا شکار رہے گا۔ تقویٰ کی علامت یہ بتائی گئی کہ سود خوری چھوڑ دے اور جو سود نہ چھوڑے وہ خدا اور رسولؐ سے لڑائی مول لیتا ہے۔

قدیم سود کے لیے توبہ کی شرط یہی ہے کہ سود نہ لیا جائے اور صرف رأس المال واپس لیا جائے، نیز یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ جس طرح رأس المال واپس نہ کرنا ظلم ہے اسی طرح سود لینا بھی ظلم ہے۔

ضرورت ہے کہ بینکاری کے نظام کی مفصل تاریخ اور اس میں سود کی آمیزش کا مفصل جائزہ لیا جائے۔ اسلامی بینک کے قیام، اس کے اصولوں کی تشریح اور نظامِ مضاربت کے فوائد و ثمرات کی توضیح کی جائے۔ نیز یہ بات واضح اور دو ٹوک انداز میں صاف کر دینی چاہیے کہ سود بہر حال سود ہے جسے کسی بھی قسم، کسی بھی شکل اور کسی بھی تاویل کے ذریعہ حلال نہیں بنایا جا سکتا۔

جدید تہذیب اور مغربی افکار سے سود کو بڑی تقویت ملی اور ہر کام میں اس کی ضرورت محسوس کی گئی اور سودی کاروبار بینکوں میں جاری کیا گیا۔

مغربی بینکاری کے دیوتاؤں کو اس بات کی شکایت ہے کہ اسلامی ملکوں میں بینک کی صحیح فکر اور سمجھ لوگوں میں پیدا نہیں ہو پاتی ـــــ دراصل اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب تک بینکوں میں سود یعنی حرام مال کا شائبہ رہے گا اسلامی ملکوں میں بینک کو صحیح فروغ حاصل نہ ہوگا۔ ہم کیوں نہ بینکوں کو سود کے شائبہ سے پاک کر کے اس کی بنیاد خالص اسلامی اصولوں پر رکھیں تاہم ایک مسلمان جب واقعتہً بھی مسلمان ہو تو وہ ایک درہم بھی اس طرح لینے پر تیار نہیں ہو سکتا جس طرح خدا نے اس کو حرام کیا۔

عقد غرر قانون میں اور فقہ اسلامی کا مؤقف

غرر کے معنی دھوکے یا خطرہ کے ہیں۔ موجودہ دور میں اس کی ضرورت اور بڑھ گئی ہے کہ فقہا اور اہلِ علم جدید تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر مسلمانوں کو یہ بتائیں کہ شریعت میں وہ تجارتی طریقے

Marfat.com

جن میں نقصان کا یا دھوکے کا خطرہ ہو ممنوع ہیں، لیکن غرر کی کئی قسمیں ہیں جن میں ایک غرر فاحش ہے یعنی خطرہ اور دھوکے کا زیادہ امکان، دوسری قسم معمولی اور کم نقصان کی شکلیں ہیں۔ ان کے جائز اور ناجائز ہونے کی تفصیلات کتب فقہ میں وضاحت اور تفصیل کے ساتھ لکھی ہوئی ہیں۔ بعض حضرات انشورنس، قانونی جوئے وغیرہ کو غیر فاحش غرر کہہ کر جائز کرنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ ان میں غیر فاحش اور کھلا ہوا نقصان یا دھوکہ ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ اس میں دوسری وہ قباحتیں بھی موجود ہیں جن کی حرمت پہلے سے موجود ہے جیسے سود اور قمار — بہر حال یہ فقہ کا اہم باب ہے موجودہ دور میں اس کی توضیح اور تفہیم کی شدید ضرورت ہے۔

نظامِ زکوٰۃ اور سرکاری ٹیکسوں سے اس کا تعلق

زکوٰۃ اسلام میں فرض اور ایک اہم رکن ہے۔ اقتصادی و اجتماعی فوائد کے علاوہ ایک عبادت بھی ہے۔ اسلامی نظامِ حکومت میں زکوٰۃ مالداروں پر فرض ہوتی ہے جو صاحبِ نصاب ہوں، زکوٰۃ کے مصارف کو قرآن کریم نے مخصوص افراد کے لیے اور مخصوص صورتوں میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔

حکومت کی دوسری ضروریات اور انسانوں کی اپنی خواہشات جیسے سڑکوں اور پلوں کی تعمیر، بجلی اور پانی کی سپلائی وغیرہ کے لیے اگر دوسرے ٹیکس لگائے جائیں تو ان کا فائدہ خود انسان ہی اٹھائیں گے، ایسی صورت میں زکوٰۃ کیسے معاف کی جا سکتی ہے جو محتاجوں اور پریشان حالوں وغیرہ کا حق ہے؟

زکوٰۃ کی صحیح تحصیل و تقسیم کے بعد مستحقین و ضرورتمندوں کے احتیاج کا تشفی بخش حل ہو سکتا ہے۔ اگر نظامِ زکوٰۃ کی اسلامی روح کو ملحوظ رکھا جائے تو زکوٰۃ کی کامل ادائیگی اور صحیح تقسیم کے بعد اسی غرض کے لیے کسی نئے ٹیکس کے لگانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی زکوٰۃ خدا کا حق ہے جو غریبوں کو دیا جاتا ہے۔ اسلامی نظریہ کی رو سے سارا مال خدا کا ہے نہ کہ افراد اور حکومتوں کا۔ غریبوں کا جو مقرر کردہ حق ہے وہ کوئی احسان نہیں ہے بلکہ فرض اور واجب ہے۔

Marfat.com

زکوٰۃ جمع شدہ مال پر سال میں ایک بار ادا کی جاتی ہے، ٹیکس آمدنی پر ہوتا ہے زکوٰۃ اس کی وجہ سے کیونکر معاف ہو سکتی ہے؟ اگر ٹیکسوں کی بہتات کی وجہ سے مال جمع ہی نہ ہو سکے تو زکوٰۃ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن اگر پھر بھی خرچ کے بعد جمع ہوا ہے تو اس جمع شدہ خزانے میں سے غریبوں کا حق نکالنے میں آخر لیس و پیش کیوں اور کیسا ہے؟ حکومت کا طے کردہ ٹیکس ادا نہ کرنے کی جرات نہ کرنے والوں کی یہ جرات عجیب و غریب ہے کہ صرف مسکین و غریب کا حق ادا نہ کیا جائے۔

بہرحال اس موضوع پر تفصیلی مباحث، جائزے اور منصوبہ بندی اور اسلامی نقطہ نظر سے انسانی منافع کے پہلوؤں کو نئے سرے سے اجاگر کرنا ضروری ہے، اسلامی ذہن بنا کر لوگوں کے ذریعہ سے خود ہی زکوٰۃ کی تقسیم اور ادا نہ کرنے کی صورت میں اسلامی حکومت کی طرف سے نگرانی یا وصولی یا بعض چیزوں کی زکوٰۃ حکومت وصول کرے اور بعض کی لوگ ادا کریں۔ اور اس نوعیت کی اہم تجاویز پر بھی غور کیا جانا چاہیئے اور لوگوں پر یہ واضح کر دینا چاہیئے کہ زکوٰۃ کی اہم اسلامی مد کے قیام اور اہتمام سے بے شمار اقتصادی فائدے ہو سکتے ہیں۔

احوال شخصیہ (پرسنل لاء) اسلام کے عائلی قوانین کے سلسلہ میں اسلام کی واضح ہدایات اور انسانی اخلاقی اقدار کو ملحوظ رکھ کر دنیا کے مختلف اسلامی اور سیکولر ممالک کے مروج پرسنل لاء اور احوال شخصیہ کے قوانین کا مطالعہ اور تجزیہ کرنا ہوگا۔

تاہم یہ بات تو قطعی ہے اور اس سے قوم کو آگاہ کرنا ہوگا کہ لیبیا، مصر، شام حتیٰ کہ بعض سیکولر ممالک میں پرسنل لاء مکمل طور پر باقی اور جاری ہے اور نکاح و طلاق اور میراث اسلامی کو بدلنے کی ہمت باوجود کوششوں اور پروپگنڈوں کے اسلامی ملکوں میں (سوائے ترکی کے) کسی کو نہیں ہوئی، مصر میں اس سلسلہ کی طویل ترین کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔

البتہ بعض ممالک میں ملک کے عوام یا علماء نے نہیں بلکہ فرمانرواؤں نے تبدیلی و ترمیم کی جو مذموم مساعی کی ہیں یا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اب وقت آگیا ہے کہ ایسی تمام ترامیم کو منسوخ کر دیا جائے اور بین الاقوامی طور پر اس ضمانت کا مطالبہ سارے اسلامی ملک مل کر کریں کہ دنیا بھر میں مسلم پرسنل لاء کا احترام کیا جائے اور اس میں ترمیم کی اجازت نہ کسی

Marfat.com

اسلامی ملک کو دی جائے اور نہ کسی غیر اسلامی ملک کو جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں اور باعزت زندگی گذارنا چاہتے ہوں۔

کسی مسلمان کے نزدیک اس کے عائلی شرعی قوانین میں تبدیلی سے بڑھ کر بے عزتی اور توہین کوئی دوسری نہیں ہوسکتی۔ مذہب کی تعلیمات، اعمال اور احکام پر عمل کرنا انسان کا فطری حق، آزادی کا پہلا حصول اور عزت و شرافت کا معیار و امتحان ہے۔

بہرحال یہ عالم اسلام، عامۃ المسلمین بالخصوص اہل علم اور اسلامی سکالروں کی منصبی ذمہ داری ہے کہ شریعت اسلامیہ کے قیام و نفاذ اور استحکام کے سلسلہ میں اس کے محاسن اور خوبیوں کو اجاگر کرنے کا مزید اہتمام کریں۔ جو ہر لحاظ سے مبارک قدم اور مستحسن تحریک ہے اور ساری اسلامی امت اس دن کی منتظر ہے جب اسلامی شریعت کا نور شمس عالمتاب بن کر تمام اسلامی ملکوں پر چھا جائے گا۔

(ماہنامہ "الحق" جنوری/فروری ۱۹۹۱ء)

Marfat.com

موجودہ بحران کا واحد حل

اسلامی نظام تعلیم کی ترویج

آج ملک کی سیاسی، انتظامی، اقتصادی، تعلیمی اور دفاعی صورت حال پر سب کو تشویش ہے۔ انہیں بھی جو اقتدار میں ہیں اور انہیں بھی جو حزب اختلاف میں ہیں، انہیں بھی جنہیں ملکی سالمیت کی حفاظت سونپی گئی ہے اور انہیں بھی جنہیں ملکی مفاد اور قومی استحکام کے کسی بھی اقدام کے ابجد سے واقفیت نہیں۔

اس کے حل میں پیشرفت اور مقصد کا حصول کبھی ۵۶ء کا دستور قرار دیا گیا، کبھی قرارداد مقاصد کو دستور کا حصہ بنا دیا گیا، کبھی ۷۳ء کا دستور بنایا گیا، کبھی وفاقی شرعی عدالت کا قیام عمل میں لایا گیا، کبھی آٹھویں اور نویں ترمیم سے جی بہلایا گیا اور کبھی بارہویں ترمیم سے ورغلایا گیا۔

مگر کیا اس نے حقیقت کا سراغ مل گیا؟ معاشرہ میں امن وامان اور عدل وانصاف کو راہ مل سکی؟ لوگوں کو سکھ کا سانس لینے کے مواقع مل گئے؟ نئی نسل کا مستقبل محفوظ ہو گیا؟ ڈاکوؤں، لٹیروں، قاتلوں، راہزنوں اور قومی سلامتی کے دشمنوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جا سکا؟ نظام شریعت، قرآنی احکام، حدود وقصاص کے خلاف غلیظ اور بازاری زبان استعمال کرنے والوں اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو "ریگستانی اور جاہلی معاشرہ کا نبی" قرار دینے والے گستاخان رسول منہ پھٹ سیاستدانوں کو قرار واقعی سزا دینے کے بارے میں کوئی مناسب منصوبہ بندی کی جا سکی؟ ــــ ظلمت چھاتی گئی اور الحاد وبے دینی کے لیے راستہ بنتا گیا مگر اخلاقی اقدار، شرافت، انقلابی فکر،

Marfat.com

آفاقی نظریہ، امنِ عالم کی ضمانت پر مبنی نظام کی ترویج اور اشاعت کا درد مفقود اور عنقا ہوتا چلا گیا ع

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

دراصل بات یہ ہے کہ دنیا میں اور دنیا کے کسی بھی معاشرے میں بڑے بڑے بحران اُس وقت آتے ہیں جب خود علم تاریکیوں میں گھر جاتا ہے، جب تعلیم بھٹک جاتی ہے، جب مکتب اپنے مقصود کو گم کر دیتا ہے، اور جب معلم اپنا فریضہ اور پارٹ صحیح طور سے ادا نہیں کرتا، علم اور تعلیم کے بھٹکے ہوئے خورشید و مہ کے پرتو میں نہ سیاست صحتمند رہ سکتی ہے نہ جمہوریت نشوونما پا سکتی ہے نہ اقتصادی عدل قائم ہو سکتا ہے نہ بارہویں ترمیم کارگر ہو سکتی ہے اور نہ اخلاقی شعور اتنا زوردار ہوتا ہے کہ جرائم کا راستہ روک سکے، نہ قومی خودی اس حد تک توانا ہو سکتی ہے کہ بین الاقوامی مسائل کو حل کرنے کے لیے دفاعی، سفارتی اور نشری قوتوں کو صحیح طور سے بروئے عمل لا سکے۔

دورِ غلامی تو الگ رہا آزادی پانے کے بعد ہم لوگ تعلیم کے بھٹکے ہوئے خورشید کے پرتو میں ۴۳ سال سے جادہ پیمائی کر رہے ہیں۔ اسی کا نتیجہ وہ بحران ہے جو بالکل ابتداء سے آہستہ آہستہ پرورش پا کر اب پوری طرح جوان ہو گیا ہے جو ایک زہریلے اور خطرناک اژدھے کی طرح پوری ملکی سالمیت کو ہڑپ کر لینا چاہتا ہے۔

اگر ہم نگاہ کو ذرا سا وسیع کر کے پورے عالمی ماحول کو دیکھیں تو اس حقیقت سے انکار کرنا ممکن نہیں کہ علوم و فنون، تنظیمات و ادارات، ذرائع و وسائل اور تفریحات و تعیشات کی تیز رفتار افزائش کے باوجود انسان تہذیبی بحران سے دوچار ہے جنگوں، انقلابات، قومی و طبقاتی تعصبات، طرح طرح کے منافرت انگیز متصادم نظریات اور منحوس قسم کے خونخوار جرائم کے ہجوم میں گھرا ہوا بے بس انسان دل و دماغ کا سارا سکون گنوا کر ہمدردی کے ایک مخلصانہ بول کے لیے ترس رہا ہے۔

پس آج ملکی اور قومی لحاظ سے بھی اور عالمی لحاظ سے بھی زندگی کو سنوارنے کیلئے

Marfat.com

سب سے زیادہ توجہ طلب شعبہ تعلیم کا شعبہ ہے، اس کی درستی پر ہماری اپنی سلامتی کا بھی انحصار ہے اور اسی کو صحیح اصول و مقاصد کے سانچے میں ڈھال کر ہم نئی نسلوں کو اس قابل بنا سکتے ہیں کہ فسادِ بحر و بر میں مبتلا دنیا کو امن و انصاف اور سلامتی و تحفظ کا راستہ دکھا سکیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ جدید سائنسی اور فنی تعلیم معلمِ انسانیت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے نظامِ تعلیم کی روشنی میں پڑھی، سیکھی اور پڑھائی جائے۔

جس نبی کے معلمانہ کردار کی اعجاز آفرینی پر تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ گواہ ہے کہ سرزمین حجاز کے صحرائی کلاس روم میں معلمِ صدق و صفا سے درس لینے والی تہذیب نا آشنا قوم دیکھتے ہی دیکھتے اقوامِ عالم کے لیے نہ صرف راستی، مساوات، عدل، اخوت، احسان اور امن کی راہنما بن گئی بلکہ اس نے تدبر و تفکر کی کنجیوں سے علوم و فنون کے بند خزانوں کے ساری نوعِ انسانی کے لیے کھول دیئے۔ حق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تیار کردہ جماعت نے بین الاقوامی دورِ تہذیب کا افتتاح کیا اور آج کے فاسد علوم اور بے توازن تحریکوں میں جہاں کہیں کسی قابلِ قدر جوہر کا کوئی ذرہ چمکتا دکھائی دیتا ہے یہ اسی قومِ محمد کے فیضان کی یادگار ہے جو دوسروں کو منزل کا سراغ بتانے کے بعد خود اپنا سراغ گم کر بیٹھی۔

مجھے کسی بھی طویل بحث یا اس موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ احساسِ ندامت دامنگیر ہو جاتا ہے کہ ملتِ اسلامیہ ہونے کی حیثیت میں ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عظیم ترین معلمِ ایمان و عمل اور معلمِ انقلاب کی پیروی کا حق ادا نہیں کیا۔ ہمارا اہتمام یہ تھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اپنی تمام فکری و عملی سرگرمیوں میں سرچشمہ ہدایت تسلیم کرتے، اپنے کاروانِ حیات کو ہر پیچ و خم تاریخ سے گذارتے ہوئے حضور ہی کا دامنِ قیادت تھامتے اور سیاست و اقتصاد و تعلیم و دفاع اور دوسرے تمام شعبہ ہائے کار میں حضور کے معلمانہ منصب سے روشنی حاصل کرتے ۔۔۔ مگر ہماری افسوسناک حرکت یہ ہے کہ ہم اس ہستی کو جو قائدِ تہذیب انسانی تھی ایک آراستہ پیراستہ عجائب خانۂ عقیدت میں مسند آرا کر کے اپنے قافلہ ہائے فکر و عمل

Marfat.com

وادی وادی میں گھماتے پھرتے ہیں۔ موجودہ بحران زدہ تہذیب کے بدحال اور پراگندہ اکابر کے دروازوں پر ہدایت کی بھیک مانگنے کے لیے مرعوبیت کا کشکول اٹھائے صدا لگاتے ہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ علم کیا ہے؟ اس کا مقصد اور اس کے حصول کے ذرائع اور خود اسلام کا نظام تعلیم کیا ہے؟ ان سوالات کو چھیڑتے ہوئے جب ہم مغرب کے نظریۂ علم کو دیکھتے ہیں تو پھر ہم غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حاملین قرآن کی حیثیت سے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ اس رائج شدہ باطل نظریۂ علم کی وجہ سے تمام علوم بگڑ کر رہ گئے ہیں۔ ان میں جو تھوڑے بہت بھلائی کے اجزاء ہیں وہ غلط افکار و تاثرات کے ساتھ اس بری طرح خلط ملط ہو گئے ہیں کہ انکے ذریعہ زندگی کو پوری طرح خیر و خوبی سے آراستہ کرنا ناممکن ہے اور جو نظام تعلیم محض ان علوم و افکار کو منتقل کرنے کا وسیلہ بن کے رہ گیا ہو وہ ہمیں نہ تو مسلمان کے سے ایمان و کردار سے آراستہ کر سکتا ہے اور نہ انسان کو موجودہ بحرانی دور سے نجات دلا سکتا ہے۔

اسلام کے سوا تمام نظریہ ہائے تعلیم، نظریہ ہائے حیات اور نظریہ ہائے نظام حکومت، آج کی تمام تحریکیں، آج کے تمام سماجی نظام اور آج کے تمام معاشرے اُس طرح کے ریت کے گھروندے ہیں جنہیں بچے ساحل سمندر کی ریت سے بناتے ہیں پھر اپنے حاصل محنت کو توڑتے ہیں اور بار بار اسی کھیل کو دہراتے ہیں، غضب یہ کہ وہ اس کھیل کھیل میں اپنے اپنے گھروندوں کو صحیح اور بہتر اور دوسروں کے ریت کے قلعوں کو غلط اور گھٹیا قرار دے کر آپس میں لڑتے ہیں۔

آج کی نشست میں انتہائی دلسوزی کے ساتھ قوم اور اسکے کارفرما حضرات کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ ہمارے سامنے ہمیشہ کی طرح فلاح و سعادت کا اب بھی ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ کہ ہم سچے مسلمانوں کی طرح خلوص کے ساتھ اسلام پر عمل پیرا ہوں، اسلام کے نظام تعلیم کا اجراء کریں، قول و عمل کا تضاد ترک کر دیں، نظام تعلیم کو بنیاد ہی سے مکمل اسلامی سانچے میں ڈھال کر اپنی پوری انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی تصور حیات پر استوار کریں اپنے تعلیمی، معاشی، تمدنی، قانونی اور سیاسی نظام کو قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ڈھالیں اور دنیا کے سامنے اس مثالی نظام زندگی اور عدل و انصاف کا عملی نمونہ پیش کریں جس کیلئے پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ (الحق، جولائی ۱۹۹۱ء)

Marfat.com

کرنا ہے اگر ذکر تو اس جانِ جہاں کا
چلنا ہے تو کونین کے سرورؐ کی طرف چل

پھر منزلِ مقصد نہ ملے تو میرا ذمّہ
دو چار قدم راہِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل

مایوس نہ ہو تیرگیٔ رنج و الم سے
اے رہروِ شب صبحِ منوّر کی طرف چل

پھر تشنہ لبی کی نہ کبھی ہوگی شکایت
اک بار ذرا ساقیٔ کوثرؐ کی طرف چل

سامانِ بقا کر لے فنا ہونے سے پہلے
اے قطرۂ ناچیز سمندر کی طرف چل

ہے تجھ کو اگر تیرہ نصیبی کا گلہ کچھ
بڑھ صلِّ علیٰ بختِ سکندر کی طرف چل

ہر سمت جہاں پر ہے تجلّی ہی تجلّی
اس بارشِ انوار کے منظر کی طرف چل

Marfat.com

باب دوم

بین الاقوامی سیاست اور ملکی نظام حکومت میں سیرت نبویؐ کے تقاضے

اہمیت اور ضرورت

Marfat.com

اب عمل کا وقت ہے، آزمائش کی گھڑی ہے، سیاسی مفادات، جماعتی وابستگی اور گروہی تعصب سے بالاتر رہ کر سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و بالادستی کے لیے نظامِ شریعت کی منظوری، ترویج اور نفاذ کے مرحلہ میں بھرپور کردار ادا کر کے دنیا و آخرت کی سرخروئیاں حاصل کیجئے ورنہ خدا نہ کرے کہ کل بارگاہِ صمدیت میں جواب بھی نہ بن سکے!

Marfat.com

اسلامی انقلاب کا واحد راستہ

منصبِ نبوّت پر اعتماد اور انقیاد

ذیل کا مضمون بھی ماہنامہ "الخیر" ملتان کے ایڈیٹر مولانا محمد ازہر کے مکتوب "آپ کے نزدیک ربیع الاوّل" کی مناسبت سے قوم کے نام کوئی خصوصی پیغام یا دستور العمل جو ہمیں ذلت و ادبار کی موجودہ دردناک صورت سے نکال سکے، ہو تو اس کے لیے "الخیر" کے صفحات حاضر ہیں" کے جواب میں لکھا گیا۔

ربیع الاوّل کے مقدس اور مبارک مہینہ میں سیرت نبوی کے بیان و توضیح، تبلیغ و اشاعت، ریسرچ و تحقیق، وسیع اداروں، عظیم جماعتوں پھر ان کے مختلف النوع پروگراموں، ملکی اور صوبائی سطح پر سیرت کانفرنسوں کا انعقاد، وعظ و خطابت اور جوش و جذبہ کی مؤثر اور نئی اداؤں اور مختلف صورتوں میں سیرت سے تعلق و نسبت کے باوصف اُمّت زوال و ادبار، باہمی تشتت و انتشار اور آویزش و افتراق بلکہ لادینیت اور لامذہبیت کی گود میں جا رہی ہے۔

نئی نسل کے صاف ذہنوں میں صالح اقدار اور پیغام نبوت کا بیج بھلنے کے بجائے اباحیت کی تخم ریزی کی جا رہی ہے۔ اذہان کی تعمیر اور سیرت کی تشکیل، صاحب سیرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے عملی نمونے دکھلائے بغیر ہرگز حاصل نہیں کی جا سکتی۔

آپ نے جس بحث و تحقیق کا آغاز کیا ہے اس کی نئی نسل کو خاص طور پر ضرورت ہے

Marfat.com

جب تک پوری قوم کے سامنے، عام افرادِ اُمّت اور سربراہ طبقہ یا قومی سطح پر مستقبل کے معماروں کے سامنے زندگی، تہذیب و تمدن اور عقلِ انسانی پر نبوّت اور حاملینِ نبوت کے احسانات واضح نہ کر دیئے جائیں کہ انہوں نے دنیا کو کیا عطا فرمایا اور ان کے پیغام و نظام اور ان کے انقلابی کردار اور ان پر اعتماد و انقیاد کی بدولت دنیا کیسے رشکِ جنت بن گئی۔ اس وقت تک موجودہ بے راہروی، مادّی اقدار کی غلامی، مغربی طرزِ فکر سے وابستگی، مزاج اور منہاجِ نبوّت سے ناآشنائی اور ظلمت و ضلالت کی یلغار کو نہیں روکا جا سکتا۔

موجودہ حالات و واقعات اور ماحول میں اگر مصلحین اور اصلاحِ انقلابِ اُمّت کے ہی خواہ اپنی ساری توانائیاں اس پر مرکوز کر دیں اور اس سوال کا مدلل طریقہ پر جواب دینے کی کوشش اپنے قوائے فکریہ اور قلب و دماغ پر اس طرح طاری اور مستولی کر دیں کہ برِصغیر پاک و ہند کے تعلیمیافتہ مسلمان اور عامۃ المسلمین اپنی پوری فکر اور کوشش، اپنی تمام مساعی اور حرکات اور اپنے پورے فکر و عمل کو اسی مزاج و منہاج ہی کے قریب کرنے کی کوشش میں پڑ جائیں جس کو انبیاء کرام اور اس کے سرگروہ اور خاتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت حاصل ہے، اور اللہ کے نزدیک صرف یہی طریقہ مقبول اور حقیقی کامیابی کا ضامن ہے۔

اگر آپ حضرات اور آپ کی طرح دینی و علمی حلقے، اسلامی اور دینی انقلاب اور خالص دینِ اسلام کے فروغ کا کام کرنے والی تنظیمیں، سیاسی جماعتیں اور قومی ادارے اپنی ترجیحات میں منصبِ نبوّت کی عظمت، اہمیت و واقعیت اور اسی پر عوام الناس کے اعتماد و انقیاد کی بحالی کی تحریک شروع کر دیں۔ اوّلاً اپنے ذاتی اور گروہی تعصبات جماعتی ہٹ دھرمیوں، سیاسی جکسہ بازیوں اور ضمیر و ایمان کی خرید و فروخت کی متعفن لعنتوں کے قلادوں کو دور پھینک دیں۔ انسانی زندگی، اس کی ترقی کے امکانات اور اس کے وسیع مضمرات کے حقائق، اس کی قدریں اور قیمتیں وہی رکھیں جو انسان ہی کے شایانِ شان ہیں ــــــ ہمارے قائدین، ہمارے علماء، ہماری مذہبی جماعتوں کے امراء اور

Marfat.com

بہی خواہانِ اُمت جن پر افرادِ امت اعتماد کرتے ہیں اور بعض اوقات ان کے اشاروں پر جان بھی نثار کر دیتے ہیں، خدا ترسی سے کام لیں، حق و انصاف کے تقاضے پورے کریں، عامۃ الناس کے ان سے دینی تعلق اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں، انہیں اپنی خواہش اور منشا کا آلۂ کار، اپنی قیادت و سیادت اور مفادات و اغراض کا ذریعہ نہ بنائیں۔

بدقسمتی سے اب لادینیت کے اس طوفانِ بلاخیز میں "کفر از کعبہ برخیزد" کے نقشے سامنے آ رہے ہیں۔ جو لوگ اُسوۂ نبوّت کے فروغ و تشریح کا نمونہ بن سکتے تھے اور جن سے قوم اس لیے وابستہ ہے کہ وہ نبیؐ کے نظام اور اس کے مشن اور کام کا نام لیتے ہیں خود ان کا اپنا دامن تار تار ہے اور انہی کے ہاتھوں سے ہماری مملکت میں دینِ اسلام کو اُلٹی چھُری سے ذبح کیا جا رہا ہے ؎

یہ دورِ سیاست بھی کیا دورِ سیاست ہے
مذہب کی نمائش ہے ایمان کی تجارت ہے

ناقص تربیت، ناتمام اخلاقی ماحول اور بدترین لادین سوسائٹی اور گروہی تعصب اور جتھے بندی نے قائدین کو کوتاہ نظری، خطا کاری، گمراہی اور غلط فہمی میں مبتلا کر رکھا ہے، غلط بیانی، نفس پرستی، بوالہوسی اور انفرادی و اجتماعی انانیت ان کی گھُٹی میں بیٹھ چکی ہے۔ دینی طبقوں میں باہمی سر پھٹول اور عدمِ اعتماد و منافرت نے بدقسمتی سے مسلمانوں کے سر پر طویل بدبختی اور مصیبت لا دی ہے۔

میرا مقصد یہ ہے کہ آپ حضرات جیسے اربابِ علم و دانش اور اعتدال پسند علماء اپنے اخلاص، بصیرت، خلائق دوستی اور احترامِ انسانیت کے جذبات سے کر خالص دینی نقطۂ نظر سے کام شروع کر دیں۔ لینن، سٹالن، برزنیف، گورباچوف اور ان کے ایجنٹ جو کہ انسانی اقدار سے کھیلتے رہے، اسے گیند کی طرح لڑھکاتے اور اس پر ہر روز نئے نئے تجربے کرتے رہے۔ ان کے ان ظالمانہ کرتوتوں کو تاریخ نے محفوظ کر لیا ہے اور آنے والی نسلیں کبھی بھی انہیں معاف نہیں کریں گی۔

Marfat.com

موجودہ دور میں اگر خیر کی توقع اور اُمید کی کوئی کرن نظر آتی ہے، نبوت کا نظام اور کام اگر صحیح معنوں میں کہیں چل رہا ہے تو وہ تبلیغی جماعت کا سلسلۂ خدمتِ دین ہے مگر چیونٹی کی رفتار سے ہاتھی کی یلغار کو نہیں روکا جا سکتا۔ "لادینیت، منافقت، اباحیت، فحاشی اور دجل و فریب کے عفریت کے سامنے بھی تو بند باندھنا ہوگا!" ملک میں دینی قوتوں اور اسلامی معاشرت کی گرفت بہت کمزور ہو چلی ہے، مغرب کی مروجہ لادین سیاست نے اسے مزید شہ بخشی ہے۔

ایسے حالات میں علماء اور صلحاءِ اُمت، دانشورانِ قوم اور مصلحینِ ملت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ خود کو اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے آراستہ کر کے میدانِ عمل میں آئیں تاکہ کم سے کم عقائد اور ایمانیات کی تو حفاظت کی جا سکے۔

محض خطابت، محض جماعت بندی، محض تنظیم، محض جلسہ و جلوس اور محض اسلامی منشور کے اعلان اور نعرہ بازی سے کام نہیں چلے گا۔ لوگ وابستگیوں کو بھی دیکھیں گے، لوگ سوسائٹی کو بھی دیکھیں گے۔ ابنِ خلدون کے الفاظ میں "ہر شخص اپنی سوسائٹی اور ہمنشینوں سے پہچانا جاتا ہے۔" اب عمل اور عشقِ رسولؐ اور منصبِ نبوّت پر اعتماد اور منہاجِ نبوّت سے وارفتگی اور جنون کی حد تک اس پر پختگی اور استقامت کی ضرورت ہے مگر موجودہ نقشہ تو آپ کے سامنے ہے ؎

لُبھاتا ہے دل کو کلامِ خطیب — مگر لذتِ شوق سے بے نصیب
کلام اس کا منطق سے سُلجھا ہوا — لغت کے بکھیڑوں میں اُلجھا ہوا
وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد — محبّت میں یکتا حمیّت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھو گیا — یہ سالک مقامات میں کھو گیا

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
مسلماں نہیں خاک کا ڈھیر ہے

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتماد، منصبِ نبوت کا پورا انقیاد اور باہمی اتحاد سیرتِ نبوی کا جوہر ہے جس پر حسنِ انجام، دنیا کی سعادت اور آخرت کی نجات کا

Marfat.com

دار و مدار ہے۔ جس سے صحیح اخلاق، صالح تہذیب، بندے کو خدا سے ملانے والی عبادات اور جامع نظام کی تشکیل اور تکمیل ہوتی ہے۔ اس میں تھوڑی سی کمزوری، ضعف الاعتقادی اور معمولی سی لغزش کی تلافی بھی بہت مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتی ہے۔ جب تک مصلحینِ امت، جب تک دینی جماعتوں کی قیادت اور جب تک راہنمایانِ ملت میں سیرتِ نبوی کا مطلوبہ انقلاب نہیں آتا یا کوئی خالص دینی قیادت نہیں ابھرتی جو امانتدار، گمراہیوں اور غلطیوں سے پاک، لالچ اور نفع اندوزی اور مادّی معاوضوں سے بری ہو، جو خواہشات سے مغلوب اور جذبات سے متاثر نہ ہوتی ہو جو محض اپنی رائے، ناقص معلومات اور محدود تجربوں اور ذاتی مصلحتوں کے تحت فیصلے نہ کرتی ہو تب تک خالص اسلامی انقلاب کی توقع عبث ہے۔ میدان خالی ہے، امت کو بھرپور علمی و دینی اور خالص اسلامی قیادت کی ضرورت ہے ؎

گوئے توفیق و سعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں در نمے آید سواراں راچہ شُد

Marfat.com

قومی سیاست اور ملکی نظامِ حکومت میں سیرتِ نبویؐ کی اہمیّت

ماہنامہ الخیر کے مدیرِ شہیر حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہٗ نے اپنے ایک مفصل مکتوب میں احقر کو لکھا کہ: "آنجناب کے نزدیک سیرتِ طیبہ کا وہ کونسا خاص سبق اور بنیادی نقطہ ہے جسے ترک کرنے کی وجہ سے اُمت ذلّت و مسکنت کے آخری کنارے پر آکھڑی ہوئی ہے اور وہ کونسا پہلو ہے جسے بطورِ خاص زندہ کرنے سے دین کے دوسرے شعبے زندہ ہو سکیں گے"؟ ذیل کا مضمون اُسی سوال کا جواب ہے۔

حامداً و مصلیاً۔ برادرِ گرامی قدر مخدوم محترم حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدیر ماہنامہ "الخیر" ملتان

سلام مسنون! اُمید ہے کہ مزاجِ عالی بخیر ہوں گے، آپ کا گرانقدر مکتوب گرامی میرے سفرِ بلوچستان کی وجہ سے آج یہاں کوئٹہ میں موصول ہوا اس لیے جواب میں بھی تاخیر ہوئی کہ خط کے موصول ہونے میں تاخیر ہوئی تھی تاہم ؎

مَیں گو رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

مجھے یہاں آئے ہوئے آج چوتھا روز ہے، بلوچستان کے مختلف اضلاع کا دورہ ہوا مشائخ علماء، اربابِ مدارس، طلبہ، مدرسین، وکلاء، دانشوروں، سیاستدانوں، ممبرانِ اسمبلی، بعض وزراء، صحافیوں اور عامۃ المسلمین سے ملاقاتیں رہیں۔ تبادلۂ خیال، افہام و تفہیم، خطابات،

Marfat.com

کچھ سننے اور سنانے کے خوب مواقع ملتے رہے ——— اور اب ذہن پر یہاں کے حالات اور مذہبی اور خالص دینی اعتبار سے اضطراب اور پریشان کن تخیلات کا تسلط ہے، ممکن ہے تحریر میں اس کی عکاسی اور جھلک غالب رہے، تاہم یقین ہے کہ قومی اور ملی اعتبار سے اہلِ وطن کے مستقبل اور سیرتِ رسولؐ کے اُسوۂ نجات ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ اسے نافع بنائے گا۔ ممکن ہے بعض طبائع کو میری تحریر کے بعض جملوں سے تکدر ہو مگر محترم! جو چیز ظالم حکمرانوں، ڈکٹیٹروں اور آمروں کے لیے باعثِ لعنت و ملامت تھی وہی چیزیں دیگر سیاستدانوں، حکمرانوں، قومی راہنماؤں بلکہ مذہبی زعماء کے لیے کیونکر باعثِ عزت و شرافت قرار دی جاسکتی ہیں یا اس پر سکوت اختیار کرکے آخر کون ایسا مسلمان ہوگا جو خود کو شیطانِ اخرس (گونگے شیطان) کے کردار میں رکھے گا؟

آپ نے ربیع الاول میں خصوصی پیغام یا سیرتِ مطہرہ کے موضوع پر کچھ کہنے کا حکم فرمایا ہے۔ کیا کہا جائے اور کیا کیا جائے کس کے سامنے دردِ دل رکھا جائے؟ ؎

میں اپنا رونا روؤں جا کر سامنے کس کے
رہا کون اپنے آنسو پونچھنے والا ہے رونے میں

سیرتِ مطہرہ جو عملاً متروک و مظلوم اور پاکستان کے مذبح خانے میں اُلٹی چھری سے ذبح کی جا رہی ہے تو جناب یہ بھی اغیار نہیں بلکہ اپنے کر رہے ہیں ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

کچھ ایسے ہی جذبات ہیں اور اس قسم کے احساسات ہیں جو بلوچستان کی فضا میں قلب پر وارد ہوئے اور دل و دماغ پر اُبھر اُبھر کر سامنے آرہے ہیں ——— بہر حال جو کچھ بھی بتوفیقِ الٰہی بن پڑا عرض کیے دیتا ہوں، تعمیلِ حکم کی سعادت بھی حاصل ہو جائے گی۔ لائحہ عمل کوئی ایسا نہیں جس کے لیے تجاویز کی ضرورت ہے، "مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ" کے خطوط واضح ہیں ——— بہر حال اگر کسی دل والے نے توجہ سے بات سن لی تو شاید اصلاحِ احوال کے عملی طور پر مفید کردار بھی سامنے آجائیں۔

Marfat.com

اہلِ پاکستان کی عالمی رسوائی

قومی اور ملکی حالات، اہلِ پاکستان کی عالمی رسوائی دینی اور مذہبی اعتبار سے زبوں حالی اور تنزل و انحطاط غرض شاید ہی کوئی ایسا پہلو ہو جس پر اہلِ دل، اہلِ بصیرت اور اربابِ علم و کمال حیران اور ششدر اور بعض مایوس اور ناامید ہو کر نہ بیٹھ گئے ہوں۔ نظرِ عمیق سے دیکھا جائے تو یہ دینِ توحید کے خلاف ایک خطرناک یہودی سازش ہے جو بظاہر کامیاب ہوتی نظر آ رہی ہے اور خود ہمارے نادان دوست دانستہ یا نادانستہ طور پر اسکے آلۂ کار اور ذریعہ استعمار بنتے جا رہے ہیں۔

آپ نشریات کو دیکھیں، ریڈیو اور ٹیلیویژن کی ترجیحات کو دیکھیں، اخبارات کی کی ہیڈ لائنوں، شہ سرخیوں اور قومی راہنماؤں کے بیانات کو دیکھیں، سیاست کے اکھاڑوں میں پہلوانوں کی کبڈی اور باہمی منازعات کو دیکھیں، ممبرانِ اسمبلی ہی نہیں راہنمایانِ قوم کے ضمیروں کی خرید و فروخت، چڑھتی ہوئی قیمتوں اور اس کے پس منظر اور اسباب کو دیکھیں، قوم کی سادہ لوحی، غفلت، ناسمجھی یا ان کے ذاتی مفادات کو دیکھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ صرف تعبیرات اور اصطلاحات کے قدرے تغیّر سے پھر سے اقوامِ کہن کے خدایانِ کہن کو جمع کر دیا گیا ہے جن کی جاہلی دور کے انسانوں نے پوجا کی تھی، ان کے اصنام اور مجسمے تراشے تھے، ان کے نام پر ہیکل اور معبدوں کی تعمیر کی تھی۔ اب بھی ان اصنام کا اثر صرف تاریخ کے اوراق یا مشرکین کے کردار و اعمال تک محدود نہیں بلکہ اب کی معاشرت، شعر و ادب، صحافت بالخصوص قومی سیاست اور جوڑ توڑ کی عملی ترجیحات میں بھی سرایت کر چکا ہے۔

جاہلیتِ قدیمہ یا مختلف طبقات اور سیاسی جماعتوں کا ذوقِ صنم گری

آپ ارضِ پاک کے اطراف و اکناف چھان ماریں، سیاسی جماعتوں اور کارکنوں کے دلوں کی دھڑکنوں کو ٹٹولیں، راہنماؤں کے مفادات پر نظر دوڑائیں، اُن کی وابستگیوں کی تحقیق کریں، اُن کے اعمال کا جائزہ لیں، عوامی اور عمومی جہالت کو پرکھیں، علم و عمل کی میزان سے تولیں، خالی الذہن ہو کر خوب سوچ سوچ کر عدل و انصاف کے ترازو میں سب کو تولتے جائیں، کونہ کونہ چھان ماریں تو آپ بھی میرے ساتھ اس نتیجہ پر متفق ہو جائیں گے کہ مملکتِ عزیز پاکستان میں بھی جاہلیتِ قدیمہ اور ہر شہر و دیار اور ہر زمانے

Marfat.com

کے بُت جمع کر دیئے گئے ــــ آج یہاں مصریوں کے دیوتا بھی ہیں اور تبع کے خدا بھی، یمن کے الٰہ بھی اور جاہلیت کے معبود بھی، وادئ فرات کے پروردگار بھی اور وصل و فراق کی دیویاں بھی، الغرض سبھی کو اسی محفل پاک میں گھسیٹ لایا گیا ہے۔ سب کی شکلیں اور ظاہری صورتیں مختلف ہیں تاہم مختلف قوموں، طبقات، گروہوں اور پارٹیوں کے ذوقِ صنم گری کا پتہ دیتے ہیں۔ کسی نے تلوار اٹھا رکھی ہے تو کسی نے تیر کھینچ لیا ہے، کسی نے ذراتی اُلارنا شروع کر دیا ہے تو کوئی ترنگا لہرا رہا ہے۔ غرض ہیئت کچھ بھی ہو حالت سب کی یکساں ہے، سب کے سب "سیرتِ مصطفوی" سے کانپ اور متفرار ہے ہیں جو ان کے خلاف بغاوت اور انقلاب کا سبق پڑھاتی ہے جس نے اُنکی عیش و عشرت کو حرام کر دیا ہے جس نے ہمیشہ بتوں اور بُتوں کی خدائی اور اصنام کی جاگیر داری کو ختم کر کے توحید کی اساس پر ایک نئی دنیا آباد کی۔

بہرحال خدا بھلا کرے متحدہ علماء کونسل کا کہ نعرۂ حق بلند کیا، چراغِ رحمت جلا دیا، الحاد کے خلاف اتحاد کی مہمیز مہیا کر دی ــــ لہٰذا سب معبودانِ باطل خواہ اقتدار کا بُت ہو یا وزارت اور قومی سیاست اور ذوقِ سیادت کا بُت ہو یا رفض و عداوتِ صحابہؓ کا بُت ہو، سب کے سب ذکرِ حق سے خائف اور "ضربِ خلیل" سے ناخوش ہیں۔

گذشتہ ہفتہ احقر صوبہ بلوچستان کے دورہ پر تھا مختلف اضلاع اور وہاں کی سرکردہ شخصیات، سیاستدانوں، صحافیوں، قومی راہنماؤں، علماء، ممبرانِ اسمبلی، وزراء اور مختلف مکاتبِ فکر کے زعماء سے تبادلۂ خیال ہوا، جلسے اور اجتماعات بھی ہوئے، پریس کانفرنسیں بھی ہوتی رہیں اور ۸ ستمبر کو صادق شہید پارک کوئٹہ میں متحدہ علماء کونسل کا ایک عظیم الشان تاریخی جلسۂ عام بھی ہوا۔

اہلِ بلوچستان کی متصلب دینی فکر پر بے دینوں کی یلغار

احقر کا ذاتی اور مجموعی تاثر یہ رہا اور اس کی پشت پر احقر کے پاس ذاتی مشاہدات کے بدیہی دلائل ہیں کہ بلوچستان جیسے متصلب دینی صوبہ میں بھی "سوشلسٹ"، کیمونسٹ، لادین حکمرانوں سمیت تمام دہریئے اور روسی اور خمینی گماشتے اور جاہلیت قدیمہ

Marfat.com

کے علمبردار خوش ہیں اور خوشی سے بغلیں بجا رہے ہیں، باہمی مبارک سلامت کا شور ہے ان کے ہاں ایک جشن کا سا سماں ہے۔ سب دینی قوتوں اور اسلامی اور دینی فکر پر یلغار کر کے اسے سبز باغ دکھانے میں کامیاب ہو چکے ہیں، سب نے اپنے اپنے معبودانِ باطل کو خوشخبریاں سنائیں اور سب نے بلوچستان سمیت تمام پاکستان میں دینی قوتوں کے لُٹ جانے کو اپنے اصنام اور مذموم مقاصد اور غیر ملکی کام کے حق میں فالِ نیک سمجھ کر ان سے کہنا شروع کر دیا ہے لوگو! مبارک ہو انسان پھر سے خدا سے بھاگ آیا ہے، ادیانِ سماویہ کو ٹھکرا کر پھر سے ماضی کی خرافات، جاہلی روایات اور خالصتہً مغربی شیطانی سیاست اور نفسانی مفادات کے حصول کی طرف علم و نظر کی وسعت اپنی بہترین صلاحیتیں اور فکری کاوشیں ہماری عزت بڑھانے، ہماری دوکان چمکانے اور ہماری ترجیحات اور ہمارے فکر و نظر کے نتائج و ثمرات کے فروغ اور ہماری عظمتوں کی دریافت کے لیے لوٹ رہا ہے۔

معبودانِ باطلہ کے ہاں مسرتیں سب بُت خوش ہیں سیاست کا بُت، جمہوریت کا بُت، اقتدار کا بُت، مفادات کا بُت، تہذیب کا بُت، شہرت و جاہ پرستی کا بُت، انانیت کا بُت، خود پرستی اور عجب کا بُت! غرض سب معبودانِ باطلہ خوش ہیں اور سب اسے اپنے لیے اُمید کی ایک کرن یقین کرتے ہیں جو مدت کے بعد اُن کے ویرانے میں چمکی، اور یہ وہ بادِ مراد ہے جو ہماری مسموم اور محکوم ذہنیت، ناتجربہ کار اور ناپختہ سیاست اور اکھڑ مزاجی اور ہمہ دانی اور تکبر و غرور کی فرسودہ سرزمین سے چلی ہے۔ اقبال مرحوم کے الفاظ میں صورتحال کچھ ایسی ہی ہے ؎

گفت مرد و خ آدم از یزداں گریخت
از کلیسا و حرم نالاں گریخت
تا بیفزاید بادراک و نظر
سوئے عہد رفتہ باز آید نگر
روزگار افسانۂ دیگر کشاد
مے وزد زاں خاکداں بادِ مراد

Marfat.com

خدا بیزار نظریات اسلام اور الحاد کا اتحاد

پریس کانفرنسیں ہوئیں، صحافتی نمائندوں اور نوجوانوں کو ایک دوسرے کی طرف گھورتے اور کہتے ہوئے سُنا، بابانگ دہل اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ اب تو انسان نے آسمانوں کو بھی دیکھ لیا مگر خدا وہاں بھی نہیں ملا، یہ اس کا ثبوت ہے کہ خدا نہیں ہے۔ پھر کہنے لگے اور کھل کھل کر اعتراضات جھڑنے لگے، جناب! نظام اسلام کہاں ہے؟ ذرا کوئی ایک جھلک تو دکھا دو؟ لادین سیاسی اتحادوں میں لیڈر دہریئے ہیں اور مشیر علما اسلام، ہم نے اسلام اور الحاد کے اس اتحاد میں خیر و برکت کا کوئی منظر نہیں دیکھا صرف نظریات اور تھیوریاں نہیں، خوشنما وعظ نہیں، ترنم سے قرآن نہیں، جھنڈوں اور زندہ باد کے نعروں سے نہیں، عملی طور پر اپنے طرز سیاست و حکومت اور کردار کے زاویوں میں دکھا دو کہ اسلام کہاں ہے؟ نظام اسلام کہاں ہے؟ غلبہ کس کا ہے، الحاد کا یا اسلام کا؟ ہم نے اپنے کانوں سے سُنا، نو تعلیم یافتہ نوجوان بغیر کسی جھجک کے اعلان کرتا ہے کہ علماء جس خدائی مذہب اور نظام شریعت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ فریب اور تخیل سے زیادہ کچھ نہیں۔

مغرب زدہ سیاست دان اور جدید میکیاولی سیاست

دہریت کے علمبرداروں، مغرب زدہ سیاستدانوں، خدا بیزار صحافیوں اور جمہوریئے کارندوں اور تمام معبودانِ باطلہ کے بزرگ جمہور و سرخیل ہمارے اس قسم کے کردار کو دیکھ کر اپنے تمام ہم شربوں کو مبارکباد دیتے ہیں اور کھلے بندوں تہذیب فرنگ کی بقاء اور سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ فرنگ نے مشرقیوں کو خوب سمجھا اور علم و تحقیق، انکشافات، جدید میکیاولی سیاست، مکروفریب، جھوٹا پروپگینڈہ، دروغگوئی اتہامات حصولِ اقتدار اور مغرب کی ننگی اور لادین جمہوریت سے پیار کے نام پر ہمیں ایک بار پھر زندہ کر دکھایا۔

وہی رئیس الالٰہ سب سے کہتا ہے کہ دوستو! اس سنہرے موقع کو غنیمت سمجھو جو مغرب کے سیاستدانوں، لادینیت کے علمبرداروں، روس کے حاشیہ بردار لادین سیاستدانوں کے

Marfat.com

کرداروں، علماء کی غلطیوں اور کچھ دین کے غمگساروں نے ہمارے لیے فراہم کر دیا ہے۔

آلِ ابراہیمؑ بے ذوق است

وہ آج خوش ہیں اور موجودہ صورتحال کا حقیقت پسندانہ جائزہ لے رہے ہیں کہ اولادِ ابراہیم بھی عقیدۂ توحید، عقیدۂ رسالت اور جامعیتِ اسلام کی حقیقت بھلا بیٹھی، اور خود کو وارثانِ علومِ نبوت کہلانے والے بھی میثاقِ ازل، پیمانِ الست، اطاعتِ رب، شعارِ دین اور غلبہ و نفاذِ شریعت کی خالص محمدی راہوں کو گم کر بیٹھے اور راہِ سنت کی لذتوں کو کھو بیٹھے۔ وہ لادین سیاستدانوں اور مغرب زدہ لیڈروں کی صحبت، قربت، معیت اور ان کے چال چلن اور رنگ ڈھنگ کے اپنانے سے اپنا سب کچھ لٹا چکے، اور روح الامین کے ورد دین اور لذتِ ایمان و یقین کو یکسر حوالۂ نسیان کر چکے اور بقول اقبال مرحوم صورتحال یہ بھی کچھ ایسی ہی ہے کہ ؂

آدم آں نیلی تتق را بر درید ۔۔۔ آنسوئے گردوں خدائے را ندید
در دلِ آدم بجز افکار چیست ۔۔۔ ہمچو موج ایں سر کشید و آں رمید
در نگر آں حلقۂ وحدت شکست ۔۔۔ آلِ ابراہیمؑ بے ذوق الست
مردِ حُر اُفتاد در بندِ جہات ۔۔۔ با وطن پیوست و از یزداں گسست
خونِ اُو سرد از شکوۂ دیریاں ۔۔۔ لاجرم پیرِ حرم زنار بست

اے خدایانِ کہن، وقت است وقت

مغربی جمہوریت اور لادین سیاست کی پوجا اور محبت

ایک اور قدآور ہستی نے آگے بڑھ کر سب کو مبارکباد دی اور کہا کہ وہ مومن جو سنتِ رسولؐ کا نمونہ تھا، تعلیماتِ نبویؐ کا دیوانہ تھا اور چراغِ مصطفویؐ کا پروانہ تھا، جو حدود و قیود اور جہات کا کبھی قائل نہ تھا اور نہ خدائے خالقِ کائنات کے سوا کسی کو جانتا تھا، جو صرف نظامِ شریعت کا علمبردار تھا، اس کا جوڑ توڑ، اس کی عداوت و محبت اور اس کا تعلق و انقطاع کی میزان صرف اور صرف شریعت تھی، اب اُس نے سب کچھ ترک کر دیا، اب وہ بھی میکیاولی سیاست اور مغربی جمہوریت کا نام لیوا ہی نہیں

Marfat.com

اب وہ تو اس کی محبت کی دیوی بن چکی ہے، اس نے بھی فرنگی سیاست کی اس دیوی پہ اپنا دین وشریعت اور مذہبی تقدس اور علمی امتیاز کے تمام اختصاصات اس کی بھینٹ چڑھا دیئے ہیں، اب وہ خالص مغربی جمہوریت اور ہر قسم کی لادین سیاست کے ہر پہلو سے محبت ہی نہیں کرتا بلکہ اسے پوجتا بھی ہے، اس کے لیے لڑتا بھی ہے۔ اب وہ کھل کر کہنے لگا ہے کہ عورت کی سربراہی شرعاً جائز ہے مگر عدم جواز کے فتویٰ کے باوجود اسی لمحے ایک ہی سانس میں جمہوری حمل کی اس نومولود کو برقرار رہنے اور اس کے عمل حمل کو جاری رہنے کا مشورہ بھی دیتا ہے کہ جمہوریت کی گاڑی پٹڑی سے نہ اتر نے پائے۔

آزادی، اباحیت، سوشلزم اور دہریت کی فتح

ایک اور معروف بت نے آگے بڑھ کر کہا آج سارا عالم اسلام دانش فرنگ کا اسیر ہو چکا ہے اس کے علاوہ علماء اور شیوخ بھی تقلید مغرب پہ اتر آئے ہیں، بڑے بڑے صاحبانِ علم وفضل اور اہلِ جبہ و دستار بھی کبھی کھلم کھلا اور کبھی پس پردہ ہماری وکیلہ حاذقہ اور ماہرۂ فن سے ملاقات، مذاکرات، بظاہر مخالفت اور اندرونِ خانہ بھرپور معاونت کے عہد کرتے ہیں، اس نے کہا یہ ہمارے لیے سنہری موقع اور ساعتِ سعید ہے، آج خوشی منانے کا حق ہے۔ ایک جرمن اخبار نے بھی لکھا اور اسی بزرجمہر نے بھی کہا کہ دینِ اسلام نے شکست کھائی اور مسلمانوں کا خدا ایک جمہوری حسینہ سے شکست کھا گیا ہے۔ آزادی، سوشلزم، اباحیت اور دہریت کی فتح ہوئی اور کہنے لگا کہ محمد عربی ﷺ کے ایک چراغ کے لیے آج چہار جانب سے سینکڑوں پھونکیں آندھیاں امڈنے لگیں، اس نے صاف کہا اے خداوندانِ دہریت واباحیت اب بے فکر رہو اور اپنے فکری حصے کا اپنا کام کیے جاؤ، ہم اسلام کا نعرہ سنتے ہیں، شور سنتے ہیں، بعض لوگوں کی صورتیں بھی اسلامی دیکھ لیتے ہیں، منشور بھی لکھے ہوئے مطالعہ کر لیتے ہیں، لا الٰہ الا اللہ کی آواز بھی سنتے ہیں لیکن وہ دل کی آواز نہیں بلکہ اس کی حقیقت حرفِ زیرِ لب سے آگے کچھ نہیں، اور جو دل میں نہیں ہوتا وہ زبان پر بھی زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتا۔

سیاست فرنگ نے تاریکی اور ضلالت کی حکومت مسلط کر دی

ایک عظیم ملکی لیڈر نے کہا

Marfat.com

عاداتی بُت آگے بڑھا اور کہا آج پاکستان میں سحرِ فرنگ اور سیاستِ فرنگ نے تاریکی اور ضلالت کی حکومت مسلط کر رکھی ہے اور دین کو بے دخل بنا دیا ہے، دینی جماعتوں میں بھی اب عملاً اس کا کوئی مؤثر کردار باقی نہیں رہا، پھر اُس نے اچھل کر یہ بھی کہا کہ وہ ہمارے مہربان اور پیروکار بہت اچھا کر رہے ہیں جو دنیا چھوڑ کر خلوتوں اور غاروں میں جا بیٹھے ہیں اور تحریک انقلاب اسلامی میں کام نہیں بلکہ اس کے ناکام کرنے کا مبارک کام کرتے ہیں، ہم نے اپنے غلاموں کو مطلق تصرف اور کامل آزادی بخشی ہے اور طاعت و عبادت کے بوجھ سے انہیں سُبکدوش کر رکھا ہے۔ ہم نے سنجیدہ عبادت نظامِ شریعت اور خالص اسلامی انقلاب کے بدلے گانے اور بجھن کو رواج دیا ہے، رقص و سرود کو مقدس بنا دیا ہے، ہم ایسی بے مزہ نماز کے قائل ہی نہیں جس میں نغمہ اور موسیقی نہ ہو۔ ہمارا واحد منشور، ہماری تحریک، ہماری مساعی اور ہماری تمام کوششوں کا واحد ہدف ایک ہی ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبرؐ کی سیرتِ اصلیہ صحیح معنوں میں مسلمانوں کے اجتماعی نظام اور طریقہ ہائے سیاست میں نہ آنے پائے اور اس میں ہم کامیاب رہے ہیں۔ کہنے لگا ؎

در جہاں با نا آمد ایام طرب — دین ہزیمت خورد از رنگ و نسب
از چراغِ مصطفےٰؐ اندیشہ چیست — زانکہ اُورا پف زند صد بولہب
گر چہ مے آید صدائے لا الٰہ — آنچہ از دل رفت کے ماند بہ لب

اے خدایانِ کہن، وقت است وقت

مَیں نے یہ سارا منظر دیکھا اور آپ بھی سب کچھ دیکھ رہے ہیں ایسے حالات میں مردانِ دلاور اور محبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض بنتا ہے کہ سر پہ کفن باندھ کر میدانِ عمل میں اُتریں اور تحریک انقلابِ اسلامی کے عمل کو آگے بڑھائیں۔

(ماہنامہ "الخیر" ملتان، ربیع الاوّل ۱۴۰۹ھ)

Marfat.com

مدیر "الخیر" کے مکتوب کے جواب میں

حالاتِ حاضرہ اور سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے

ترویجِ سیرت کی آئینی جدوجہد، مخالفت اور موافقت کے تناظر میں اور نام لیوانِ سیرت کی ذمہ داریاں

سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چودہ سو سال سے لکھا جا رہا ہے۔ تاجدارِ ختمِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال، ارشادات اور طرزِ ادا کا وہ کون سا پہلو ہے جس کو انسانیت کے کسی نہ کسی طبقہ کے لیے معمول نہ بنا دیا گیا ہو۔ جب تک سیرت پر عمل رہا اُمت کی وحدت بھی رہی، مادّی و رُوحانی غلبہ بھی رہا، مذہبی سیادت اور سیاسی قیادت بھی رہی۔ مگر جب سے عمل کے بجائے قول اور کردار کے بجائے گفتار کی روِش آئی تباہی اور انفرادی و اجتماعی رسوائیاں بھی ساتھ لائی۔

دل خون کے آنسو روتا ہے، قلم کو یارا نہیں، دردِ دل کیسے زیبِ قرطاس کر دوں؟ سیرت کے نام لیوا، سیرت کا پرچار کرنے والے، سیرت کے نام پر اپنی عزتیں بنانے والے، گستاخی معاف! سیرت کے نام پر روٹیاں کھانے والے، ما و شما صاحبِ سیرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ ختمِ نبوت میں حاضری کے موقع پر کس منہ سے جائیں گے اگر تاجدارِ ختمِ نبوت نے یہ فرما دیا کہ:۔

"میری سیرت کے اجتماعی اور آئینی نظام کے مربوط اور جامع قانونی خاکہ "شریعت بل" کے سلسلہ میں جب پارلیمنٹ میں منظوری و نفاذ کا مرحلہ پیش آیا تو امریکہ اور امریکی اشاروں کے گندے بندے اسے ڈائنامیٹ کر دینے

Marfat.com

کی منصوبہ بندی کر رہے تھے، حکومت منافقت کی چال چل رہی تھی، مرزائی، پرویزی، منکرینِ حدیث، دشمنانِ صحابہ، بیوروکریٹس اور فاحشہ عورتیں ڈنکے کی چوٹ کھلے بندوں اس کی صرف مخالفت ہی نہیں بلکہ استہزاء و تمسخر اور مذاق بھی اڑا رہی تھیں، ایسے حالات میں تمہارا انفرادی اور اجتماعی کردار کیا تھا؟ میرے تواب بھی اُس تصوّر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ضمیر کی آواز جھنجھوڑتی ہے ؎

کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

شاید آپ سیرت نمبر نکال رہے ہیں یا ربیع الاوّل کی مناسبت سے سیرت پر مضمون چاہتے ہیں، جونسی صورت بھی ہو تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع اور کامل سیرت حالاتِ حاضرہ میں بھی امت کی وحدت اور مکمل نجات و فلاح کا ذریعہ ہے۔ موجودہ حالات میں اُسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تعلیماتِ نبوت کی روشنی میں امت کو سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شاہراہ کی راہنمائی، وارثانِ علوم نبوت کی اوّلین ذمہ داری ہے۔ مجھے آپ کے خط سے مسرت ہوئی کہ آپ اُمّت میں اس احساسِ ذمہ داری کی انقلابی اور مؤثر انگیخت چاہتے ہیں۔ آپ جسے سیرت رسولؐ کہتے ہیں ۱۹۷۷ء کی قومی اتحاد کی تحریک نے اسے نظام مصطفےٰؐ سے تعبیر کیا تھا، حضرت لاہوریؒ اسے نظام شریعت کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے، جسے اب حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ نے "شریعت بل" کے نام سے ترتیب دے کر اپنے برخوردار مولانا سمیع الحق، مدیر "الحق" اور مولانا قاضی عبداللطیف کے ذریعے پارلیمنٹ میں پیش کر دیا ہے۔ اس بل کے منظور اور نافذ ہونے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اجتماعی، سیاسی اور آئینی حصہ کو قانونی تحفظ مل جائے گا، اب "شریعت بل" نام لیوانِ سیرت رسولؐ کیلئے ایک معیار اور کسوٹی بن چکا ہے۔ اگر سیرت کی عملی جدوجہد میں ہمارا بھرپور حصہ ہے تو مبارک صد مبارک! اور اگر دامن اس سے خالی ہے تو سیرت پر تحریر و تقریر اور سیرت منانے سے فائدہ کیا؟ کہیں مزید اتمام حجت تو نہیں

Marfat.com

دور ہا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت صرف منانے کیلئے نہیں اپنانے کیلئے ہے۔
برادرم محمد ازہر صاحب! شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ فرمایا کرتے تھے کہ
جو علماء حالات حاضرہ میں قرآن اور سیرت رسول ؐ سے اپنی راہ متعین نہیں کر پاتے اور اُنکی
روشنی میں قوم کی راہنمائی نہیں کرتے تو درحقیقت یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے قرآن اور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ظلم کر رہے ہیں"۔ اُمت اس وقت جس ابتلاء اور آزمائش کے
دور سے گذر رہی ہے آپ اُس سے زیادہ باخبر ہیں۔

جب سے ایوانِ بالا (سینٹ) میں نفاذِ شریعت بل پیش ہوا ہے تب سے اس کی حمایت اور مخالفت میں صف بندی بھی مضبوط ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ "شریعت بل" کے فوری نفاذ اور مکمل طور پر منوانے کے حق میں ۲۲ دینی جماعتوں کا متحدہ شریعت محاذ قائم ہو چکا ہے۔ اکابر علماء، مشائخ عظام، مفتیانِ کرام، دینی قوتیں، مذہبی و تبلیغی حلقے، سیاسی کارکن، اربابِ بصیرت و دانشور، جذبۂ انقلاب، اُمت اور دینی درد سے سرشار مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے عامۃ المسلمین اور ملک کے جسور و غیور اور جمہور باشندے شریعت محاذ کے پلیٹ فارم پر متحد ہو کر "شریعت بل" کی حمایت میں مطالبات، قرار دادیں، کنونشن، کانفرنسیں، چھوٹے بڑے جلسے جلوس، پُرامن احتجاجی مظاہرے اور ۹ جولائی کو پارلیمنٹ کے سامنے لاکھوں مسلمانوں نے تاریخی اور عظیم الشان مظاہرہ کر کے حکومت پر یہ واضح کر دیا ہے کہ اب انہیں حکمرانوں سے بغیر کسی خوش فہمی، ذہنی و سیاسی رشوت اور لگی لپٹی کے "شریعت بل" کو منظور کرا کے مکمل طور پر نافذ کرانے کا آخری مرحلہ طے کرنا ہے۔

چالیس سال کے مسلسل تجربات کے بعد اب انہیں کسی شخصی جماعتی اور صرف حکومت انقلاب سے کوئی دلچسپی نہیں رہی، انہیں چہروں کے بدلنے سے کوئی سروکار نہیں، وہ "شریعت بل" کے ذریعہ نظام بدلنا چاہتے ہیں، وہ چند افراد اور چہروں کے بدلنے کی بجائے آئینی انقلاب لانا چاہتے ہیں، اس مشن کی تکمیل اور اس عظیم مقصد کے حصول کی خاطر کراچی سے لیکر خیبر تک ملک کے ہزاروں باشندے شریعت محاذ کے پلیٹ فارم پر ہر قسم کے جذبۂ ایثار و قربانی کا عہد کر چکے ہیں۔

Marfat.com

دوسرا گروہ ارباب اقتدار اور لادین سیاستدانوں کا ہے جو آپس کے ہزاروں اختلافات کے باوجود "شریعت بل" کی مخالفت پر اجماع کر چکے ہیں، دونوں طبقوں کو "شریعت بل" کی منظوری و نفاذ سے اپنا مستقبل تاریک، ناپاک عزائم کی تذلیل اور سیاسی موت نظر آ رہی ہے وجہ ظاہر ہے کہ "شریعت بل" کے پاس ہونے سے نظام بدلے گا، آئین بدلے گا، معاشرتی تبدیلیاں واقع ہوں گی، اصلاحی معاشرہ کے سانچے بدلیں گے۔ حکمران ہوں یا سیاستدان، عوام ہوں یا راہنما کسی کی بھی من مانی اور بدعنوانی نہیں چلے گی، شراب و کباب اور زنا و بدکاری کے اڈے ختم ہو جائیں گے، قانون کے محافظوں کے ہاتھوں قانون کا جنازہ نہیں اُٹھ سکے گا۔ سیاست کے عنوان سے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی منصوبہ بندی نہیں چل سکے گی ماسکو اور لندن میں ملک کے سادہ لوح عوام کے سروں کا سودا نہیں ہو سکے گا، سیاستدانوں کے اشارے حکمرانوں کی سرپرستی اور وزراء کی ہمت افزائی سے بے حیا، اوباش، غیرت و حیا سے عاری اور شرم انسانیت خواتین کے ذریعہ ملک کے سب سے بڑے ادارے قومی اسمبلی تو کجا کسی چھوٹی سی چھوٹی کچہری کے سامنے بھی "شریعت بل" مُردہ باد کے نعرے لگوا کر خساست، خباثت، اور رذالت کا ننگا ناچ نہیں نچوایا جا سکے گا۔

جب شریعت بل منظور ہو کر نافذ ہو گا تو انصاف جنس بازار بن کر نہیں بک سکے گا اور نہ اس کی سرِ عام خرید و فروخت ہو سکے گی اور نہ اس میں سستے اور مہنگے کا امتیاز باقی رہے گا، انگریز کی وراثت میں جو لعنتی نظام پیچیدہ اور طویل عدالتی طریق کار مملکتِ پاکستان کا مقدر بن چکا ہے۔ "شریعت بل" اس کی سراسر ضد ہے جو مغربی نظام کی طویل رات کے بعد صبح اُمید ہے۔ جمہوری نظام ہو یا مارشل لاء، حکمران بدلتے رہے مگر نظام وہی رہا جسے انگریز نے رکھا، ہر آنے والا حکمران پہلے سے بدتر ثابت ہوا، ایوبی اقتدار اور بھٹو شاہی دور میں انگریزی ورثہ میں سنبھالے ہوئے نظام کی چیرہ دستیاں اور بڑھ گئیں، سرکاری ریکارڈ بدلتے رہے، کاغذاتی تعلیمی عمارتیں بنتی رہیں، فرضی ٹرینیں چلتی دکھائی گئیں، قانون کے چور دروازوں نے قومی اور ملی ڈاکوؤں کی حوصلہ افزائی کی، جب بھی ارباب اقتدار کو اپنے تحفظ کی ضرورت پڑی اُسی وقت اسمبلی بلا کر اور ممبران سے اپنی خواہشات و ضروریات کے مطابق قانون میں ترمیم کر کے اپنی کرسی مضبوط

Marfat.com

کرلی، سیاستدان جب چاہتے وفاداریاں بدلتے رہے۔ ننگِ وطن، ننگِ قوم، ننگِ ملت کردار اور بیرونِ ملک جاکر علی الاعلان اور صریح سودا بازی کے باوجود قانون کی گرفت سے باہر رہے ——— اسلام اور اخلاقی قدروں کا حلیہ بگڑتا رہا، دینِ اسلام مظلوم رہا، حکمرانوں کے اشاروں سے اس کی درگت بنتی رہی، طالع آزما اور سیاستدانوں کی کھلم کھلا ختمِ نبوت کے ڈاکوؤں کی سرپرستی اور لادین قوتوں کی علی الاعلان حمایت کے باوجود ان کی سیاسی ساکھ کو بدستور باقی رکھا گیا ——— جبکہ نظامِ شریعت، شریعتِ بل جس کا آئینی خاکہ ہے، میں حکام اور عوام کا ضابطہ اور رابطہ بڑی خوبی سے چلتا ہے، عدل وانصاف کا بول بالا رہتا ہے۔ بڑے بڑے افسر، وزراء اور سربراہِ مملکت تک ایک عام شہری کی طرح عدالت میں پیش کیے جاسکتے ہیں، عوام کے حقوق پر آئین سازی کے ذریعے ڈاکے نہیں ڈالے جاسکتے، سیاست کے عنوان سے ضمیر کی سودا بازی نہیں کی جاسکتی، آئینی اقدار اسلامی اخلاق، معاشرتی حقوق اور اسلام کے کسی بھی حکم یا قانون کو بازیچۂ اطفال نہیں بنایا جاسکتا۔ فتنوں کی سرپرستی، مرتدوں کی حوصلہ افزائی اور انتشار پسندوں کی ہمنوائی کے سارے راستے بند کر دیئے جاتے ہیں، اسمبلیاں اور ملک کی سب سے بڑی عدالت تک اسلام کے قانونِ عدل کی پابند رہتی ہیں۔

"شریعت بل" پاس ہونے سے نہ بوگس الیکشن ہوسکیں گے نہ فرضی نتائج نشر ہوں گے اور نہ فریقِ مخالف کی ڈنڈوں اور انڈوں سے تواضع کی جاسکے گی، عدالتوں کے جج اور محکموں کے افسروں پر ترقیوں، لالچ، سزا کا خوف اور کسی قسم کا دباؤ ڈال کر انہیں بے ضمیری اور بے ایمانی پر مجبور نہیں کیا جاسکے گا، عدلیہ کی آزادی اور عظمت واہمیت پر کبھی بھی کوئی آنچ نہیں آسکے گی، بیوروکریٹس یا پیشہ ور سیاستدان کسی بھی عنوان سے غریبوں، بیکسوں اور بے بسوں کا خون شیرِ مادر کی طرح نہیں پی سکیں گے، ایسے مہذّب درندوں کا قلع قمع کر دیا جائے گا جن کے ہاتھوں سے اپنوں کی عزت وعصمت بھی محفوظ نہیں رہتی، ہوا کے رُخ پر چلنے والے راہنماؤں کی سیاست بھی ناکام ہوجائے گی، جھوٹے وعدوں اور منافقت کی حکومت بھی تاراج وبے نام ہوجائیں گی "شریعت بل" کے ذریعہ منافقانہ حکومت اور لادین سیاستدانوں کی میکیاولی سیاست کے ناکام اور بدترین نظام کا استحصال کر کے خالص آسمانی وروحانی اور قرآنی

Marfat.com

نظام قائم کر دیا جائے گا۔"شریعت بل" کسی فرد یا پارٹی یا محض اقتدار کی تبدیلی نہیں بلکہ تبدیلئ نظام اور فلسفۂ ولی اللہی کے مطابق فکِّ کل نظام کا ترجمان و علمبردار ہے، اس کے پاس ہونے کی صورت میں اقتدار پر وہی آئے گا جسے شریعت قبول کرے گی، سیاست اُس کی چلے گی جس پر شریعت کی چُول فِٹ آئے گی۔

"شریعت بل" کے محرکین اور متحدہ شریعت محاذ کے قائدین ہوا کے رُخ پر چل کر اپنی عاقبت نہیں برباد کر رہے بلکہ سیاسی فضا کی ناہمواری کے باوجود "شریعت بل" کے ذریعے فکِّ کُل نظام کے مؤقف پر مضبوط و مستقیم ہیں، مردانِ حُر ایسا ہی کرتے ہیں ؎

نازکیا ہے اس پہ کہ بدلا ہے زمانے نے تجھے
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

نبوّت کا پیغام، اسلام کی رُوح، ملک کی بقاء اور ذریعۂ استحکام صرف اور صرف شریعت کا نظام ہے جسے ہم سیرتِ رسول کے اپنانے اور "شریعت بل" کے عنوانے سے تعبیر کر چکے ہیں اب عمل کا وقت ہے، آزمائش کی گھڑی ہے۔ سیاسی مفادات، جماعتی وابستگی اور گروہی تعصّب سے بالاتر رہ کر سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و بالادستی کے لیے "شریعت بل" کی منظوری و نفاذ کے مرحلہ میں بھی بھرپور کردار ادا کر کے دنیا و آخرت کی سُرخروئیاں حاصل کیجیے ورنہ خدا نہ کرے کہ کل بارگاہِ صمدیت میں جواب بھی نہ بن سکے ؎

ابھی سے سوچ لو ورنہ حشر کے دن
میرے سوال کا تم سے جوابِ ہو کہ نہ ہو

(ماہنامہ "الخیر" ملتان، دسمبر ۱۹۸۶ء)

Marfat.com

قول و عمل کا تضاد

آج ہم ارباب اختیار، منتخب ہونے والے قائدین اور سیاسی عمائدین (جو ریفرنڈم میں اور اپنی تمام انتخابی مہم میں اسلام اور اسلامی نظام سے وفاداریوں کا عہد کرتے رہے) کے لیے ایک لمحۂ فکریہ کے طور پر یہ سوچنے کی زحمت دلانا چاہتے ہیں کہ جتنی کوششیں نفاذِ اسلام کے نعرہ کے باوجود مغربی جمہوریت، انتخابات کے انعقاد پھر اس کی کنویسنگ اور تکمیل میں کی گئی ہیں۔ کاش ! امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کے نفاذ اور امت کو ان گندگیوں سے پاک و صاف کرنے کے لیے بھی اتنی کوششیں اور ایفائے عہد کا عزم بالجزم کر لیا جائے تو شاید ملک کو استحکام و بقاء اور مظلوم نظریہ پاکستان کو تحفظ کی ضمانت مل سکے۔

انتخابی مہم میں دوسری تکلیف دہ اور مضحکہ خیز چیز قول و عمل کے تضاد اور نفاق کی صورت میں ابھر کر سامنے آئی ہے۔ دینی احکام کے کھلے باغی، مذہبی شعائر کا مذاق اڑانے والے قومی لیڈر دیں نیز ارباب اقتدار نے بھی ریفرنڈم میں اسلام ہی کے نام پر لوگوں کو اپنی طرف بلایا مگر مظلوم نظام اسلام کے جس زینہ سے انہیں بام عروج تک رسائی حاصل ہوئی اب اسی زینہ کو توڑ کر پس منظر میں ڈال دینے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ قول و عمل کا یہ تضاد اگر نفاق نہیں تو اور کیا ہے ؟ منافقت کی ایسی دوغلی پالیسیوں کے باوجود بھی قدرت کی طرف سے ڈھیل، مزید مہلت اور انابت الی اللہ کا بہترین اور سنہری موقع ہے ؏

شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات

نفاذِ اسلام کے نام پر ریفرنڈم اور انتخابات کرانے والے قائدین و عمائدین کو ملکی تاریخ کے اس نازک ترین موڑ پر اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ نظام اسلام کی تشکیل اور نفاذ کا طریق کار بھی وہی ہونا چاہیے جو انبیاء کرام، خلفاء راشدین اور صلحائے امت

Marfat.com

نے اختیار کیا ہے۔ صحیح منزل کا انتخاب اپنی جگہ لائق صد تحسین، مگر جب راستہ غلط ہو تو بجائے کعبہ کے ترکستان جا نکلیں گے۔

اگر اس وقت بھی غفلت، بے جا ہٹ دھرمی اور بے تدبیری سے کام لیا گیا تو یقیناً اسلام دشمن عناصر اور باطل قوتیں جو ایک خاص منصوبہ بندی کے ساتھ عرصۂ دراز سے اس ملک میں کام کر رہی ہیں، ایک ایسے روح فرسا انقلاب سے ملک کو دوچار کر دیں گے کہ پھر صحیح راستہ پر گامزن ہونا تو کجا سمتِ قبلہ تک ایک خونی انقلاب سے گذرے بغیر درست نہیں کیا جا سکے گا۔

قوم و ملت کی کامرانی، نظریات اور دساتیر کی کامیابی نیز قوموں کے اُبھرنے اور ترقیوں کی راہ پر گامزن ہونے کا زیادہ تر دارومدار قائدین کے خلوص، حسنِ تدبر اور ان کے جوشِ عمل پر ہوتا ہے۔ اہلِ اسلام بالخصوص پاکستان جیسے نظریاتی ملک کے باشندے تو صرف اور صرف ایسی قیادت کو قبول کرتے ہیں جو انہیں اسلام کی طرف رجوع کی دعوت دے۔ قیادت کسی قوم پر اوپر سے نہیں ٹھونسی جاتی اور نہ وہ کسی مصنوعی طریقہ سے جنم دی جاتی ہے بلکہ فطری طور پر اپنے مخلصانہ کردار سے قیادت خود اُبھرتی اور مسلسل عمل سے نکھرتی چلی جاتی ہے۔

لہٰذا موجودہ ملکی قیادت کا یہ فرض ہے کہ ملکی تاریخ کے اس نئے اور نازک ترین موڑ پر خود کو پرکھے اور یہ فیصلہ کرے کہ اب سے آئندہ کے لیے اس کے نزدیک اسلام کی حیثیت محض ایک نعرہ کی نہ ہو بلکہ انہیں اس بات کا پختہ یقین رکھنا چاہیئے کہ اسلام کو اپنائے بغیر اس ملک کا کوئی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا، لہٰذا قوم کو ہر قسم کے غیر اسلامی افکار و نظریات اور نظامہائے حیات سے بچا کر اسلام کا متبع بنانے کا عزم بالجزم کر لینا چاہیئے۔

اسلام کے نعرہ میں زبردست جاذبیت اور عظیم کشش کے باوجود اب صرف نعرہ سے عوام کو مزید دھوکہ میں نہیں رکھا جا سکتا، اسلام کا نام سنتے سنتے لوگوں کے کان پک گئے ہیں۔ اربابِ اقتدار کو اب بدلے ہوئے حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لینا چاہیئے۔ لوگوں کے سوچنے کا انداز اب پہلے سے کافی حد تک بدل گیا ہے وہ بار بار یہ سوال کرتے ہیں کہ جس طرح اسلام کو کامیابی اور کامرانی کا ضامن اور ایک مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر باور کرایا

Marfat.com

جا رہا ہے اور اگر واقعی یہی یقین ہے تو پھر اپنی ساری قوتیں اس کے نفاذ کے لیے کیوں وقف نہیں کر دی جاتیں؟ قومی اور ملکی سطح پر درپیش مسائل اسلام کے ناخن تدبیر سے کیوں حل نہیں کیے جاتے؟ اب قوم کو ایک ایسی صحتمند اور شادکام اسلامی اجتماعی زندگی سے لذت آشنا ہونے کی ضرورت ہے جس میں روح کا سکون، اخلاق کی پختگی کے علاوہ جسمانی آرام بھی حاصل ہو۔

ظاہر ہے کہ موجودہ قیادت سے یہ حیات آفریں توقعات محض اسلام کا نام لینے سے پوری نہیں ہو سکتیں، اب اس امر کی پہلے سے بھی زیادہ ضرورت ہے کہ ملکی قیادت مکمل اور صحیح اسلام کی علمبردار بن کر میدانِ عمل میں اُترے۔ اگر حکومت واقعۃً اس کام میں مخلص ہے تو اسے ماضی کے تجربات کے علاوہ ملک و قوم اور نظام اسلام کے مزاج اور اس کی نوعیت سے بھی اچھی طرح واقفیت حاصل ہونی چاہیئے۔ حکومت کا فرض ہے کہ ملک کے اندر ماحول کے تقاضوں کو بھی اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرے۔ سب سے زیادہ توجہ ملک کی اسلامی اساس کو مستحکم کرنے کی طرف دینی چاہیئے تاکہ قوم کے اندر فکری اور جذباتی ہم آہنگی پیدا کر کے اسے صحیح معنوں میں ایک ملت بنایا جا سکے۔ اگر خدانخواستہ ربِ غیور کا عنایت فرمودہ یہ سنہری موقع بھی ضائع کر دیا گیا تو پھر نوشتۂ تقدیر بھی وہی ہے جو نوشتہ بر دیوار ہے۔

Marfat.com

اسلامی انقلاب کا تاریخ ساز مرحلہ

مگر نا اہل قیادت کا شرمناک المیہ

حقیقت پسندانہ تجزیہ اور بے لاگ تبصرہ

بعض روایات اور عمومی رجحان کے مطابق ۲۷ رمضان المبارک لیلۃ القدر کی رات ہے ہزار مہینوں کی ایک رات خیر و برکت، توبہ و مغفرت، قوموں کے انفرادی اور اجتماعی جرائم کی بخشش اور نیکی کے عزائم کی پختگی کے مبارک ترین لمحات رب قدیر و غفور کی غیبی نصرتوں اور بے پناہ رحمتوں اور مغفرتوں کے سمیٹنے اور قوم و ملت کی تقدیر بنانے کے قطعی اور موافق حالات اس مبارک رات میں جس طرح میسر آتے ہیں سالہا سال کی طویل ترین مدت میں بھی وہ مہیا نہیں ہو سکتے۔

اسی مبارک تاریخ کو دنیا کے نقشے پر کرہ ارض کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کے نقوش ابھرے تھے اور برصغیر کے مسلمانوں کو دو صدیوں کے اضطراب کے بعد ہمالیہ کے دامن میں پھیلا ہوا ایک ایسا مقدس خطہ زمین میسر آیا تھا جسے وہ اپنی امیدوں اور آرزوؤں کا مرکز بنا کر پوری فکری اور عملی آزادی کے ساتھ اپنی زندگی کو خالص اسلامی خطوط پر استوار کر سکیں اور اسلام کے نام پر حاصل کیے ہوئے اس ملک کو نظام اسلام کا مستحکم حصار بنا کر اسلامی روایات و اقدار کی حفاظت کر سکیں۔

مگر آہ! جس دینی جذبہ، جس ایمانی ولولہ، جن مقدس عزائم اور خالص اسلامی غیرت و حمیت کے ساتھ ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا وہ نا اہل قیادت اور خود غرض حکمرانوں اور مفاد پرست قومی لیڈروں کے مفادات کی بھینٹ چڑھ گیا۔ اجتماعی شعور فنا ہوا، خود غرضی، اقتدار کی رسہ کشی، قومی بے حسی، مغربی تہذیب، عریانی و فحاشی، جھوٹ، سود خوری، دھوکہ بازی، رشوت ستانی، کام چوری، نفس پرستی اور قول و عمل کا تضاد گویا مقصود زندگی بنا دیا گیا۔ نتیجۃً ایک طرف آدھا

Marfat.com

پاکستان گنوا دیا تو دوسری طرف ہمارے دامن میں دین و اخلاق کی جو رہی سہی پونجی تھی اُسے بھی لٹا دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، گویا آزادی کا مطلب یہ لیا گیا کہ قوم کو اسلام اور عقلِ سلیم کی ہر پابندی سے آزاد کر دیا جائے۔

قول و عمل کا یہ تضاد دو قوموں کا نہیں بلکہ ایک ہی قوم اور ایک ہی نسل کا عملی تضاد ہے۔ قومی لیڈر اور ملکی حکمران اوّل روز سے اسلام کے اصلی کام کے بجائے محض نام پر قوم کو دھوکہ دیتے چلے آئے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ کسی بھی حکمران قیادت نے قوم کو مکمل اعتماد اور پورے خلوص و دیانت کے ساتھ صحیح رُخ پر لانے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس پہلو پر کبھی سوچنا تو کجا کچھ سننا بھی گوارہ نہ کیا۔

حکمرانو سنو! اب بھی وقت ہے کہ خدا کی دی ہوئی ڈھیل سے فائدہ اٹھا لو۔ تم اگر چاہتے ہو کہ اس ملک کی تعمیر و ترقی اور مخلصانہ خدمت کی زمام تمہارے ہاتھ میں رہے، یہ صحیح معنوں میں اس ملک کی پریشانیاں ختم ہوں تو خرابیوں کے سرچشمہ کو بند کرنا دراصل مرض کی بیخ کنی کا انتظام کرنا ہوگا۔ پورے خلوص، ایمان اور جراَتِ مومنانہ کے ساتھ ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی اساس کی حفاظت کے پیشِ نظر سینٹ میں علماء کے پیش کردہ نفاذِ شریعت بل کو بغیر کسی لیت و لعل کے منظور و نافذ کر کے خالق و مخلوق کے ہاں سرخروئی اور دنیا و آخرت کی سعادتمندیوں کا اعزاز حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مگر اس سب کچھ کے ذمہ دار تنہا حکمران ہی نہیں بلکہ حکمران ساز عوام بھی ہیں۔ سیاسی و مذہبی جماعتیں، ملک کا حساس و باشعور طبقہ اور ہر شہری اس سلسلہ میں عنداللہ مسئولیت و جوابدہی کا ذمہ دار ہے۔

عام مسلمان بالخصوص علماء و مشائخ عظام اور اسلامی دعوت و انقلاب کا کام کرنے والی مذہبی و سیاسی جماعتوں کے سیاسی عمل کا اصل ہدف خالص اسلام ہی ہونا چاہیئے، ان کا سیاسی نظریہ اور سیاسی کردار ایسی پارٹیوں سے منفرد اور ممتاز ہونا چاہیئے جو سیاست برائے سیاست کے اصول پر میدان میں اُترتی اور اپنے گروہی و جماعتی مفادات کی خاطر ملکی و ملی اور قومی مفادات کو تاراج کر دیتی ہیں۔

Marfat.com

ایوانِ بالا میں علماء کے پیش کردہ شریعت بل، پھر ۲۷ رمضان المبارک سے شریعت محاذ کا حکومت کو اس کی فوری منظوری و نفاذ کا الٹی میٹم، بصورتِ دیگر راست اقدام کی منصوبہ بندی اور ٹھوس لائحہ عمل کے پیشِ نظر توقع تھی کہ تاریخ کے اس نازک ترین دور میں جب ملک موت و حیات کی کش مکش سے گذر رہا ہے اور اس میں اسلام کے وجود و بقا کے لالے پڑے ہوئے ہیں ہماری مذہبی اور سیاسی جماعتیں بھی عامۃ المسلمین کی طرح ذاتی مفادات، گروہی تعصبات، عہدہ و منصب کا لالچ، انا اور شیطان اور جاہ و تکبر کی دسیسہ کاریوں کے چنگل میں آئے بغیر بلند تر اور عظیم تر مقاصد یعنی نفاذِ شریعت کے لیے کام کریں گی۔ اس مشترک اور عظیم مقصد کے حصول میں ان اختلافات کو سدِ راہ نہیں بنائیں گی جن کی حیثیت بہر حال ثانوی ہے۔

۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ کی کامیابی اور عظیم تاریخی انقلابی کارنامہ کے پس منظر میں یہی جذبہ کارفرما تھا مگر افسوس کہ جیسے ہی اقتدار کا چہرہ بدلا سیاسی زعماء اور خود نظام مصطفیٰ کا نام لینے والی بعض مذہبی جماعتوں اور علماء نے بھی منزلِ مقصود کے حاصل ہونے سے پہلے پہلے اپنی اپنی راہ اختیار کر لی اور بزبانِ حال یہ کہہ کر ؎

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا
کیے جاؤ مے خوارو کام اپنا اپنا

قومی وحدت، باہمی اتحاد، ملی یکجہتی و اعتماد اور عامۃ المسلمین کی توقعات کو بیدردی سے کچل دیا جس سے فوجی اقتدار کو زبردست تقویت حاصل ہوئی اور تحریک کا ثمرہ تنہا صدر ضیاء الحق کی گود میں ڈال دیا گیا ع

منزل انہیں ملی جو شریکِ سفر نہ تھے

اسلامی انقلاب کے لیے جہاد اور باہمی اتحاد کے فلک شگاف نعرے ابھی فضا میں گونج رہے تھے، وعدوں اور معاہدوں کی سیاہی ابھی خشک نہ ہونے پائی تھی کہ انکی دھجیاں بکھیر دی گئیں، نظام مصطفیٰ کی راہ سب بھول گئے اور پھر سے پوری فضاء طعن و تشنیع اور سب و دشنام کے غلیظ دھوئیں سے بھر گئی۔

Marfat.com

ابھی یہ زخم مندمل نہیں ہوئے تھے کہ آزمودہ سیاسی شاطروں نے پھر سے نیا پینترا بدلا اور تحریک بحالی جمہوریت کے نام سے قوم کو سڑکوں پر نکال کر محض انقلاب اور بے مقصد انقلاب کے لیے لاٹھیوں، گولیوں اور ظلم و تشدّد کا نشانہ بنانے کی مہم تیز کر دی مگر قوم نے یہ کہہ کر کہ ؎

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دوسرے بارڈر سے جاتے سے خود کو بچالیا اور ایسوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنادیا۔

قوم حکمرانوں کے وطیروں اور سیاستدانوں کی چالوں کو پرکھ چکی تھی، اس پر حکومت کی منافقت ظاہر ہو چکی تھی اور ارباب اقتدار پر انہیں کوئی اعتبار نہیں رہا تھا، وہ مغربی لادین سیاست اور اس کے علمبرداروں کو ٹھکرا چکی تھی، وہ تحریک پاکستان کے شہداء، ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوّت کے پروانوں اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ کے ہزاروں جان نثار نوجوانوں کے لہو و آبرو کا احترام اور نقد صلہ و انعام چاہتی تھی، قوم نفاذِ اسلام کے لیے مؤثر تحریک اور انقلابی نظام کے لیے انقلابی کردار چاہتی تھی۔

اسلامیانِ پاکستان کی دلچسپیوں کا ہدف نہ تو مارشل لاء کا ہٹانا تھا نہ جمہوریت کی بحالی اور نہ اقتدار کی منتقلی یا تبدیلی، اُن کی نگاہیں نظام اسلام کے مخلص اور انقلابی داعیوں کے بے غرض کردار کے تجسس میں تھیں کہ ایسے میں بقیۃ السلف استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی دعوت و تحریک پر ملک کے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ۲۲ دینی و سیاسی تنظیموں اور جماعتوں کے باہمی اتحاد اور اس کے نتیجے میں متحدہ شریعت محاذ کی صورت میں ایک مؤثر تنظیم اور خالص دینی قیادت اُبھری اور داعی کو پہلے ہی مرحلہ میں صدر منتخب کر لیا گیا۔ شریعت محاذ نے قلیل ترین عرصہ میں تحریک نفاذِ شریعت کو پورے ملک میں اور عالمی سطح پر متعارف کرایا۔ چنانچہ اسلامی فکر اور دینی درد رکھنے والے ملکی باشندوں اور بیرونِ ملک باخبر حضرات کے لیے شریعت بل گویا ان کے دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے ——

پاکستان کے سیاسی ماحول میں اختلافات کی کوئی حدود قائم نہیں، شخصی اختلافات یا سیاسی انتقام میں دینی اقدار کی توہین کر ڈالنا ایک فیشن بن چکا ہے۔ حکمران یا ناہی) بات کہنے والے

Marfat.com

سیاسی لیڈر بڑے دھڑلے سے فکرِ آخرت اور خدا کے خوف سے بے نیاز ہو کر یہ کہہ دینے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے کہ "وہ شریعت بل کے مخالف ہیں"۔ اس قسم کے بے بنیاد اور سراسر لغو خیالات کا اظہار کر کے شریعت بل کی منظوری میں رکاوٹ اور نفاذِ شریعت کے عمل میں تعطل کے بدترین المیے سے قوم و ملت کو دوچار کر دینے کو سیاسی فتح اور شجاعت و بہادری کا معیار قرار دیا جا رہا ہے۔ نفاذِ شریعت کے مخلص داعیوں پر کیچڑ اچھالنے کا مشغلہ سستا اور دوسروں کو بدنام کرنے کا عمل آسان و ارزاں ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اخباری بیان بازی کی نہ ختم ہونے والی جنگ بسوس یہاں کی صحافت کا جھومر ہے۔ ایسے ماحول میں نفاذِ شریعت کیلئے اس قدر وسیع تر اور باوقار اتحاد قائم ہونا اور پھر قلیل ترین مدت میں منزل کے قریب ہو جانا، اسے نظامِ شریعت کا معجزہ قرار دیئے بغیر کوئی دوسری توجیہ ممکن نہیں۔

الحمد للہ کہ ملک کی تاریخ میں پہلی مرتبہ خالص تحریک نفاذِ شریعت کے لیے دینی اور اسلامی قوتوں کا فکری اور عملی طور پر ایک مضبوط اتحاد قائم ہو چکا ہے جس کی نظیر ماضی قریب میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتی۔ علماء اور دینی قوتیں اپنے علم و حکمت اور مقام و منصب کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے کسی شاطر سیاست کے مفادات کی بھینٹ چڑھے بغیر ایک مؤثر وحدت اور ناقابلِ شکست قوت بن چکے ہیں۔ علماء کو پاکستان کی چالیس سالہ سیاسی زندگی کا بار بار تجربہ ہو چکا ہے کہ سیاستدانوں نے انہیں ہمیشہ اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنانے کی کوشش کی ہے۔ انہیں علماء ہی کے فکر و علم اور جہاد و عمل کے سہارے اقتدار کے ایوان تک پہنچنے کا سہارا ملا مگر جب مقصد حاصل ہوا تو علم و عمل کی ان مقدس مگر مظلوم سیڑھیوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ علماء کے سہارے اپنی سیاست و سیادت اور حکومت و قیادت کے ایوان تعمیر کیے، مگر جب اقتدار کے وارث ہوئے تو اپنے کندھا دینے والے علماء اور دینی قوتوں کو اسلام کا نام لینے کے جرم میں پابندِ قید و سلاسل کر دیا۔

الحمد للہ کہ اب کی مرتبہ ملکی سیاست کے نباض اور حساس طبقۂ علماء اور ۲۲ مذہبی جماعتوں کے دینی درد سے سرشار زعماء نے باہمی اعتماد اور ایک مضبوط اتحاد قائم کر کے خالص نفاذِ شریعت کی تحریک چلانے کا صحیح فیصلہ کر کے اپنی دینی بصیرت کا ثبوت دیا ہے۔

Marfat.com

خدا کا شکر ہے کہ ان کی سیاست خالص اللہ کی رضامندی اور غلبۂ دین کے لیے مفید ثابت ہو رہی ہے، ان کی جنگ خدا کے لیے ہے اور خدا کی نصرت ان کے ساتھ ہے۔ وہ کسی طالع آزما خود غرض سیاستدان یا دائیں اور بائیں بازو کے کسی ایجنٹ کے آلہ کار نہیں بن رہے۔ ان کی عملی سیاست کا فائدہ کسی عیار اور ابن الوقت پارٹی یا اس کے لیڈر کو نہیں پہنچ رہا۔ ان کی قیادت میں کام کرنے والے ورکر خودکشی نہیں کر رہے، وہ حرام موت کی راہ نہیں بلکہ شہادت اور اُخروی سعادت کی راہ چل رہے ہیں۔ موجودہ دور میں سیاست اور دین کی پیوند کاری جس قدر مشکل اور دل گُردے کا کام ہے اُسی قدر الحمدللہ اہلِ حق کا یہ قافلہ کامیابی حاصل کر رہا ہے۔

علماء کے لیے سیاست میں اس قدر محو ہو جانا کہ دینی مزاج اور اسلامی روح نگاہوں سے اوجھل ہو جائے، حرام ہے۔ علماء منصبِ نبوّت کے وارث ہیں، وہ اس دورِ انحطاط کے مُضر، مغرب زدہ اور پُر فریب سیاستدانوں کے نقال اور جانشین نہیں۔ شریعت محاذ کی علمی و رُوحانی اور فعال قیادت کو اب کے نازک ترین حالات میں عمر فاروقؓ اور صدیق اکبرؓ کے وارث ہونے کا انقلابی کردار ادا کرنا ہے۔ صبر و تحمل، حکمت و تدبیر، دانشمندی و بیداری، خلوص و لِلّٰہیت، استقامت و شجاعت، حق گوئی اور جذبۂ جہاد سے سرشار کارکنوں اور مخلص ورکروں کی دلجوئی، بروقت راہنمائی اور ان کا مکمل اعتماد حاصل کر کے آگے بڑھنا ہے۔ مذاکرات کی میز ہو، پارلیمنٹ کا ایوان ہو، جلسہ گاہ کا میدان ہو، جلوس کی گذرگاہ ہو یا مقتل کا سامان ہو، قوم نے محاذ کی عظیم علمی و اسلامی اور روحانی و انقلابی قیادت پر اعتماد کیا ہے اور ان کے انقلابی فیصلوں کی منتظر ہے۔ قوم نفاذِ شریعت کے لیے اپنے خون سے تاریخِ عالم میں ایک نئے باب کا اضافہ اور لہو سے رنگین داستان ثبت کر کے خود کو جاوداں کر دینے کے عزائم رکھتی ہے ؎

امام احمد بن حنبلؒ کے ہیں ہم ماننے والے
شجاعت کی یہاں قائم روایت ہم نے کرنی ہے

فرزندانِ توحید اور اسلام کے جیالے سپوت سمجھتے ہیں کہ آزمائش و امتحان کے ایسے نازک ترین لمحات اور ایسا تاریخ ساز اور فیصلہ کن مرحلہ شاید پھر نصیب نہ ہو۔ جہادِ پیہم اور جہدِ مسلسل کی گھڑی

Marfat.com

قریب آپہنچی ہے۔ اب ہمارا نعرہ، ہمارا شعار، ہماری لگن اور ہمارا فیصلہ ایک ہی ہے کہ شریعت منظور کروا کر نافذ کرائیں گے اور عظیم فتح حاصل کریں گے، حق کی سربلندی اور باطل کی سرکوبی کے مراحل سے مردانہ وار گذریں گے ورنہ شہادت، دنیا و آخرت کی سعادت اور ایک حیاتِ جاوداں سے (جس پہ کروڑوں سال کی زندگیاں قربان ہوں) بارگاہِ ربوبیت سے نوازے جائیں گے۔

تحریک نفاذِ شریعت کے اس نازک ترین اور تاریخ ساز موڑ پر دہریئے، سوشلسٹ، کمیونسٹ، لادین عناصر اور حکمران طبقہ سمیت بعض نادان سیاستدان شریعت بل کے بارے میں امریکہ کی زبان بول رہے ہیں۔ اسلام کا نام لے کر اسلام کے کام اور نظام سے بغاوت کی جا رہی ہے اور اسے پارلیمنٹ ہی سے نہیں ملک سے باہر کر دینے میں بھی کوئی باک محسوس نہیں کی جا رہی، ملک و قوم اور دین و ملت کے ایسے مجرموں (اور بزعم ان کے راہنماؤں) سے ہماری ہمدردانہ گذارش یہ ہے کہ:۔

محترما! ملک کے عوام ہوشیار اور بار بار کے سیاسی تجربوں سے بیدار ہو چکے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ ڈور کا سرا کس کے ہاتھ میں ہے۔ تمہارے تحریک نفاذِ شریعت سے مخالفانہ رویئے پر عوام کے ذہن میں اس کی وجہ سوائے اس کے مشکل ہی سے نظر آتی ہے کہ یہ سب کچھ ذاتی مفادات کے تحت ہو رہا ہے۔

جناب! یہ روش اور یہ وطیرہ اور نفاذِ شریعت سے اغماض و اعراض اور مخالفت و عداوت کا یہ مجرمانہ رویہ تمہارے حق میں ہرگز مفید نہیں، اس سے تم اپنے مستقبل کو تاریک بنا رہے ہو اور اپنے کیمپ سے لوگوں کو بددل کر رہے ہو۔

خدا را کچھ تو سوچئے! آخر وزیرِ اعظم کو لندن میں بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے شریعت بل کی مخالفت کا اعلان کیوں کرنا پڑا؟ اور ملک میں حکومت کے مخالف سیاستدان بھی وزیرِ اعظم صاحب کی زبان میں بات کیوں کر رہے ہیں؟ اور اگر ہم یہ نہ بھی کہیں کہ "تم دین کے خلاف سازش کر رہے ہو"، تب بھی عوام سمجھتے ہیں کہ یہ کن لوگوں کے لیے راستہ صاف کیا جا رہا ہے ؎

ہو اگر قوتِ فرعون کی درپردہ مُرید   قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللّٰہی

Marfat.com

بدقسمتی سے ہمارا قومی المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں سیاسی مسابقت کے عمل میں سیاسی پالیسیاں اپنے اصل مرکز سے ہٹی ہوئی ہیں۔ شریعت بل کے سلسلہ میں حکمرانوں، سیاستدانوں اور بعض نادان دوستوں کے اخباری بیانات پڑھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ ہمارے معاشرہ میں عام افراد سے قطع نظر قومی سطح کے راہنماؤں تک نے بھی سیاسی جدوجہد کے دوران اپنی صحیح حیثیت کو مستحضر نہیں رکھا، حالانکہ مسلمانوں کو کسی بھی مرحلے میں یہ چیز نہیں بھولنی چاہیئے کہ ان کا مقصدِ زندگی، دین پہلے ہے اور سیاست بعد میں۔

آج کے سیاست کاروں کا اصل محورِ فکر وعمل، اقتدار کی تبدیلی، حکومت کا حصول، جاہ ومنصب، وزارت اور اقتدار تک رسائی ہوتا ہے۔ مگر یہ راستہ اُن لوگوں کو قطعاً راس نہیں آتا جن کی روٹی تک دین کے نام سے بنتی ہے۔ میدانِ سیاست قدم قدم پہ نفس وشیطان کی دسیسہ کاریوں کی وجہ سے ایک دشوار گذار خار زار بن چکا ہے۔ سیاست بازی کی غلط چاٹ نے ہلاکت خیزی اور قوم کے سیاسی شعور کا استحصال کر دینے والی ذہنی تاویلات اور مداہنت ومصالح کا غیر متناہی دفتر کھول دیا ہے اور اسلامی سیاست کاری کے اصل مقاصد اور مصالح ان فرسودہ تاویلات کے انبار میں گم ہو گئے ہیں۔

مذہبی نقطۂ نظر سے جب مسلمان ایسی فرسودہ تاویلات کا سہارا لے کر بنیادی عقائد یا نظامِ شریعت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں تو ملّت کی ابدی وحدت کی خاطر اسلام اپنے دائرے میں ایسے کسی بھی باغی فرد یا جماعت کو روا نہیں رکھتا۔

ایسے حالات میں سلامتی وحفاظت اور نجات وہدایت کا اگر کوئی راستہ ہے تو وہ صرف اور صرف انابت الی اللہ، دل کا سوز وگداز، ھدایت کی طلب اور استقامت علی الدین ہے۔ فکر وعمل کا محاسبہ، سیاسی پالیسی کا محاسبہ، قرآن وسنّت کی تعلیمات سے مطابقت، اکابر اور اسلافِ اُمت کے عمل کا توارث اور ہر ہر قدم پہ بارگاہِ صمدیت

Marfat.com

میں گڑگڑاہٹ اور استغفارہ ہے جس کے لیے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات نہایت موزوں ہے کہ اس شب میں ترقی و تقرب الی اللہ کی رفتار عام اوقات کی نسبت ہزار چند بڑھ جاتی ہے ع

طے شود منزل صد سالہ بہ آہے گاہے

اگر طلب صادق ہوگی تو قلوب سے ضد، عناد، ہٹ دھرمی اور انانیت کچل دی جائے گی، گروہی تعصب اور جتھے بندیوں کی لعنت سے چھٹکارا حاصل ہوگا، مغربی سیاست کے لعنتی طوق و سلاسل سے نجات مل جائے گی اور یہ حقیقت بے غبار ہو کر سامنے آجائے گی کہ ایک مسلمان کو سیاست کے میدان میں کیوں داخل ہونا چاہیے؟

(ماہنامہ "الحق" مئی ۱۹۸۷ء)

Marfat.com

اسلام کے نام قائم ہونے والی حکومت

ذمہ داریاں، توقعات اور ترجیحات

اس میں شک نہیں کہ پاکستان کے غیور مسلمانوں نے اپنی دینی بصیرت اور پختہ سیاسی شعور کا ثبوت دیتے ہوئے انتخابات میں اسلامی جمہوری اتحاد کا بھرپور ساتھ دیا مگران کے پیش نظر صرف جبر و استبداد، جمہوری آمریت، عورت کی حکمرانی، ظلم و تشدد، مغربی آزادی، عریانی و فحاشی اور اباحیت کی علمبردار حکومت کے طوقِ غلامی سے گلو خلاصی نہیں تھی بلکہ وہ ۸۸ء کے انتخابات میں اپنی قبیح غلطی کا زبردست ازالہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس نتیجے پر پہنچ گئے تھے کہ مملکتِ عزیز پاکستان کے تمام مسائل اور مشکلات کا حل اور ملکی سالمیت کا استحکام صرف شریعتِ اسلامیہ کی ترویج اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین کردہ نظام حیات کے نفاذ میں ہے۔

اسی عنوان نے اسلامی جمہوری اتحاد کی تشکیل اور اسی جذبہ نے سابقہ حکومت کیخلاف ایک مؤثر اور انقلابی تحریک کی شکل اختیار کی، اسی مشن کی تکمیل کی خاطر اہل وطن نے زبردست ایثار، بےمثال قربانی اور جرأتمندانہ حوصلے اور پختہ سیاسی شعور کا وہ مظاہرہ کیا کہ جس کی مثالیں برصغیر کی تاریخ میں کم ملتی ہیں۔ اسلامی جمہوری اتحاد کی قیادت اور نئی حکومت کو نیا انقلاب اور اقتدار مبارک! اگر قوم اپنی لیلائے مقصود سے ابھی ہمکنار نہیں ہوئی۔ اگر اب بھی اربابِ اقتدار سابقہ حکومتوں کی طرح نفاذِ شریعت، ترویج اسلام اور شریعت بل کی منظوری و اجراء سے پہلو تہی کر کے منافقت اور مداہنت کی راہ پر گامزن ہوئے تو اسے کسی بھی طرح نہ تو عقلمندی سے تعبیر کیا جاسکے گا اور نہ کوئی ہوشمند اسے ملک و ملت سے وفاداری و

Marfat.com

خیر خواہی اور نظریاتی اساس کی پاسداری قرار دے سکے گا۔ ایسا کرنا بلاشبہ قوم کے سیاسی و دینی شعور، حسنِ ظن، اعتماد و محبت اور بیمثال قربانیوں کا منہ چڑانا ہو گا، تاریخ ایسے لوگوں کو ہرگز برداشت نہیں کرے گی۔ اس وطیرہ کے لوگ ہمیشہ سے تاریخ کے صفحات میں "قومی مجرم" اور "خدائی باغیوں" کے سیاہ باب میں قابلِ نفرین جگہ پاتے ہیں۔

ہمیں مسرت ہے کہ مدتوں کے بعد ایک اخلاقی اور دینی فضا بنی ہے، ایک ماحول ایک جذبہ اور ایک ولولہ اسلامی نظامِ حیات کے لیے پیدا ہو گیا ہے۔ مگر بد قسمتی قوم کی! کہ نیرنگیٔ تقدیر سے اس پر موجودہ حالات میں بھی بعض مفاد پرست قوتیں تاخیر و تعویق کے گہرے پردے ڈال دینے کی مذموم سعی میں مصروف ہیں۔

ہمارے موجودہ صدر جناب غلام اسحٰق خان صاحب کی پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے طویل تقریر، اپنے اندازِ خطابت، اصول و قواعد کی اہمیت، نظریاتی اساس سے مطابقت خارجہ پالیسی کے اعتدال اور ملکی سالمیت، قومی امنگوں سے بھرپور اور ملی جذبات کی جسقدر بھی آئینہ دار ہو اس کی جامعیت اور بروقت انتباہ کے ہزار اعتراف کے ساتھ ہم یہ بھی گذارش کریں گے کہ ان کے دل میں اگر واقعۃً ملکی سالمیت کے تحفظ کا جذبہ اور اسلام کی طلب اور تڑپ ہے تو انہیں خطیبانہ وعظ و تلقین سے بڑھ کر ایک ایک لمحہ غنیمت سمجھ کر عملاً اسلام کے اجراء اور تنفیذ کو اولین اہمیت دینی چاہیئے جبکہ موجودہ حیثیت میں وہ اس سلسلہ میں مؤثر اور کامیاب کردار ادا کر سکتے ہیں۔

نومنتخب وزیرِ اعظم جناب میاں محمد نواز شریف کی اولین نشری تقریر اور خوش آئند وعدے قابلِ قدر ہیں مگر نئی حکومت کو بھی اپنی کارکردگی محض سنہری تخیلات اور "خوش آئند وعدوں" تک نہیں بلکہ ان کو عملی جامہ پہنانے کی صورتیں نکالنی چاہیئیں۔

بلکہ نئی حکومت کو تو اپنی کارکردگی کا آغاز شریعت بل کی منظوری کے مبارک فیصلے سے کرنا چاہیئے جس کی منظوری ایوانِ بالا (سینیٹ) پہلے سے دے چکا ہے اور آل پارٹیز شریعت کانفرنس میں مسلم لیگ سمیت تمام چھوٹی بڑی سیاسی اور دینی جماعتیں بھرپور حمایت کا اعلان کر چکی ہیں اور اگر حقیقی تجزیہ کیا جائے تو شریعت بل ہی سابقہ حکومت کے جبر و استبداد کے

Marfat.com

ایوان میں آخری کیل ثابت ہُوا۔ اگر حکومت شریعت بِل کی منظوری کا فیصلہ کر لیتی ہے تو اس حُسنِ آغاز سے حکومت کے اخلاص پر لوگوں کا اعتماد مستحکم ہو گا اور نفاذِ اسلام کے آئندہ مراحل میں اسے اللہ کی تائید و نصرت اور عوام کی بھرپور حمایت حاصل رہے گی۔

قوم کی آس خدا نہ کرے کہ یاس میں بدل جائے۔ اگر نئی حکومت بھی نفاذِ شریعت اور مُلکی استحکام کے اہم ترین اہداف کو صرف عہد و پیمان کی تجدید تک محدود کر دے تو اس ملک میں اسلام کے عملی نفاذ کی صورتیں آخر کب پیدا ہوں گی؟

لوگ بہت جلد خوشگوار تبدیلیاں دیکھنا چاہتے ہیں انہیں اسلام اور اسلامی نظام کے نفاذ کے بارہ میں صرف وعظ و تبلیغ اور عہد و پیمان سے نہیں اس کے اجراء و تنفیذ اور عملی پیشرفت سے دلچسپی ہے۔ صدر اور وزیرِ اعظم کی جانب سے ملک کا معاشی اور اقتصادی بُحران جو عوام کے اضطراب اور بے چینیوں کا ایک بنیادی اور اہم سبب ہے، لوگ منتظر ہیں کہ اس پر کس طرح قابو پایا جا سکتا ہے؟

ہماری دلی دعا ہے کہ حق تعالیٰ نئی حکومت کو ملک و ملّت کی بہترین خدمت، ملک کے استحکام، اسلام کے نفاذ و اجراء، خرابیوں کی اصلاح کی خاص الخاص توفیقات عطا فرما دے۔ اس مرحلہ پر اعلائے کلمۃ اللہ کا دَور دَورہ، غلبہ اور شریعت غرا کے نفاذ کے آرزو مند تمام اہلِ وطن، علماء و مشائخ، اہلِ علم، اربابِ فکر و دانش، سیاسی زعماء، قومی ترقی اور مُلکی سالمیت و استحکام کے تمام بہی خواہوں کا فرض ہے کہ وہ اللہ کے حضور گڑگڑا کر شریعتِ مطہرہ کے نفاذ کی دُعائیں کریں۔ اس وقت ملک کے اندر اور باہر فتنوں کے طوفان اُٹھ رہے ہیں، کچھ بدنصیب ایسے بھی ہیں کہ پہلے ہی قدم میں اسلامی جمہوری اتحاد کے مقاصد سے غداری کی سوچ رہے ہیں، کچھ لوگ اپنے بیرونی آقایانِ ولی نعمت کے اشاروں پر اپنی بصیرت و بصارت بلکہ دینی نقطۂ نظر سے فکر و عمل کے تمام تقاضوں کو طاقِ نسیاں پر رکھ دینے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ ملک کی دینی جماعتوں بالخصوص تحریکِ نفاذِ شریعت کے قائدین کو ملک کے موجودہ گھمبیر اور نازک حالات میں نہایت حزم و احتیاط، تدبّر و فراست سے قدم اٹھانا چاہیئے۔ کسی قسم کی غفلت، تساہل اور تسامح بلکہ ایک لمحہ کی لغزش بھی منزلِ مقصود یعنی نظامِ اسلام اور

Marfat.com

جادۂ شریعت کی مسافت کو صدیوں تک طوالت دے سکتی ہے ؎

یک لحظہ غافل بودہ ام   صد سالہ راہم دور شُد

قصاص و دیت آرڈی ننس اور کچھ لوگوں کا احتجاج

بات تو اتنی تھی کہ عدالتِ عظمٰی کی ہدایت پر صدرِ مملکت جناب غلام اسحٰق خان نے اسلام کے شرعی احکام کا ایک مختصر باب "قصاص و دیت آرڈی ننس" کے نام سے جاری کر دیا۔ شریعتِ مطہرہ کے نفاذ اور نئی حکومت کے لیے کام کرنے کی ترجیحات کے تعین میں ہر لحاظ سے یہ ایک مبارک پیش رفت ہے جس کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔ مگر آرڈی ننس سے عاقلہ والے حصے کو نکال دینا اور اسلامی نظریاتی کونسل کے علم و مشورے کے بغیر ان کے تیار کردہ مسودۂ قانون میں کتر بیونت یا ترمیم و اضافہ کسی بھی لحاظ سے مستحسن نہیں اور اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے اور حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وزاتِ قانون کے جن ظالم ہاتھوں نے خدا اور رسولؐ کے قانون میں قینچی چلائی ہے اور پوری قوم میں بے چینی، بدامنی، اضطراب اور خود حکومت کے لیے آغازِ کار میں مشکلات اور اسلام کے ساتھ تضحیک و استہزاء کے حالات پیدا کر کے سنگین ملّی اور قومی جرم کا ارتکاب کیا ہے وہ ہاتھ کاٹ دیئے جائیں اور ان مجرموں کو ایسی عبرتناک سزا دی جائے کہ آئندہ کسی بھی بدباطن کو اس کی جرأت نہ ہو سکے۔

تاہم اس کی یہ قیمت کہ پورے ملک میں ٹرانسپورٹ بند کر دی جائے، ملکی نظم و نسق اور کاروبار معطل ہو جائے اور ٹھیک اس وقت جب نئی حکومت کو ملک میں کام کرنے کی ترجیحات کا تعین کرنا ہے۔ کچھ اہلِ وطن ملک کو پھر سے دنائت، فکری ٹیڑھے پن، نظریاتی دشمنی و بے ضمیری، سیاسی عہد شکنی اور اسلام دشمنی میں آگے بڑھانے میں کسی بھی مذموم اقدام کے کر گذرنے سے دریغ نہ کریں، حد درجہ قابلِ مذمت اور پس منظر میں کسی بڑے ہاتھ کی کارستانی معلوم ہوتی ہے۔

اس فتنہ انگیزی کا ایک علاج تو وہی ہے جو عموماً ہمارے حکمرانوں کا وطیرہ اور ہر حکومت کی پالیسی رہی ہے کہ "مغربی ڈپلومیسی" کے اصول پر عمل کیا جائے کبھی مسئلہ کمیشنوں اور

Marfat.com

کمیٹیوں میں الجھایا جائے، کبھی کچھ لو اور کچھ دو کے اصول (بدترین بے اصولی) کو اپنایا جائے اور کبھی جبر و استبداد سے مسئلے کو دبایا یا حل کیا جائے ــــــ لیکن ہر صاحبِ عقل و فہم تاریخ کے صفحات ہی سے نہیں اپنے گرد و پیش کی دنیا اور اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتا ہے کہ یہ تمام طریقے نہ تو مسائل کو سلجھا سکتے ہیں اور نہ ہی یہ دیرپا نتائج کے حامل ہیں ــــــ ان طریقوں سے ملی انتشار میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، قوم کی صلاحیتیں منفی کاموں میں لگ جاتی ہیں، استحصال پسند طبقات کے اعمال اور ان کی سرگرمیاں قوم کے رہے سہے وقار کو ختم کرنے اور بیرونی دنیا کی نگاہوں میں اسے "مزید پست" اور "ذلیل" کرنے کا باعث بنتی ہیں ــــــ اس طرح جو کام مسلمانوں کے وجودِ ملی اور ان کے دین اور اُن کی مملکت کے ازلی دشمن کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں سے پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں لگ جائیں تو یہ صورت بدبختی کی خطرناک علامت ہے۔

ان طریقوں کے بالمقابل ایک اور بھی نظریہ ان مسائل کے حل کرنے کا ہے، یہ وہ نظریہ اور طریقِ فکر و عمل ہے جو مختلف نسلوں، جماعتوں، حکومت و رعایا اور طبقات میں منقسم انسانوں کو ایک ایسے رشتۂ اتحاد میں منسلک کرتا ہے جو نہ صرف یہ کہ ٹوٹتا نہیں بلکہ اس کی امتیازی صفت یہ ہے کہ انسانی قافلہ جب تک اس طریقِ فکر و عمل پر چلتا رہتا ہے اس کے مابین اتحاد، اعتماد، باہمی تعلق اور قومی معاملات میں معاونت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جاتی ہے۔

اس کا واحد حل یہ ہے کہ ارکانِ حکومت سمیت ملک کے تمام افراد (جیسے حکومت نفاذِ شریعت میں مخلص ہو) ترویجِ شریعت اور تنفیذِ احکامِ اسلامی کے مقدس مشن کی تکمیل کے لیے بنیانِ مرصوص بن جائیں، ملک کے تمام مسلمان اپنے فروعی اختلافات کو یکسر نظر انداز کرکے اسلام اور خالص نفاذِ اسلام کی بنیاد پر ایک جسم و جان کی صورت اختیار کر لیں، خدا و رسولؐ کے احکام میں کسی دباؤ، کسی جلسہ و جلوس اور کسی بھی دھونس و دھمکی اور ہڑتال کی پرواہ کیے بغیر ٹھوس، مستحکم اور غیر متزلزل مؤقف اختیار کریں تو کسی بھی مرحلے میں ناکامی یا ندامت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قصاص و دیت آرڈیننس اور ملک گیر کامیاب ہڑتال کے تناظر میں غور فرمائیے! اپنی قوم اور

Marfat.com

مملکت کی بدبختی پر، کہ جو چیز (احکام شریعت کی تنفیذ واطاعت) عقل و دانش اور معرفت و ایمان خیزی کا ذریعہ تھی اور جسے رؤف و رحیم آقا نے علم و بصیرت اور ایمان و یقین سے آراستہ افراد کا امتیازی وصف قرار دیا تھا جہالت و عصبیت، معصیت و بغاوت، استنکاف و استکبار اور اس کے مآل و انجام کو نظر انداز کر کے وقتی اور عاجلانہ مقاصد، سطحی اور ادنیٰ مفادات و خواہشات سے خاکم بدہن ایک آرڈی ننس کو جو ابھی ناتمام ہے اور جسے ابھی تک قومی اسمبلی سے قانونی تحفظ بھی حاصل نہیں ہوا، فتنے اور فساد کا ذریعہ بنا لیا اور یوں یہ انسان جسے "احسنِ تقویم" سے نوازا گیا تھا خود کو "اسفل السافلین" کے قعرِ مذلت میں دھکیلنے پر رضامند ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

بہر حال اسلامی قوانین خدا و رسولؐ کے قوانین ہیں ان کی تضحیک و استہزاء اور مخالفت اپنے دین و ایمان کا خسران ہے۔ امید ہے کہ حکومت سمیت تمام ذمہ دارانِ قوم آئندہ ایسے مواقع پیدا نہیں ہونے دیں گے جس سے اسلامائزیشن اور نفاذِ شریعت کی پیش رفت کو نقصان پہنچے۔

Marfat.com

باب سوم

پاکستان کے سفرِ حیات کی عبرت انگیز اجمالی روئیداد

روبہ زوال کمیونزم اور اشتراکیت

(شکست وریخت کے مرحلہ میں)

فسطائیت ایک ظالمانہ اور استحصالی نظام

عورت کی حکمرانی

(اِسلامی تاریخ کا عظیم سانحہ)

Marfat.com

کمیونزم ایک نظریہ اور نظامِ حیات ہے، رواں صدی کے آخر تک یہ رخصت ہونے والا ہے، کچھ لوگ جمہوریت کو اس کی جگہ لینے کا یاور کرا رہے ہیں مگر مغرب کی لادین جمہوریت ہرگز اس کے خلا کو پُر کرنے کی اہل نہیں، کیونکہ جمہوریت محض ایک طریق حکومت وسیاست ہے نظامِ حیات اور نظریہ نہیں۔ سیکولر جمہوریت یا تو سرمایہ داری کو مستحکم کرتی ہے یا پھر اُس فسطائیت کو اُبھارتی ہے جس کا تجربہ اٹلی اور جرمنی میں مسولینی اور ہٹلر کی صورت میں ہو چکا۔ لہٰذا اگر عالمِ انسانیت کو اکیسویں صدی میں امن و آشتی سے ہمکنار رکھنا مقصود ہے تو اس نظریاتی خلا کو (جو کمیونزم کے خاتمہ سے پیدا ہوگا) مثبت نظامِ فکر جو نظامِ شریعت کے سوا دوسرا ہرگز نہیں ہو سکتا، سے بدلنا ہوگا

Marfat.com

پاکستان کے بیالیس سالہ سفرِ حیات کی رُوئیداد

کیا کھویا کیا پایا؟

مادّی ترقّی، سیاسی اور روحانی زوال

اگست ۸۹ء کو مملکتِ عزیز پاکستان کے ۴۲ برس پورے ہوئے، ۴۲ سال کے یہ لمحات اہلِ وطن پر گذر تو گئے مگر ہر لمحہ مایوسی اور امید کی رزم آرائی رہی، قوم کا دشتِ پیما حرکت ہی میں رہا بھلا ہو یا بُرا اسفر جاری ہی رہا۔ اکثریت کی رائے یہی ہے کہ روحانی اور معنوی اعتبار سے اس سفر کا لمحہ لمحہ عذاب میں گذرا مگر اس کے پس منظر میں دستِ کا آموز ہمیشہ مصروفِ ہُنرمندی رہ کر اعجاز انگیز رہا ؎

کر لی اس فن میں بھی گلچیں نے مہارت پیدا
سُن رہے تھے کہ چمن میں کوئی صیاد نہیں

کچھ لوگوں کا یہ خیال بھی ہے کہ بہت سی نامرادیوں کے باوجود مجموعی طور پہ یہ سفر برکتوں والا، بار آور اور حوصلہ افزا رہا، بیماریوں کے طوفان تھمے، گھروں کے در و بام بدل گئے اور سرکنڈوں کی دیواریں رفتہ رفتہ پختہ ہوئیں، تیل کے چراغ رخصت ہوئے، بجلی کے قمقمے جگمگانے لگے، رہٹ اور چرخیوں والے کنوئیں ٹیوب ویلوں میں تبدیل ہو رہے ہیں، مشین انسان کا دست و بازو بنتی چلی جا رہی ہے، تعیشات معمولات بن رہے ہیں، موچی اور چمار شُوز میکرز، بافندے ٹیکسٹائل انجنیئرز، رنگساز ٹیکسٹائل اور فیبرکس پرنٹرز اور ڈیزائنر ہو کر، لوہار اور ترکھان ٹیکنیشن فورمین اور انجنیئر بن کر، عطار فارمیسٹ ہو کر، کمہار سرامک ڈیزائنر اور انجنیئر بن کر سرفراز و باوقار ہو گئے، پسماندہ پیشوں کو نیا وقار مل گیا، قصبہ ہو کہ

Marfat.com

دیہات، شہر ہو کہ مضافات ہر جگہ لوگوں کا ہجوم بڑھ رہا ہے، آبادیاں پھیلتی اور گنجان ہوتی جا رہی ہیں، زرعی اور صنعتی پیداوار کی مجموعی شرح روزافزوں ہے، گرانی میں اگرچہ ہوشربا اضافے ہوئے ہیں مگر آمدنیاں بھی اتنی بڑھ گئی ہیں کہ معیارِ زندگی میں کمی نہیں آئی۔

آج کا منظر ۴۲ سال قبل کے یاس انگیز اور وحشت ناک منظر سے بہت مختلف ہے اب کا منظر کامیابیوں کا پتہ دیتا، حوصلہ بڑھاتا اور اہلِ وطن کے عزم و عمل کے چراغوں کی روشنی میں اضافہ کرتا ہے ؎

شام ایسی، نہ اب ایسی سحر مانگ رہی ہے
دُنیا نئی دُنیا کی خبر مانگ رہی ہے

مگر تصویر کا ایک دُوسرا رُخ بھی تو ہے۔ معاشی اور مادی ترقی کے ثمرات کی غیر منصفانہ تقسیم، بے انصافی، ظلم و جور، استحصال، بے ایمانی، بدعنوانی اور تشدد کے سلسلے بھی تو روزافزوں ہو رہے ہیں۔ قوم اجتماعی شادکامی کے احساس سے محروم ناآسودہ، افسردہ اور غیر مطمئن ہے۔ روئے زمین پر ہم غالباً اپنی نوعیت کی واحد قوم اور ہمارا ملک واحد ملک ہے جس کے ارکان اور جس کے شہریوں کی ایک بڑی تعداد اپنی قوم کو بُرا کہنے اور جس کے راہنما اپنے ملک کو توڑ دینے کے نعرے لگاتے اور اپنی آزادی کو باعثِ ننگ سمجھتے ہیں، دشمن کی غلامی کو اپنی آزادی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور بعض نادان تو اپنے آزاد وجود کو غنیم کے وجود میں ضم کر دینے کا سیاسی مؤقف پیش کرتے ہیں۔

دوسری طرف ۴۲ سال میں ہمارے اندر بے خودی اور خود ملامتی کا خطرناک رجحان قوم کا شعارِ فکر بنتا چلا جا رہا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہاں اس طویل سفرِ حیات میں اخلاقی، معاشی، سیاسی اور قانونی کسی بھی سطح پر عدل دستیاب نہ ہو سکا۔ اس کمزوری اور بہت بڑی کمزوری نے پورے معاشرے میں ظلم و زیادتی، حق تلفی اور زراجیت کی کیفیت پیدا کر رکھی ہے۔ ہر طرف بے ایمانی، بدعنوانی، دھونس، دھاندلی اور جارحانہ استحصال کا دَور دَورہ ہے۔ جس کا نفسیاتی مظہر احساسِ محرومیت اور خود ملامتی والا شعارِ فکر اور احساسِ کہتری کا اظہار ہے۔

Marfat.com

اخلاقی، سیاسی اور معاشی بحران

اس تمامتر خرابی کی اصل جڑ یہی ہے کہ ہم نے ۴۲ سال مسلسل ملک کے نظریاتی اساس کے تحفظ، بقاء، تعمیر اور اس کے تقاضوں کو یکسر پس پُشت ڈال دیا جس کے نتیجے میں اخلاقی نظام میں بحران پیدا ہوا، سیاسی نظام کی حالت بد سے بدتر ہو گئی اور معاشی نظام بدترین استحصالی قوتوں کی گرفت میں آگیا اور بجائے ساغر کے شمشیریں چلنے لگیں ؎

ایسا کسی محفل میں اندھیر نہیں دیکھا
شمشیر تو چل جائے ساغر نہ چلے ساقی

یہ تینوں نظام ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور ان کا انفرادی استحکام بھی ان کے مجموعی استحکام پر منحصر ہے۔ اچھا اخلاقی نظام مستحکم سیاسی نظاموں کی بنیاد بنتا ہے، مؤثر اور مستحکم سیاسی نظام پسندیدہ اخلاقی اور منصفانہ معاشی نظاموں کے استحکام کی راہ ہموار کرتا ہے اور منصفانہ معاشی نظام مضبوط اخلاقی اور مستحکم سیاسی نظاموں کی ضمانت بنتا ہے۔ سیاسی، معاشی اور اخلاقی نظاموں کی تخریب کے بعد قانونی انصاف کا حصول بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔

نظریاتی اساس سے بغاوت، سیاسی نظام کی ابتری اور سیاسی اداروں کی بے توقیعتی

ملک کے ۴۲ سالہ سفر میں سیاسی نظام کی ابتری اور خستہ حالی بار بار سیاسی اداروں کی تاراجی کا باعث بنتی رہی، اور اب نتیجہ یہ ہے کہ سیاسی عمل اور ریاست کے اساسی نظریئے کا باہم کوئی ربط باقی نہیں رہا۔ سیاسی جماعتوں پر سرمایہ داروں، جاگیرداروں، معتبروں، وڈیروں، سرداروں، شہزادوں اور شہزادیوں نے قبضہ کر کے انہیں قبائلی جتھوں کا رنگ دیدیا ہے۔ نظریات، منشور اور قومی لائحہ عمل، انفرادی مقاصد، شخصی مفادات اور فردِ واحد سے وفاداریوں کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں۔ جمائل نظریات کی کئی کئی سیاسی جماعتیں منظرِ عام پر آگئی ہیں اور فیشن کے طور پر اختیار کیے جانے والے دلکش منشوروں، دلفریب نظریوں اور سحر انگیز نعروں کے باوجود عملی طور پر ان جماعتوں کے رشتے ملک کی نظریاتی اساس سے کٹ گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں ۴۲ سال کے مجموعی عرصے میں بیشتر وقت زمامِ حکومت بیوروکریٹس یا فوج کے ہاتھ میں رہی ہے۔

Marfat.com

جب تک سیاسی جماعتوں سے ملک کی نظریاتی اساس کے مخالف اور شخصی مفادات اور مقاصد کے تحت سیاست کرنے والا عنصر خارج نہیں کر دیا جاتا اُس وقت تک حکومت اور اقتدار پر فوج اور بیوروکریسی کی یلغار کا مؤثر سدِ باب نہیں کیا جا سکے گا۔

مملکتِ عزیز پاکستان کے قیام اور علیحدہ ریاست کے استحکام کی وجہ جواز یہی تھی کہ انگریزوں کے رُخصت ہو جانے کے بعد ہندوستان میں جو سیکولر جمہوری نظام آنے والا تھا اس میں مسلمانوں کے لیے اپنا دینی تشخص اور ثقافتی وجود برقرار رکھنا اور اپنے نظامِ حیات کو اپنے عقائد پر استوار کرنا ممکن ہو سکے۔ مقصد یہ تھا کہ پاکستان میں وہ قانون اور دستور ہوگا جو اللہ کے رسولؐ کی لائی ہوئی شریعت کے تابع ہوگا، گویا پاکستان میں کوئی حکمران یا قانون ساز ادارہ قانون سازی میں سیکولر ممالک کے حکمرانوں اور قانون ساز اداروں کی طرح مطلق العنان اور خود مختار نہیں ہوگا۔

یہی وجہ تھی کہ جب لیاقت علی خان مرحوم کے چار سالہ دورِ وزارتِ عظمیٰ میں ملک کا پہلا اسلامی دستور نہ بن سکا تو دستور ساز اسمبلی جو ملک کا سب سے اہم سیاسی ادارہ تھا مسلمانوں کی نظر میں بے وقعت اور بے اختیار ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی مسلم لیگ کی ساکھ بھی ختم ہو گئی، اُسی روز سے مسلم لیگ کے زوال و انحطاط کا آغاز ہوا جو بعد کے سالوں میں بھی نہ رُک سکا۔ یہ انحطاط ریاست کے سیاسی نظریئے سے ملک کی بڑی اور بانی سیاسی جماعت کے انحراف و فرار کا منطقی اور فطری نتیجہ تھا جو سکندر مرزا، ایوب خان، یحییٰ خان اور بھٹو کی سول مارشل لاء کی صورت میں قوم کو بھگتنا پڑا، حتیٰ کہ جب مسٹر بھٹو نے دستوری جمہوریت کا آغاز کیا تو اس بار بھی پارلیمنٹ کو عملاً سیکولر مطلق العنانیت کا توثیقی ادارہ بنا دیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ اور پیپلز پارٹی جیسے نئے سیاسی ادارے پھر سے عامۃ المسلمین کی نظر میں اپنا اعتبار کھو بیٹھے اور ان کی ساکھ جاتی رہی۔

تحریک نظامِ مصطفےٰ اور تحریک نفاذِ شریعت

پھر بالآخر تحریک نظامِ مصطفےٰ نے ان دونوں کی بساط اُلٹ دی، نظامِ مصطفےٰ کا نعرہ اس عہد کی تجدید تھا کہ پاکستان کا وجود صرف اسلام سے وابستگی ہی پر منحصر ہے۔

Marfat.com

۱۹۷۷ء میں صدر ضیاء الحق مرحوم برسرِ اقتدار آئے تو علماء کی کوششوں اور مسلسل مساعی سے ملکی نظام کا قبلہ درست ہوا، بہت کمزور اور ہزار خامیوں کے باوصف اسلامائزیشن کا عمل بھی شروع ہو گیا۔ حدود آرڈیننس، قصاص آرڈیننس، امتناعِ قادیانیت آرڈیننس، زکوٰۃ آرڈیننس، وفاقی شرعی عدالت کا قیام اور آخر میں شریعت آرڈیننس ایسے اقدامات ہیں جن کا دشمن کو بھی انکار نہیں۔

۱۹۸۵ء کے الیکشن میں ایک بار پھر مسلم لیگ کو اقتدار کا موقع ملا مگر ایک منظم نظریاتی سیاسی جماعت کے بجائے شخصی اقتدار کا تاثر تقویت پذیر رہا۔ اس دور کے آغاز میں قافلہ حق کے سالار حضرت مولانا سمیع الحق نے ایوانِ بالا سینیٹ میں نظام شریعت کا ایک جامع آئینی خاکہ "شریعت بل" کے نام سے پیش کیا جو ریاست کے اساسی نظریئے سے وابستگی کے عہد کی تجدید اور عملی پیشرفت کا بہترین موقع تھا مگر بدقسمتی سے حکمرانوں کی چشمِ عبرت وا نہ ہوئی، پارلیمنٹ کے اندر اور باہر پیپلز پارٹی اور دیگر لادین قوتوں کی طرح حکمرانوں نے بھی محاذ آرائی شروع کر دی اور یہ واضح طور پر محسوس ہونے لگا کہ حکمران ٹولہ اپنے لیاقت علیخان والے دور کی کوتاہیوں کو ایک بار پھر دہرانا چاہتے ہیں۔ "شریعت بل" کے ساتھ جو کچھ کیا گیا حکومت سمیت ایم آر ڈی کی تمام سیاسی جماعتوں کا جو رویہ رہا اس سے عامۃ المسلمین کی نظر میں ایک بار پھر سینیٹ، قومی اسمبلی اور سیاسی جماعتوں جیسے اہم اداروں کی افادیت اور ملک کے اساسی نظریئے سے تین کلیدی اداروں کی وفاداری اور وابستگی مشکوک ہو گئی ہے۔

اور اب ۱۹۸۸ء کا الیکشن ہوا، نام نہاد جمہوری اعتبار سے جو فیصلہ ہوا اس سے پوری قوم کے سر شرم سے جھک گئے اور پاکستان ہی نہیں اسلام کی تاریخ میں پہلی بار شرمندگی اور رسوائی کا سیاہ ترین باب قائم ہوا، اگر جمہوریت اسی کا نام ہے تو قوم اس پر ہزار بار نفرین بھیجتی ہے۔

روشنی کی دھوم ہے لیکن اندھیرا عام ہے
صبح بھی ایسی نظر آتی ہے گویا شام ہے

علماء حق کا کردار اور دعوت و عزیمت کا تسلسل

اب گاڑی کدھر جا رہی ہے؟
سمتِ قبلہ کیا ہے؟ نتائج

Marfat.com

کیا ہوں گے؟ قوم اور زعمائے قوم کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ الحق کے صفحات میں بارہا حق اور اعلاء کلمۃ اللہ کا یہ فریضہ بحمداللہ ادا کیا جاتا رہا۔ عملی طور پر بھی بحمداللہ علماء حق بالخصوص حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے متحدہ علماء کونسل کی تشکیل اور اس کی نظامت عملیا ذمہ داریاں اٹھا کر حتی الوسع اسلامی انقلاب کے برپا کرنے میں کوئی لمحہ ضائع نہیں ہونے دیا۔

سیاسی اعتبار سے اسلامی جمہوری اتحاد کی سیاسی پارٹیوں مسلم لیگ سمیت تمام جماعتوں کے زعماء کو "شریعت بل" کی بھرپور حمایت، تعاون اور عملاً نفاذ اور غلبۂ شریعت کے معاہدے پر دستخط کر دینے پر مجبور کر دیا ہے۔ اب قوم دیکھنا یہ چاہتی ہے کہ ایک مرتبہ پھر آزمائش اور امتحان کا مرحلہ، سیاسی راہنماؤں کا نفاذِ شریعت کے عمل میں تعاون کا وقت آگیا ہے، دیکھیں وہ اس میں کس قدر پورے اترتے ہیں۔ خدا کرے کہ اب کی بار وہ قوم کو مایوس کرنے کے بجائے عملی اعتبار سے واقعۃً بھی نفاذِ شریعت کے معاملے میں بھرپور جدوجہد کر سکیں گے۔

علاجِ تشنگی لاؤ کھلونے کیا سجاتے ہو
سبو سے، جام سے، شیشے سے، پیمانے سے کیا ہوگا

مفاد پرستوں کے ایک طبقے اور استحصالی نظام کی جکڑ بندی

بہرحال ۴۲ برسوں میں مجموعی طور پر مادی اعتبار سے ترقی اور خوشحالی کی شاہراہ پر پیش رفت کے باوجود ملک گیر بے اطمینانی کا ایک سبب ملک کا وہ کرپٹ معاشی نظام ہے جس میں قومی خوشحالی کی منصفانہ تقسیم عمل میں نہیں آ رہی۔ سیاسی جماعتوں اور کلیدی سیاسی ریاستی اداروں (قومی اسمبلی اور سینیٹ) پر قابض وڈیروں، جاگیرداروں، معتبروں، زمینداروں اور سرمایہ داروں کا ایک طبقہ ہے جو ہر طرف سے اقتدار کو دبوچے ہوئے ہے اور اپنے سیاسی اقتدار کے بل بوتے پر معاشی نظام کی منفعتوں پر اپنا اجارہ قائم کیے ہوئے ہے۔ سفارش، رشوت، دھونس اور دھاندلی کا ایسا استبدادی اور استحصالی نظام ہے جس کے جال میں اس ملک کے تمام وسائل کو جکڑ رکھا ہے، مراعات اور منفعتوں کا سارا بہاؤ ایک مخصوص طبقہ کی طرف ہے۔

Marfat.com

تحریک انقلاب اسلامی اور محتاط لائحہ عمل

ایسے حالات میں متحدہ علماء کونسل، دینی و سیاسی جماعتوں اور اسلامی جمہوری اتحاد کی مرکزی قیادت کو بڑے حزم واحتیاط اور سنجیدگی سے سیاسی لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا کہ سوشلزم اور کمیونزم کی مخالفت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ ملک میں مغرب کے ساہوکارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کو تحفظ مل جائے بلکہ سیاسی اور خالص اسلامی انقلابی قیادت کا یہ یقین ہونا چاہیئے کہ جب تک ملک سے استحصالی، جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کو جڑ سے اکھاڑ کر نہیں پھینکا جائے گا اس وقت تک ملکی اساسی نظریات سے وابستہ اور دینی عقائد اور مسلمات پر کاربند جماعتوں کو آزادی عمل نصیب نہیں ہو سکتی۔ ہمارے سیاسی، اخلاقی اور معاشی نظاموں کے انحطاط کا بنیادی سبب بھی یہی ہے کہ تینوں کا رشتہ وفا دین سے کٹ گیا ہے۔ ہمارا معاشی نظام سرمایہ دارانہ نظام کی آغوشِ معصیت میں پناہ گزین ہے، سیاسی نظام برل ازم کے راستے سیکولرزم کی جانب پیشقدمی کر رہا ہے اور اخلاقی نظام کے تحت سیکولر اخلاقیات کے تغیر پذیر اقدار اپنانے کی کوشش ہو رہی ہے، اس صورتحال نے پورے ملک میں مایوسی اور بے اطمینانی پیدا کر دی ہے اور احساس محرومیت بڑھ رہا ہے ؎

اپنی ہی بستی ہیں ہم سے اپنی ہی بستی کے لوگ
پوچھتے ہیں کون سی بستی کے ہو؟ کیا نام ہے؟

حوصلہ افزا پہلو اور اُمید کی کرن

مگر تجزیہ کا ایک پہلو حوصلہ افزا اور امید کا بھی ہے، کہ پاکستان مملکتِ خداداد بھی ہے اور اس میں علماء حق کی ایک جماعت ہمیشہ عَلَمِ اسلامی کی سربلندی اور نفاذِ شریعت کا کام کرتی رہی ہے اور اب بھی جمہوری فضا اور جمہوری ماحول کے باوصف اسلامی اقدار کے فروغ اور اعلانِ حق کا مشن جاری رکھے ہوئے ہے۔ متحدہ علماء کونسل کی تشکیل اس کے جہادِ انقلاب اسلامی کا پہلا مرحلہ ہے اور شاید اسی وجہ سے ہماری بہت سی کوتاہیوں اور ۴۲ برسوں میں بہت سی نامرادیوں کے باوجود اس نے کامیابی کی بہت سی منزلیں طے کی ہیں۔
یہ سب نصرتِ خداوندی کا اعجاز اور اعمال کی تکمیل اور ایفائے عہد کے لیے مہلت

Marfat.com

اور ڈھیل ہے، یہ مملکتِ خداداد ہے، اس کا محافظ اور نگران بھی خدا تعالیٰ ہی ہے۔ جو لوگ چند مہینوں میں اس کے نابود ہونے کے دعویدار تھے اُن کی چتاؤں کی راکھ بھی ٹھنڈی ہوگئی اور الحمدللہ کہ یہ ملک قائم ہے۔ جو اس ملک کے توڑنے کے نعرے دے رہے تھے وہ چل بسے، کچھ قبروں میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں یا رختِ سفر باندھ رہے ہیں یا پھر نامراد و خوار ہیں، ان کی تمامتر بدخواہیوں کے باوجود انشاء اللہ پاکستان قائم رہے گا اور خدا کرے کہ تحریک انقلابِ اسلامی جلد مؤثر اور فعال کردار ادا کر سکے، قومی راہنماؤں کی آنکھیں کھلیں اور انہیں ضمیر جھنجھوڑے تو انقلاب کی یہ منزل بھی دور نہیں جب لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ (وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے عورتوں کو امورِ مملکت سپرد کر دیئے) کی صورت میں قوم سے عدم فلاح کی نحوستیں اور ظلمتیں بھی کافور ہو جائیں گی۔ اگر نبیؐ ارشاد اور زندہ ضمیر کی یہ آواز اذا کان امورکم الی نسائکم فبطن الارض خیر لکم من ظھرھا (جب تمہارے امورِ مملکت عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو تمہارے لیے زمین کی پیٹھ سے زمین کا پیٹ بہتر ہے) مردانِ کار کو سنائی دے اور غیرت و حمیّت کی کوئی ادنیٰ رمق اور انسانیت کی کوئی ادنیٰ ٹیس باقی ہو اور یہ جذبہ ہو سے

آرام کہاں اہلِ وفا کو کسی کروٹ\
اِک آگ ہے سینے میں جو دن رات لگی ہے

تو انشاء اللہ تمام اندھیرے اجالوں سے بدل جائیں گے۔ ناامیدی اور مایوسی کا دور لد گیا ہے، عوام کے سیاسی رویئے میں ٹھہراؤ آگیا ہے، سب سوچ رہے ہیں کہ کیا ہو گیا ہے اور کیا کر بیٹھے ہیں؟

ہر ایک جھونکا لہو لہو

یہ ساری تباہیاں اس نئے سیاسی انقلاب ہی کی تو ہیں، منفی سیاست، تخریب کاری، شرفاء کی پگڑیاں اُچھالنا، انتقامی کاروائی، علماء کی توہین، عُریانی اور بےحیائی کا فروغ، بےپردگی، سیاسی کردارکشی، اخلاقی اقدار اور شرعی قوانین کی تضحیک، قرآن و حدیث سے تمسخر، عورتوں کے ہاتھ میں قومی قیادت، نامحرموں سے اختلاط اور مصافحے، صوبوں اور مرکز میں باہمی چپقلش، یہودی مشن

کی حمایت، وزیر اعظم کا جہادِ افغانستان کو خانہ جنگی قرار دینا، مرزائی اقلیت کا کلیدی عہدوں پر تقرر، دو فیصد شیعہ اقلیت کی سرکاری سرپرستی اور بھرپور تعاون کے ساتھ ۵ جولائی کو جناح پارک پشاور میں شیعہ سیاسی قوت کا مظاہرہ، ہندوؤں سے دوستی اور محبت، کمر توڑ مہنگائی، کراچی کی ناگفتہ بہ حالتِ زار، طوفانی بارشیں، بدامنی، قتل و غارتگری، غرض کونسا فتنہ ہے جو اس دور میں پروان نہیں چڑھا ہے

یہ کہاں سے آئی ہے سرخ رو، ہے ہر ایک جھونکا لہو لہو
کٹی جس میں گردنِ آرزو، یہ اسی چمن کی ہوا ہے کیا

راجیو گاندھی کے دورۂ پاکستان کا پُراسرار پس منظر

اور اب راجیو گاندھی کا بغیر کسی طے شدہ اعلامیے اور اور باضابطہ ایجنڈے کے دورۂ پاکستان، اس سے قبل پیرس میں وزیر اعظم پاکستان سے ملاقات اور مسئلہ افغانستان پر گفتگو، پھر ماسکو حاضری اور وہاں کے آقایانِ ولی نعمت سے ملاقات و مذاکرات کے بعد پھر یہاں آنا اور مذاکرات کا ڈرامہ رچانا کسی اہم اور پُراسرار پس منظر کی نشاندہی کر رہا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ بیرونی اسلام دشمن لابیاں اور بڑی طاقتیں اپنے بڑے ایجنٹوں کے ذریعہ پاکستان میں سیاسی کردار کی نئی کٹھ پتلی حکومت کو تھپکی، شاباش اور اس کے شانوں پر دستِ شفقت رکھ کر اپنی انگلیوں پر نچانے اور فحاشی اور لادینیت کو اٹھانے اور دینی اقدار کو گرانے کی کوشش کر رہے ہیں، وہ پاکستان کو ایک آزاد اسلامی ریاست کے بجائے سیکولر ریاست، یہاں کی زبان، تہذیب، معاشرے، اسلامی قوانین، حدود، حیا و حجاب اور اخلاقی اقدار کی تاراجی، افغانستان کی فتح کو شکست میں تبدیل کرنے، پاکستان کی سالمیت کو ختم کرنے، توانائی کے منصوبوں کو ناکام بنانے، عورتوں کے ناچنے تھرکنے اور بے پردگی کی بھرپور حوصلہ افزائی کرنے کی ہر ممکن صورتیں ترویج دینے میں بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں۔ اس سب کچھ میں اہلِ اسلام کے لیے غیرت کے تازیانے بھی ہیں اور عبرت کے سامان بھی! صرف جمہور مسلمان اہلِ حمیت پاکستانی ہی نہیں ملت کا ہر فرد یہ دیکھتا اور تڑپ تڑپ کر اسلامی انقلاب کی کامیابی کی دعائیں کرتا ہے۔

Marfat.com

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

بہر حال اب اسلامیانِ پاکستان صحیح بات سننے اور اسلامی انقلاب کی راہ چلنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ اس گئے گذرے دور میں بھی بحمد اللہ اہلِ اسلام میں محبت کی چنگاریاں، قبولِ حق کی صلاحیتیں اور سلامت روی کا مادّہ موجود ہے۔ اگر نفاذِ شریعت اور انقلابِ اسلامی کے داعیین بے لوث و بے غرض ہوں، خود آگاہ اور خدا ترس ہوں، ملک و ملت کے سچے خادم اور سیاسی اغراض و ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اس ملک کے سیدھے سادھے خاموش مگر پُرجوش عوام سے براہِ راست رابطہ قائم کریں، ان کے دماغ سے زیادہ انکے دل اور ضمیر کو خطاب کریں تو وہ کیسے پروانوں کی طرح شمعِ انقلاب پر ٹوٹ ٹوٹ کر پڑتے ہیں ؎

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

اب نہ تو وہ سیاستدانوں اور مفاد پرستوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آتے ہیں اور نہ خوشنما اور دلفریب نعروں سے بہکتے ہیں، خدا کرے کہ عوامی دباؤ مؤثر ہو تو قومی راہنما اور سیاستدان بھی اعتدال کی راہ پر آجاتے ہیں۔

تاہم اس نئے دور کی سینکڑوں ضلالتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علاقائی نفرتوں پر مبنی پُرتشدد خانہ جنگی والی سیاست کے ایک نئے اور خطرناک رجحان نے سر اٹھایا ہے جسے بدقسمتی سے سرکاری حلقوں سے بھرپور سرپرستی مل رہی ہے۔ اگر قوم نے بیدار مغزی اور دینی و سیاسی شعور کا ثبوت دیا تو توقع ہے کہ پُرتشدد سیاست کا یہ رجحان خود بخود ختم ہو جائے گا اور محرکین و مفسدین کو بھی لے ڈوبے گا۔

۱۴ اگست، یومِ احتساب

یہ ساری باتیں اپنی جگہ درست ہیں تاہم مملکتِ عزیز کے ۴۲ سال پورے ہونے پر کیا ذمہ دارانِ قوم، راہنمایانِ ملت، دینی زعماء، عامۃ المسلمین اور علماء آخرت کے احساسِ جوابدہی اور اپنے فریضۂ منصبی کے پیشِ نظر احساسِ مسئولیت کی بناء پر چند لمحے اپنے اور قومی احتساب اور ایک جائزے و تجزیے کے لیے بھی وقف کر دیں گے؟

ہماری بدقسمتی ہے کہ جس دینی جوش و خروش اور غیرت و حمیت کے ساتھ پاکستان حاصل

Marfat.com

کیا گیا تھا وہ یہاں مسلسل فرسودہ نظام کی نحوستوں سے بالکل ٹھنڈا پڑ گیا ہے، مشترک اجتماعی مقاصد کی جگہ انفرادی خود غرضیوں نے لے لی، قومی اور اجتماعی شعور فنا ہو گیا، قومی بہبود کی کوششوں کی جگہ اقتدار کے لیے رسّہ کشی شروع ہو گئی، دینی غیرت وحمیت بھی عام بے حسی سے بدلنے لگی، اخلاق واعمال پر اسلام کی گرفت ڈھیلی ہوتی چلی گئی۔ مغربیت، عریانی اور فحاشی کا سیلاب اُمڈ آیا ہے۔ جھوٹ، سود خوری، کساد بازاری اور دھوکہ بازی عام ہو گئی، رشوت ستانی، سفارش اور کام چوری کا بازار گرم ہے۔ جرائم کی تعداد روز افزوں اور نفس پرستی زندگی کا منتہائے مقصود بن گئی ہے۔

آج فکر واحتساب کا دن ہے، اسی لیے پاکستان بنایا تھا کہ ہمارے دامن میں دین و اخلاق کی جو رہی سہی پونجی ہے اسے بھی لٹا دیں؟ کیا آزادی کا یہ مطلب تھا کہ قوم اسلام اور عقلِ سلیم کی ہر پابندی سے آزاد ہو جائے؟ اگر یہ مقصد نہیں تھا اور ظاہر ہے کہ نہیں تھا تو آخر کونسا وقت آئے گا جب ہم ان تمام کوتاہیوں کی تلافی کر کے اس ملک کو حسین خوابوں کی تعبیر بنا سکیں گے جو قیام پاکستان کے وقت دیکھے گئے تھے؟ ؎

گوئے توفیق وسعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں در نمے آید سواراں را چہ شد

(ماہنامہ "الحق" اگست ۱۹۸۹ء)

Marfat.com

قومی شعور کی آزمائش

انتخابات، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے عام انتخابات ۱۹۹۰ء کے انعقاد میں اب محض چند روز باقی رہ گئے ہیں اہلِ پاکستان کو امورِ مملکت میں شرکت کیلئے اپنے نمائندوں کے انتخابات کا یہ موقع وطنِ عزیز کی تاریخ میں چوتھی بار حاصل ہو رہا ہے۔ قیامِ پاکستان کے ۲۳ برس بعد ۱۹۷۰ء میں قومی سطح پر اپنے نمائندوں کے چناؤ کا موقع پہلی بار ملا تھا مگر افسوس کہ اس آزمائش میں ہم پورے نہ اُتر سکے۔ ہمارے ووٹوں سے ایسے لوگ ہماری نمائندگی کے منصب پر فائز ہوئے جنہوں نے ملک کو اپنی ہوسِ اقتدار اور خود غرضیوں کی بھینٹ چڑھا دیا، آگ اور خون کی ہولی کھیلی گئی، خانہ جنگی کا بازار گرم ہوا، ملک کے آدھے اور عظیم تر حصے کو کاٹ پھینکا گیا۔ معاشرے میں دھونس، دھاندلی، دھکے اور بیحیائی کا چلن عام ہوا۔ کارخانوں پر تالے پڑے، مزدوروں پر گولیاں چلیں، ترنگا جھنڈا لہرا کر ہر طرح کی قانون شکنی کا اذنِ عام ملا۔ وابستگانِ دربار کی سرپرستی میں گلی گلی جرائم کے اڈے کھل گئے، تعلیمی ادارے تاراج ہوئے، ملازمتوں میں اہلیت کے بجائے پارٹی وابستگی کو ترجیح حاصل ہوئی مصلحین باغی قرار پائے، فسطائیت کے بدترین مظاہرے ہوئے، مخالف سیاسی راہنما اور عوامی نمائندے جیلوں میں شرمناک تشدد اور رسواکن سلوک کا نشانہ بنے، سیاسی قتل روز کا معمول بن گئے، پارلیمنٹ میں ننھی سی اپوزیشن کی نحیف آواز بھی طبع نازک پر گراں گذرنے لگی، حزبِ اختلاف کے سیاسی راہنما اور علما مسلح گارڈ کے ذریعہ اسمبلی ہال سے اٹھوا کر باہر پھینکوائے جاتے رہے، تعلیم گاہیں مقتل بنیں، قوم کی بیٹیاں دن دہاڑے سڑکوں سے اٹھائی جانے اور گورنر ہاؤس سے برآمد ہونے لگیں، صحافت پا بہ زنجیر بن گئی، عقوبت گاہیں اور تعذیب گھر ستم رسیدوں کی فریادوں سے گونج اٹھے

Marfat.com

بالآخر مظلوموں کی آہیں قہرِ خداوندی کو جوش میں لانے کا سبب بنیں، پسنے والے مظلوموں کو ظالموں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا حوصلہ عطا ہُوا، تمام سیاسی راہنماؤں کو "نظامِ مصطفیٰ" کی چھتری تلے پناہ ملی، مولانا مفتی محمود مرحوم کی قیادت پر سب متفق ہوئے، خالص دینی اور مذہبی قیادت اور مسلمانوں میں تحریک نظامِ مصطفیٰ کی کامیابی کی صورت میں نفاذِ شریعت کی قطعی توقعات کے پیشِ نظر جذبۂ جہاد ایسا اُبھرا کہ نہتے عوام تنی ہوئی سنگینوں کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور گولیوں کی بوچھاڑ کے مقابلے میں فولادی چٹان بن گئے، بالآخر ظلم کی یہ رات ختم ہوئی۔ اس دورِ ظلمت کی تباہ کاریوں کے اثرات اور نتائج قوم آج تک بھگت رہی ہے۔

یہ باتیں کچھ پرانی نہ تھیں ہم سب کے آنکھوں دیکھے واقعات ہیں، یہ سب کچھ سیاسی قائدین اور خود ہمارے اوپر بیتا ہے۔ قوم کے ہر فرد کے حافظے میں یہ داستان ساری ابھی محفوظ تھی کہ ۸۸ء کے الیکشن کے نتیجے میں کچھ قومی شعور کی بے حسی، کچھ بعض دینی حلقوں کی سیاسی غلطیوں اور کچھ عوام کی غفلت و لاپرواہیوں اور زیادہ تر قومی اور اجتماعی نوعیت کے گناہوں کا ثمرہ تھا کہ ہم لوگ ریورس گیر لگا کر اس مقام پر جا پہنچے جہاں سے ۷۷ء میں گلو خلاصی کے لیے قوم نے عظیم قربانیاں دے کر جبر و استبداد کی تاریک رات سے نجات حاصل کی تھی۔

فسطائیت کے وہی اعمال، جبر و استبداد اور ظلم و ستم کی وہی داستان پھر رقم ہونے لگی جس کا آغاز مسٹر بھٹو نے کیا تھا بلکہ بیٹی کا دورِ حکومت باپ کے دورِ اقتدار سے کئی لحاظ سے بدتر تھا سب سے بڑھ کر یہ کہ اسلامی احکام، قرآنی تعلیمات، قطعی نصوص، شرعی سزاؤں اور نبوی تعلیمات کا کھلے بندوں مذاق اڑایا جانے لگا، سابقہ حکومت کی تمام مشینری اور پیپلز پارٹی اپنے آقاؤں اور ہمکاروں سمیت خم ٹھونک کر "شریعت بل" کے مقابلے میں آگئی ـــــ اب کے بار بھی دینی حلقوں، مذہبی جماعتوں اور سیاسی پارٹیوں کو بالآخر "شریعت بل" کی چھتری تلے آئے بغیر کوئی دوسرا چارہ نہ رہا۔

چنانچہ مولانا سمیع الحق کی دعوت پر آل پارٹیز شریعت کانفرنس کے انعقاد کے بعد

Marfat.com

ان ہی کی راہنمائی اور قیادت میں تحریک نفاذِ شریعت کا آغاز ہؤا، بیرونی طاقتوں کو تحریک کا ہدف بہت جلد کامیاب ہوتا نظر آیا لہٰذا اسمبلیاں تڑوادیں کہ شریعت بل کو ڈائنامیٹ کر دینے کے لیے اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ ۶ سال کا گذشتہ عہدِ ستم اور ۲۰ ماہ کا حالیہ دورِ استبداد کس گناہ کی پاداش اور کس غلطی کے نتیجے میں ہم پر مسلّط ہؤا تھا؟ اس کا سیدھا سادھا جواب یہی ہے کہ گذشتہ ادوار میں قوم کو اپنے نمائندوں کے انتخاب کے جو مواقع ملے تھے ان کا وہ صحیح استعمال نہ کرسکی، رائے دہندگان کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنے سے قاصر رہے، کردار کے بجائے گفتار اور عمل کے بجائے دعوؤں کے فریب میں آگئے۔

ملک گیر تنظیم اور قومی و ملّی مزاج اور ملک کی نظریاتی اساس کے تحفظ کا ملشور رکھنے والی جماعتوں کو نظر انداز کر کے فسطائیت کے علمبرداروں کے سر پر اقتدار کا تاج سجا بیٹھے، نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے لوگ سیاہ و سفید کے مالک بن بیٹھے جنہوں نے اپنے دورِ حکومت کا ایک ایک لمحہ اہلِ وطن کے لیے جہنم بنادیا۔

اسی تناظر میں دیکھا جائے تو اب سے چند روز بعد ۲۴ اور ۲۷ اکتوبر کو ہونے والے انتخابات ایک بار پھر ہمارے قومی شعور کی نہایت کڑی آزمائش ہیں، مستقبل کے کئی برسوں کے ایک ایک لمحے کا انحصار ان انتخاب میں قوم کی جانب سے سامنے آنے والے فیصلے پر ہوگا یہ موقع سیاسی جماعتوں بالخصوص دینی، مذہبی اور اسلام پسند قائدین، حکومت اور عام ووٹروں سمیت پوری قوم کا نہایت کڑا اور نازک امتحان ہے۔

(ل) ان امتحانات میں سیاسی پارٹیاں بالخصوص مذہبی و دینی اور اسلام پسند جماعتیں جس آزمائش سے دوچار ہیں اس میں کامیابی کی راہ ان کے لیے صرف یہی ہے کہ وہ اپنی اجتماعی قوت کو منفی، خالص گروہی اور ملکی مفاد سے بالاتر صرف جماعتی مقاصد کے بجائے مثبت اور قومی و ملّی اور خالص دینی مقاصد کے لیے استعمال کریں، ایسی انتخابی حکمتِ عملی سے گریز کیا جائے جس سے کسی بھی اسلام پسند قوت کا نقصان ہو اور براہِ راست فسطائیت کے کسی بھی علمبردار کے لیے کامیابی کی راہ ہموار ہو۔

Marfat.com

(ب) یہ انتخابات خود حکومت کے لیے بھی ایک کڑی آزمائش ہیں حکومت کا امتحان یہ ہے کہ وہ کس حد تک اپنے وعدوں کے مطابق آزادانہ، منصفانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کرانے میں کامیاب ہوتی ہے۔ اس کے فیصلے، اقدامات اور انتظامات کہاں تک انتخابات کے اعتبار کو مستحکم کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ انتخابات کو ہر طرح کی بدعنوانی سے پاک رکھنا حکومت کا ایسا فریضہ ہے جس پر ملک کے پورے مستقبل کا دارومدار ہے، اس موقعہ پر معمولی سی لغزش سے بھی پورا انتخابی عمل مشتبہ قرار پا سکتا ہے۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ دستور میں دیئے گئے اہلیت سے متعلق شرائط اور اصولوں کو ترک و پامال کرنا خود اپنی مشکلات میں خاصا اضافہ کرنا ہے۔ ملکی دستور میں امیدواروں کے لیے سیرت و کردار اور نظریاتی شناخت کے سلسلہ میں جن شرائط کو لازمی قرار دیا گیا ہے ان کی تکمیل کا اہتمام تو کجا ان کو یک لخت فراموش بلکہ معدوم کر دینے کو قومی اور ملی اقدار سے استہزاء اور تضحیک کے سوا اسے کوئی دوسرا نام نہیں دیا جا سکتا۔ ایسی صورتحال میں حکومت کی آزمائش دو بنیادی ذمہ داریوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے، ایک امن و امان کا اہتمام و استقرار اور دوسرے ہر نوعیت کی دھاندلیوں کا مکمل سدِ باب۔

(ج) ان انتخابات میں بھی تیسری اور اہم ترین آزمائش ملک بھر کے ان کم و بیش پانچ کروڑ رائے دہندگان کی ہے جن کے نام انتخابی فہرستوں میں درج ہیں ملک کا مستقبل عملاً ان کے ہاتھ میں ہے۔ ۱۹۷۰ء، ۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۸ء میں رائے دہندگان نے جو فیصلے کیے تھے بعد کے عرصہ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۰ء تک مسلسل ۲۰ برسوں کا ایک ایک لمحہ ان فیصلوں سے متاثر ہوا اور اب ۲۴ اور ۲۷ اکتوبر کو رائے دہندگان جو فیصلہ کریں گے، جیسے نمائندے منتخب کریں گے ہمارے مستقبل کا سارا انحصار اسی پر ہوگا۔ اس لیے ان انتخابات کو غیر اہم اور غیر سنجیدہ معاملہ سمجھ کر ان سے لاتعلقی کا رویہ اختیار کیے رکھنا پوری قوم اور اسکے ایک ایک فرد کیلئے نہایت خطرناک اور سنگین نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔ ایک اسلامی مملکت کے شہری کے لیے الیکشن میں ووٹ دینا محض ایک سیاسی عمل نہیں بلکہ ایک دینی فریضے کی ادائیگی اور قرآن کے اس حکم کی تعمیل ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الیٰ اھلھا۔

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے سپرد کرو جو امانتوں کا حق ادا کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔"

اب ظاہر ہے کہ ملک کے تمام وسائل و ذرائع اور حکمرانی جیسے اہم ترین مناصب سپرد کرنے کے معاملے میں اسلامی مملکت کے ایک مسلمان شہری کا لاتعلق رہنا کس قدر سنگین جُرم ہو سکتا ہے۔

ہم خود کو لاتعلق رکھ کر ایک دن کی زحمت سے تو بچ سکتے ہیں لیکن اس ایک دن میں ہونے والے اہم فیصلے کے نتائج سے محفوظ نہیں رہ سکتے جو برسوں کے لیے ہماری زندگی کے ایک ایک لمحے کو اپنی گرفت میں لے لیں گے۔

ووٹ کا استعمال درحقیقت فریضۂ شہادتِ حق کی ادائیگی ہے جو حق کا ساتھ نہ دے گا وہ لازماً باطل کا مددگار ہوگا، خیر کے مغلوب اور شر کے غالب ہونے کا ذریعہ بنے گا۔ ووٹ مقدس امانت ہی نہیں ایک مؤثر قوت بھی ہے اور یہ مستقبل کے حکمرانوں کا تقرر نامہ ہے۔ ملک بھر میں ووٹروں کے سامنے ہر حلقے میں کئی کئی امیدوار موجود ہیں، کسی اُمیدوار کے حق میں رائے دینے کی مختلف بنیادیں ہو سکتی ہیں، برادری، قبیلے، زبان اور مسلک و عقائد کے رشتے ہمارے فیصلوں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری، اخلاقی ذمہ داریوں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے ملک و قوم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ووٹر تمام تعلقات اور وابستگیوں سے بالاتر ہو کر یہ دیکھے کہ اس کے سامنے موجود اُمیدواروں میں سے اپنے کردار، تقویٰ، خداترسی اور اہلیت کے لحاظ سے کون بہتر ہے، پھر جسے وہ اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق بہتر سمجھے اُس کے حق میں اپنی رائے استعمال کرے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:-

"جس نے مسلمانوں کی کسی بھی چیز پر کسی ایسے شخص کو والی اور حاکم بنا دیا جس سے بہتر آدمی موجود ہو تو اُس نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے خیانت کی۔"

Marfat.com

نگران حکومت کا اصولی مؤقف سے انحراف | انتخابات اور مستقبل کی نئی حکومت کی تشکیل کے حساس مرحلہ میں

نگران حکومت بھی سیاسی قوت کی فراہمی کی خاطر جو چالیں چل رہی ہے اس سے خود حکومت کی سیاسی اہلیت کے تاثر اور اس کے ذاتی وقار میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اگر اس مزاج، اور کردار کے وڈیروں اور سرمایہ داروں اور پیپلز پارٹی کی ذہنیت کے سیاست کاروں کا مزید حصار قبول کیا جاتا رہا تو قوم کو مایوسی کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ اگر نگران حکومت ارباب اقتدار کو شکار کھلانے والے پیشہ ور ابن الوقتوں کو وزارتیں بانٹنے، انہیں سرکاری خرچ پر پرانے پاپیوں کے گروپ تشکیل دینے کے ٹھیکے دینے اور ان کی انتخابی کامیابی کی راہیں ہموار کرتی نظر آئے گی تو احتساب میں عدل وانصاف کا بھی خدا ہی ہی حافظ ہے۔

اگر عوام نے نگراں حکومت سے نفاذِ شریعت (محض خوش فہمی) حقیقی جمہوریت کے فروغ، منصفانہ وغیر جانبدارانہ انتخابات اور پُرامن انتقالِ اقتدار کی توقعات وابستہ کی ہوئی ہیں تو کیا یہ توقعات غلام مصطفےٰ کھر، عابدہ حسین، قاضی عبدالمجید، شہزادہ گستاسپ، جام صادق جیسے اصحاب کے ذریعے پورے ہوں گی۔ اگر ان لوگوں کے ذریعہ نفاذِ اسلام یا قوم وملک کی خدمت ممکن ہوتی تو ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفےٰ، ۱۹۸۵ء کا نفاذِ شریعت بل، متحدہ شریعت محاذ، ۱۹۸۹ء کی متحدہ علماء کونسل اور ۱۹۹۰ء کی تحریک نفاذِ شریعت چلانے کی نوبت ہی کیوں آتی؟ ملکی استحکام اور سالمیت اور نظریاتی اساس کے تحفظ کے لیے نگران حکومت کا یہی وہ سیاسی ہوم ورک ہے جو پیپلز پارٹی کے پٹے ہوئے جاگیردار اور سرمایہ دار مُہروں کی پیش رفت کی صورت میں سامنے لایا جارہا ہے۔ امیدواروں کی اخلاقی اہلیت کے تعین کے لیے کچھ معیارات بھی دستور میں متعین ہیں مگر اس کے باوجود ماضی کے اعمال کی روشنی میں دستور ہی کے طے کردہ ان عناصر کی سابقہ نااہلیوں کے لیے استثنیٰ کی راہیں پیدا کی جارہی ہیں جنہیں خود صدر نے سنگین جرائم، قومی وملی گناہ اور بدترین بداعمالیوں کی دستاویزی شہادتوں کی بنیاد پر نااہل قرار دیا تھا۔

Marfat.com

ہماری رائے یہ ہے کہ انفرادی استثنیٰ کے چور دروازے کھولنے کے بجائے حکومت اصولی مؤقف اختیار کرے، اگر اصولی مؤقف سے رُوگردانی کی گئی تو خود غرضانہ اور اقتدار پرستانہ سودے بازی کے الزام سے مفر نہیں ہوگا۔ اصولی مؤقف ہی حکمرانوں کو راستی، عدل، یکسانیت کے صراط مستقیم پر جادۂ پیمار کھتا ہے۔ مصلحت و منفعت اور غرض مندی و مطلب برآری والے مؤقف ہمیشہ ناکامی کا سبب بنا کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتوں کو انتخابات میں بھرپور حصہ لینا چاہیئے، البتہ انہیں جمہوری آداب اور ملی و نظریاتی تقاضوں کا پابند ضرور کیا جانا چاہیئے۔ بلا امتیاز یکساں اور اصولی مؤقف کے ساتھ پیش رفت نگران حکومت سمیت صدر کے سیاسی مستقبل کو محفوظ کرنے کا سبب بن سکتی ہے، بصورت دیگر احتساب کے نام سے عدل و انصاف کا استہزاء ہوگا اور انتخابات کے نام سے غیر منصفانہ روایات کا فروغ! ایسے رویہ اور حد درجہ گھٹیا اور نامناسب طریق کار کے پیش نظر یہ اندیشہ اور خطرہ رد نہیں کیا جا سکتا کہ مملکت کا مستقبل ماضی سے زیادہ خطرناک اور بھیانک ہو۔ ولا فعلها الله

(ماہنامہ "الحق" ستمبر ۱۹۹۰ء)

Marfat.com

چمن بچاؤ!
غمِ آشیاں کا وقت نہیں

مملکتِ پاکستان اس وقت جس گھمبیر اور اضطرابی صورتحال سے دوچار ہے وہ کسی بھی پاکستانی شہری سے مخفی نہیں۔ سیاست کی ابتری، حکمرانوں کی نااہلی، مواعظ و تلقین کی بے اثری، اتحاد و اعتماد کا فقدان، قومی یکجہتی کی تباہی، جان و مال کا عدم تحفظ، قتل و غارتگری، تباہ کن بموں کی دھماکہ خیزی، کراچی کے بعد اب پشاور میں تخریب کاروں کا مؤثر کردار، بے گناہ شہریوں، باپردہ عورتوں اور بے گناہ معصوم بچوں کا قتلِ عام، جلسہ وجلوس اور گندی نعرہ بازی قوم کا مقدر بن چکی ہے، اسی کو شائستگی اور ملک و قوم کے عروج کا زینہ سمجھا جا رہا ہے۔

حکمرانوں کو اسلام اور پاکستان سے زیادہ اپنے اقتدار کا تحفظ عزیز ہے، سیاستدانوں کو ملکی سالمیت اور نفاذِ شریعت سے بڑھ کر اپنی انا اور سیاسی ساکھ پیاری ہے، ملکی سرحدات پر نئی صورتحال خطرے کا الارم بجا رہی ہے، بعض سندھی لیڈروں کا کردار صوبہ سندھ کو تباہی کے کنارے پہنچا چکا ہے۔ بعض سامراجی قوتیں اور ناعاقبت اندیش سیاستدان غیر ملکی اشاروں پر ناچ ناچ کر مملکت کے چہرے پر بدنمائی کا داغ بن چکے ہیں۔ صوبہ سرحد کے بعض جمہوریئے یکے بعد دیگرے روسی افغان پٹھو حکومت اور کٹھ پتلی ڈاکٹر نجیب اللہ سے ملاقات و مذاکرات اور صوبہ سرحد میں حالیہ فسادات سے پتہ چلتا ہے کہ ڈور کہاں سے ہلائی جا رہی ہے؟ برسوں پر محیط اشتراکی نظریات کے فروغ کی کوششوں کی وجہ سے آج پورے معاشرے کا "تن ہمہ داغ داغ" ہو چکا ہے۔ ایسے حالات میں علماء حق اور کاروانِ ولی اللّٰہی کے جانباز سپاہی اور تحریک نفاذِ شریعت کی مساعی "پنبہ کجا کجا نہم"، کی معمولی سی کوشش بھی اگر اربابِ علم و بصیرت

Marfat.com

اور اہلِ فکر و نظر کے دریچے وا کرنے کا سبب بن جائے تو اس سلسلۂ مبارکہ کو سعی لاحاصل قرار نہیں دیا جا سکتا ہے

ٹمٹماتے ہوئے مٹی کے دیئے پر نہ ہنسو
یہ بھڑک کر نہ کہیں آتشِ کاشانہ بنے

ملک کی تازہ ترین صورتحال، تباہ کاریاں اور بے چینی و اضطراب اور تخریب کاری کی مسلسل وارداتیں اور اس کا پس منظر، پاکستان کے اسلامی تشخص کے خلاف اندرونِ ملک تشکیل پانے والے منصوبوں، بیرونِ ملک علی الاعلان تربیتی پروگراموں اور دہشت گرد کارروائیوں سے پورے ملک اور معاشرے میں سراسیمگی اور انارکی پھیل چکی ہے، روسی توسیع پسندی کے مذموم اور کثیر المقاصد منصوبوں کے لیے درکار پاکستانی نوجوانوں کی روس منتقلی کا کام دن بدن زور پکڑتا جا رہا ہے اور وہاں تربیت مکمل کر کے واپس آنے والوں کی گروہ در گروہ واپسی گذشتہ سالوں سے کئی گنا بڑھ گئی ہے اور اب یہ معاملہ اپنے عروج پر پہنچ چکا ہے، کریملن کے نزدیک پاکستان کی سالمیت اور نفاذِ شریعت ان کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے اور ہر ممکن طریقہ سے اسے ملیا میٹ کر دینا ان کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ چنانچہ روسی لٹریچر اور اشتراکی پروپیگنڈہ میں وسطی ایشیا کے مسلمانوں کی پستی اور غربت کا سب سے اہم سبب اسلام سے اب تک ان کے قلبی لگاؤ کو ٹھہرایا جاتا ہے اور اسلامی اقدار کو ان کے معاشی و معاشرتی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بیان کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف جاگیردارانہ نظام کے سب سے بڑے محافظ کے طور پر اسلام کو قصوروار ٹھہراتے ہوئے بار بار پاکستان کو بطور مثال بیان کیا جاتا ہے۔

بہر حال اب ہمیں اپنے ملک کے حالات کا ایک غیر جانبدارانہ تجزیہ اور تخریب کاری و ہلاکت خیزی کے مسلسل واقعات کا جائزہ لینا چاہیئے، یہ کہیں روسی عزائم کی تکمیل اور ان کی تباہ کن منصوبہ بندی کا شاخسانہ تو نہیں!

واضح رہے کہ لینن کے تحریر کردہ سائنٹیفک کمیونزم کے بنیادی نکات جن کی مدد سے کسی بھی ملک میں کمیونسٹ انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے کے مطابق:-

Marfat.com

اوّلاً۔ متعلقہ ملک میں بے چینی، بے اطمینانی، معاشی بدحالی، بدامنی، خلفشار اور مایوسی و عدم تحفظ کی فضا پیدا کرنا۔

ثانیاً۔ حکومت کی کمزوری اور اس کا عدم استحکام۔

ثالثاً۔ عوام کا اپنی حکومت اور مروجہ نظام کے خلاف اُٹھ کھڑے ہونا۔

رابعاً۔ کمیونسٹ نظریات کی حامل پارٹیوں کی موجودگی، ان کی تنظیم و اتحاد، انقلابی عمل کی تحریک و قیادت اور بیرونی سوشلسٹ ممالک سے مدد طلب کرنا۔

خامساً۔ آخر اور منظم تحریک کی انتہا پر لینن اور مارکس کے عملی اصولوں اور تجربات کی پیروی کرنا جو سب سے اہم اور مؤثر جزو ہے۔

مندرجہ بالا اصولوں کے دیکھنے سے کمیونسٹ لابی کے پورے کھیل کے خدوخال آپ کے سامنے ہیں جو وہ پاکستان میں اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کی خاطر کھیل رہے ہے۔

سرحد و سندھ میں بعض معمر ترین سیاسی پیادے بساط پر گردش میں ہیں بائیں بازو کی مختلف نظریاتی تنظیموں کا اتحاد ہو چکا ہے "جہاد" مجاہدین و مہاجرین کے خلاف منظم اور مؤثر پروپیگنڈہ زوروں پر ہے۔ روس میں ۱۸ ماہ دہشت گردی کا تربیتی پروگرام وسیع تر کیا جا رہا ہے۔ سندھ کے بعد اب صوبہ سرحد کو ٹارگٹ بنا دیا گیا ہے، تخریب کاروں اور روسی آلۂ کار پارٹیوں کی بھرپور مالی اعانت کی جا رہی ہے، خلوت خانوں اور پارٹی محفلوں میں کھلم کھلا رقص و شراب کی محفلیں منعقد کی جا رہی ہیں، شراب نوشی اور زناکاری کے کھلے بندوں ترغیب دی جا رہی ہے اور اس کارِ خیر کو انجام دینے والے اخبارو ذمہ دار حضرات کی خدمات کا نذرانہ پوری باقاعدگی سے ان تک پہنچایا جا رہا ہے، لاوا اُبلتا رہا اور اب پک چکا ہے خدا نہ کرے کہ چھلک پڑے ؎

خدا سے خیر مانگو آشیاں کی نظر بدلی ہوئی ہے آسماں کی

کیا کہیں اور کس سے کہیں! کون سنتا ہے، کون سمجھتا ہے ؎

داستانِ درد کی ہم کس کو سنائیں آخر جس کو دیکھو وہی دیوار نظر آتا ہے

کیا حکومت، سیاست دانوں سے، نوجوانوں سے، اخبار نویسوں سے، واعظوں اور

Marfat.com

خطیبوں سے، عوام سے، مزدوروں سے، مردوں سے، عورتوں سے، آخر کون ہے جس پر یہ حقیقت واشگاف نہیں؟ کون ہے جس کی آنکھیں یہ مناظر دیکھنے سے قاصر ہیں و کون ہے جسے ایسے بدیہی حقائق بھی سمجھ میں نہیں آتے؟ ے

وہ خود بتائیں کہ روشن ہے آفتاب کہاں
مجھے یہ ضد بھی نہیں ہے کہ دن کو رات کہوں

چالیس سالہ بغاوت و سرکشی اور مسلسل طغیان و تمرد اور خدا کی طرف سے دی ہوئی طویل مہلت سے ہم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اب بھی مہربان اور رؤف و رحیم رب ذوالجلال کی طرف سے حالیہ واقعات اور پراگندہ حالات، تنبیہ و عبرت اور بیداری اور سمجھداری کے تازیانے ہیں۔

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

اب بھی وقت ہے کہ قوم کا سمجھدار، ذی شعور اور دیندار طبقہ ایک قوت اور ایک طاقت بن کر بغیر کسی خوف اور اندیشۂ لومۃ لائم کے نہتے افغان مجاہدین کی طرح باطل قوتوں سے ٹکرا جائے ایک حکمتِ عملی، ایک تدبر و تنظیم، ایک قومی وحدت، ایک منشور اور ایک جھنڈے تلے جمع ہوں۔ اب کسی تفریق و انتشار، کسی جاہ و منصب کی طلب، کسی جماعتی و گروہی تعصب کا وقت نہیں، اب کام کا وقت ہے، سنبھلنے کا وقت ہے ع

چمن بچاؤ، غمِ آشیاں کا وقت نہیں

چالیس سال حکمرانوں کو آزماتے رہے، قومی راہنماؤں کو آزمایا، سیاسی بساط کے مہرے آگے پیچھے ہوتے رہے، قوم کے خون سے ان کے محلات کو روغن مہیا ہوتا رہا مگر خودغرض اور عیش پسند راہنماؤں کو کبھی بھی اپنی بھوکی، مفلس، غریب اور غیر منظم رعیت کی حالتِ زار پر ترس نہیں آیا۔ غریب کا نام سب لیتے ہیں مگر خود وڈیرے اور وڈیروں کے ایجنٹ ہیں۔ امریکہ اور روس پر سب لعنت بھیجتے ہیں مگر اندرونِ خانہ دل کی دُنیا اُن ہی کی یاد سے آباد ہے۔ اب صرف ایک راستہ ہے اور ایک لائحہ عمل! وہ اسلامی قوتوں کا اتحاد و اسلامی فکر کی

Marfat.com

کی یکجہتی، وہ اسلامی جذبۂ جہاد کی وحدت، وہ دینداری و بیداری کی یگانگت اور وہ صرف اور صرف خدا کی ذات پر بھروسہ کر کے، اللہ کی عظمت کا یقین رکھ کر اُس کی نصرتِ غیبی کے سہارے کمر کس کر کسی یمین و یسار کی طرف نظر اٹھائے بغیر تحریک نفاذِ شریعت کا پرچم لیکر تمنائے شہادت کا سودائے عشق سر میں سمائے میدانِ عمل میں کود آئیے۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کا مشن، ابوالکلام آزادؒ کی سیاست کا خلاصہ جمعیۃ علماء ہند و پاک کے منشور کا مرکزی نقطۂ عمل، شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی تاریخ ساز قیادت کا مطمعِ نظر، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حکیم الامت حضرت تھانویؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا مفتی محمودؒ کی ولولہ انگیز راہنمائی کے سنگِ میل اور کامرانی و ہدایت کے واضح نشانِ راہ، نظامِ شریعت کے نفاذ و ترویج اور تحریک شریعت کی مساعی اور اکابر علماء دیوبند کی قیادت و راہنمائی اور ان کی بابرکت سیادت میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ نفاذِ اسلام کا حالیہ سنگین اور نازک ترین مرحلہ سب کے لیے امتحان و آزمائش کا تاریخ ساز موڑ ہے۔ خدا کرے کہ سب کو کامیابی اور غلبہ و ہدایت کی راہ یابی حاصل ہو ۔

گوئے توفیق و سعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں درنمے آید سواراں راچہ شُد

(ماہنامہ "الخیر" ملتان، جولائی ۱۹۸۶ء)

Marfat.com

اشتراکیت کے ظالمانہ اور استحصالی نظام کی ترویج

علامات اور خطرات

ملک کی تازہ ترین سیاسی صورتحال، سرحدات پر منڈلانے والے خطرات کے بادل، روسی کابل جہازوں کی روزانہ پاکستانی سرحدات کی خلاف ورزیاں، وحشیانہ بمباری اور فیکٹروں بے گناہ معصوم شہریوں کا لقمۂ اجل بن جانا، سندھ میں علیحدگی پسند عناصر کا راج، بلوچستان اور سرحد میں سرخ انقلاب کی علی الاعلان ترغیب، لادین عناصر کا باہمی اتحاد، روسی لابی کے ایجنٹوں کا مسلسل متحرک رہنا، ملک کی اہم سیاسی شخصیتوں کا علی الاعلان روسی حکومت اور وہاں کے نظام کے گن گانا، بعض اہم سیاسی لیڈروں کا جہادِ افغانستان میں روسی موقف کی حمایت، مذہبی اور دینی جماعتوں کا باہمی سر پھٹول، پھر ہر جماعت کی متعدد ٹولیوں میں تقسیم در تقسیم، ذاتی انا اور سیاسی مفادات کے تحفظ کے پیشِ نظر دینداروں اور علماء سے اعراض، مگر بے دینوں اور فسقاء سے اتحاد، سیاسی فضاؤں اور ہواؤں کے رخ میں بہہ کر نفاذِ شریعت تک کی مخالفت کر ڈالنا اور پھر بھی دامن پاک دکھانا، صدر ضیاء الحق کے اسلامائزیشن کی ریورسنگ اور وزیر اعظم محمد خان جونیجو کا ایسی شریعت کے نفاذ کا اعلان جو سب (دہریوں، کمیونسٹوں، بے دینوں، شیعوں، پرویزیوں، مرزائیوں، امریکیوں، روسیوں) کے لیے قابلِ قبول ہو، حکمرانوں سمیت اہم سیاسی لیڈروں کی منافقت اور گرگٹی چالیں، ملک میں عام بیروزگاری، اشیائے ضرورت کی کمیابی اور ملک کا سیاسی اور اقتصادی بحران! بظاہر یہ سب علامات اور نشانیاں اشتراکی فکر و نظریہ اور اس کے استحصالی نظام کے خطرناک غلبہ و استحکام کی خبر دے رہی ہیں۔ اس کی آمد سے پہلے جو نشانیاں بالعموم ظاہر ہوتی ہیں یا بربادی اور ہلاکت کی جن نشانیوں کے جلو میں

Marfat.com

یہ آتا ہے وہ زیادہ واضح ہوتی جارہی ہیں کہ روسی درندوں، اس کے فکری ہمنوائی کارندوں اور ایجنٹوں نے پاکستان کی مقدس سرزمین کو بھی سرخ فوج سے تاخت و تاراج کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور یہاں بھی اسلام اور مسلمانوں کا وہی حشر برپا کرنا چاہتے ہیں جو سمرقند، بخارا اور تاشقند یا دیگر اسلامی ممالک میں ہوچکا ہے۔

اشتراکی نظریات اور مظالم اور کمیونزم کی یلغار کے لیے جو دواعی اور علامات اُبھر اُبھر کر سامنے آرہے ہیں اُن میں پہلی علامت ملک کا اقتصادی بحران اور ہر آن بڑھتی ہوئی بیروزگاری اور ضروریاتِ زندگی کی کمیابی ہے، معاشی حالات دن بدن خراب تر ہوتے جارہے ہیں اور اب پاکستانی روپے کی قیمت گر جانے سے اس نے مزید تشویشناک صورت اختیار کرلی ہے۔ حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشی اور سیاستدانوں کی بے جا ہٹ دھرمیاں مستقل اندیشوں کی ماتما بن گئی ہیں۔

معاشی بدحالی اور بیروزگاری کے مہیب سایوں میں جرائم اور دوسری معاشرتی بیماریاں کثرت سے جنم لے رہی ہیں۔ رشوت ستانی اور نوجوانوں میں معاشرتی اور اخلاقی اقدار سے بغاوت کے رجحانات بڑی تیزی سے ابھرنے لگے ہیں۔ ملکی پیداوار میں تشویشناک نقصان کی وجہ سے متوسط اور غریب طبقوں کی کمر ٹوٹی جارہی ہے، ان کے لیے آرام اور سکون سے زندگی بسر کرنا تو کجا جسم اور روح کا رشتہ قائم رکھنا بھی دوبھر ہوگیا ہے۔ ملک کے ایسے اندوہناک معاشی حالات اشتراکیت کے عفریت اور آنے والے سُرخ انقلاب کے خطرے کی دُہائی دے رہے ہیں۔

اشتراکی نظام کی ترویج و اشاعت اور غلبہ و اپنائیت کی دوسری علامت ملک کے سیاسی حالات ہیں جو معاشی حالات سے بھی دگرگوں ہیں سرکاری ادارے ہوں یا سیاسی پارٹیاں سب کے مغربی طرزِ فکر اور لادین جمہوریت کے فروغ کے پیشِ نظر عوام یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ ان کی حیثیت کسی آزاد رائے دہندہ کی نہیں بلکہ بھیڑ بکریوں کی سی ہے جنہیں الکشنی ریلے میں شورش پسند قوتیں اپنی مرضی سے جس طرف چاہتی ہیں ہانک کرلے جاتی ہیں۔ عوام کے وجود کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ان کا ریلا طالع آزماؤں اور اقتدار کے حریصوں کو بہا کر

Marfat.com

مسندِ اقتدار سے ہمکنار کردے۔ عوام کے دلوں میں یہ بات بٹھادی گئی ہے کہ انہیں چالیس سال آزادی کے باوجود بہرطور غلام ہی رہنا ہے اور ان کا کام صرف اور صرف بد سے بدتر انقلاب لانا اور مسلسل فسطائیت کی راہ ہموار کرنا ہے۔ نااہل انتظامیہ اور بیوروکریٹس نے فسطائیت کے رجحانات رکھنے والی اقلیت کو اکثریت کی گردنوں پر بڑی آسانی سے مسلط ہونے کی قوت بہم پہنچائی ہے۔ ہر قسم کے بدترین انقلاب کا پیش خیمہ بدقماش نوکرشاہی کا وجود رہا ہے۔ اپنے ملک کی معاشرتی صورتحال میں ذرا جھانک کر دیکھئے، عوام کی عزت اور آبرو کے تحفظ کا کوئی معقول انتظام نہیں، انہیں ہر وقت جان کے لالے پڑے رہتے ہیں۔ اپنے جائز حقوق بھی بھاری رشوت دیئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ غنڈوں اور بدکرداروں کو سرِعام لوگوں پر دستِ تطاول دراز کرنے کی اجازت ہے معصوم بچوں اور بےبس عورتوں کا اغوا، ڈاکہ زنی، قتل و غارت زندگی کے عام معمولات بن گئے ہیں۔ سماج دشمن عناصر کی مذموم سرگرمیوں میں بڑے بڑے پردہ نشینوں کو بڑی بڑی رقموں میں خریدا جا چکا ہے۔ اشتراکی کاندے اپنے ایجنٹوں سے قصداً ایسے حالات پیدا کراکے عوام کو اس بات کے سمجھائی دینے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اشتراکی نظام کی بےرحم جکڑبندیوں کو بھی عافیت کا حصار سمجھ کر اس کے تحت رہنا اور اس کو اپنانا آسانی سے گوارا کر سکیں۔

غیر فطری اشتراکی انقلاب کے غلبہ و ترویج کی ایک بڑی علامت عوامی جذبات میں انتشار، ہیجان اور اشتعال اور چھوٹے بڑے سیاسی لیڈروں کی چالبازیاں اور اشتعال انگیزیاں ہوا کرتی ہیں جس سے عوام کی سمجھ بوجھ اور غور و فکر کی صلاحیتوں کو بالکلیہ مفلوج کر دیا جاتا ہے ایسے حالات میں اشتراکی کارندوں کی پہلی چال یہ ہوتی ہے کہ ملک میں ایسے افراد یا جماعتیں جنہیں عوام سُننا گوارا کرتے ہیں یا اُن کا عوام میں علمی اور دینی اثر رسوخ ہوتا ہے انہیں نہایت ہی ذلیل ہتھکنڈوں کے ساتھ معاشرے میں بدنام کر دیا جاتا ہے۔ ملک کی حالتِ زار آپ کے سامنے ہے۔ علماءِ حق کا جو قافلہ تحریک نفاذِ شریعت کا علَم لے کر مثبت اور تعمیری سیاست کے ساتھ غلبۂ دین کا کام کرنا چاہتے ہیں حکومتی اور اشتراکی کارندے اور بعض سیاسی لیڈر دانستہ یا نادانستہ طور پر انہیں ملک و ملت کے غدار، سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ایجنٹ،

Marfat.com

عوام کے دشمن، قومی مفادات کے مخالف، اقتدار کے حریص، طالع آزما، سرکار نامدار کے محافظ اور خدا جانے کس کس حیثیت سے پیش کر رہے ہیں۔ ان کی اس قسم کی تقریروں، تحریروں اور اخباری بیانات سے غرض بس اتنی کچھ ہے کہ معاشرہ میں علمائے حق کا استخفاف کر کے کسی اسلامی انقلاب کی رہی سہی قوتیں بھی دفن کر دی جائیں۔

اشتراکی انقلاب کے بارے میں یہ بات بطور اصول یاد رہے کہ یہ انقلاب کیسے حالات میں آتا ہے، جب ملک علماء اور مذہبی قائدین کے وجود سے خالی ہو، اس لیے اشتراکیت کے علمبردار دینی قوتوں کو کچلنے یا اپنے ریلے میں ساتھ بہانے کے لیے پوری قوت صرف کر دیتے ہیں جس کا مقصد ملک کو قیادت اور نظام کے اعتبار سے ویرانہ بنانا ہوتا ہے تاکہ اس کی پنہائیوں میں ایک ہی آواز گونجے، کبھی وہ جمہوریت کی شکل میں ہو گی کبھی انتقالِ اقتدار کی شکل میں، کبھی عوامی بھلائی کی شکل میں، کبھی دینی قوتوں اور نفاذِ شریعت کی تحریک کو کچلنے کی شکل میں۔

غرض یہ ہوتی ہے کہ عام لوگ کسی ایک آواز کے پیچھے دیوانوں کی طرح چلتے رہیں اور ان سے اپنے اسلامی فکر و ذہن اور تعلیم و سیاست چھڑا دی جائے۔ اسی نقطۂ نظر سے ہمارے ملک میں اشتراکی کارندوں نے جو کام کیا ہے وہ منطقی لحاظ سے گویا اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے، عوام میں یاس اور قنوطیت پھیلائی جا چکی ہے۔ موجودہ جمہوری دور میں بھی انسانوں کو حیوانوں کی طرح جکڑ کر رکھنے اور نیچے تلے چارے پر زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے مگر یاد رہے کہ یاس و قنوط اور مایوسی کے اس فرسودہ نظام کو مسلمان قوم کسی طرح بھی اپنانے کیلئے تیار نہیں، جن کے نزدیک مایوسی کفر اور انسان اس کائنات میں خدا کا نائب ہے۔ اشتراکیت کے لیے ہر لحاظ سے موزوں اور راس آنے والا ماحول کسی ملک میں لوگوں کے فکری اعتبار سے تہی دامن، نخلِ افکار کا بے کار ہو جانا اور ان کی آب و تاب کا بالکلیہ مسلوب ہو جانا ہوتا ہے۔ روس کے اکثر حصے فکری اعتبار سے چٹیل میدان بن گئے تھے اور بعض حصوں میں فکری وحدت کو پارہ پارہ کر کے انتشار اور فکری تشتت کے خیمے گاڑ دیئے گئے تھے جس کی وجہ سے مارکسی نظریہ روس جیسے زرعی ملک کے لوگوں کو اپنائے بغیر کوئی دوسرا چارا نہ رہا۔ ہمارے ملک میں بھی اسی تجربہ کو دہرایا جا رہا ہے، قیادت کے اعتبار سے اسے ویرانہ بنا دینے

Marfat.com

کی کوششیں عروج پر ہیں۔ سیاسی مدبرین، بلند پایہ مفکرین، اسلامی انقلاب کے داعیین اور نفاذِ شریعت کے مخلص محرکین کو جھوٹے پروپیگنڈے اور غلیظ سیاست کی ناپاک چھینٹوں سے داغدار کر کے قوم کے اندر قومی معاملات میں حسن و قبح کی تفریق، مسائل کو سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیتیں اور غور و فکر کی صحیح آزادی کے راستے مسدود کر کے اشتراکی عفریت کے در آنے کی راہ صاف کی جا رہی ہے۔

دوسرے اشتراکی ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی چند سرپھروں نے اشتراکیت کی راہ ہموار کرنے کے لیے احمقانہ جدوجہد کو بامِ عروج پر پہنچا دیا ہے جس سے قوم کے اندر ایک خوفناک کشمکش شروع ہو گئی ہے، مگر انہیں کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا کرنے کا یارانہ ہوا کہ آیا واقعۃً بھی یہ نظریاتی مملکت اور یہاں کے باشندوں کی فضا اشتراکیت کے لیے موزوں بھی ہے؟ فرانس اور برطانیہ کا فکری ماحول مادیت سے عبارت ہے اور یہ بھی طے شدہ امر ہے کہ سرمایہ داری مادیت والحاد کا پہلا قدم اور اشتراکیت اس کا دوسرا قدم ہے۔ اور یہ حقیقت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اشتراکیت سرمایہ داری کے دائرے کو وسعت اور اس کے تسلط کو زیادہ مضبوط اور ہمہ گیر بنانے کا ظالمانہ پروگرام ہے۔ فکر و عمل کے میدان میں اس قدر یکجائی کے باوجود فرانس اور برطانیہ جیسی صنعتی اور مادی ممالک میں اسے پنپنے کی کوئی راہ نہ مل سکی جبکہ اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان کے باشندوں کے فکر و عمل کے محرکات الحاد اور مادیت سے بالکل علیحدہ اور جداگانہ ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہاں اشتراکیت کو ٹھونسنے کی کوشش کی گئی تو سوائے کشت و خون کے دوسرا کوئی بھی نتیجہ برآمد نہ ہوگا، افغانستان کی تازہ صورتحال اس کی قطعی شاہد ہے۔

ایسے حالات میں اربابِ بست و کشاد بالخصوص حکومت اور ملکی سیاست کے علمبرداروں کا سب سے پہلا اور بنیادی فرض یہ بنتا ہے کہ حالات کو ایسی ڈگر پر لیجانے سے گریز کریں جس سے اشتراکیت کے مادی نظام کو مسلمانوں میں فروغ حاصل ہو، اشتراکی نظام میں انسانی سرگرمیوں کی جولانگاہ بڑی تنگ اور محدود ہوتی ہے۔ یہ احساس ان لوگوں میں پرورش نہیں پا سکتا جو روحانیت کے ناپیدا کنار وسعتوں سے آشنا ہوں۔ اشتراکیت اور مادیت سے قنوطیت فروغ پاتی ہے مگر اسلامی اور روحانی تعلیمات سے رجائیت کی پرورش ہوتی رہتی ہے۔

Marfat.com

ایسے حالات میں ملک کے سیاسی اور اجتماعی نظام کے ارباب حل وعقد کا یہ پہلا اور بنیادی فرض ہے کہ وہ اب مزید کسی بھی لیت ولعل اور تاخیر و تعطیل کے بغیر نظام شریعت کے مکمل نفاذ کا اعلان کر دیں جو خالق کائنات اللہ جل شانہٗ کا بھیجا ہوا جامع اور مکمل دین ہے جس میں دُنیوی اور اُخروی فلاح کے حصول کی ساری تدابیر موجود ہیں۔ یہی ایک راستہ ہے جس سے پوری نوعِ بشری فلاح اور کامرانی کی راہ پا سکتی ہے مسلمان جو آج دُنیا میں ناکام اور نامراد ہیں تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں دین سے نسبت ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے دین کو پسِ پُشت ڈال دیا ہے ایسے حالات میں وہ لوگ جو دین کے داعی اور اسلامی انقلاب کے حامی اور ملک میں نفاذِ شریعت کے منشور سے وابستگی کا اعلان کرتے ہیں تو انہیں بھی اپنی انفرادی اور اجتماعی مساعی کا محور صرف اور صرف نفاذِ شریعت ہی کو بنا لینا چاہیئے مغربی فکر کے حامیوں، سوشلسٹوں، کمیونسٹوں، دہریوں اور ملک کے اساسی نظریات کی مخالف قوتوں کے ساتھ مل کر کسی صالح انقلاب کی توقع کرنا محض خوش فہمی اور طفل تسلی تو ہو سکتی ہے حقیقت پسندی نہیں۔ اور اگر حکومتی ارباب بست وکشاد اللہ اور رسولؐ کی شریعت کے بجائے سب کو خوش رکھنے والی شریعت اور اکبر کے دینِ الٰہی کے مثل کوئی ہمہ محبوب شریعت کی تلاش اور نفاذ کا اعلان کر رہے ہیں تو قوم اسے بھی کسی عقلمندی یا واقعۃً حقیقت پسندی پر محمول کرنے کو تیار نہیں، ایسی شریعت کی تلاش اور نفاذ کی بات اگر فاتر العقلی نہیں تو ناعاقبت اندیشی ضرور ہے۔

(ماہنامہ "الحق" فروری ۱۹۸۸ء)

Marfat.com

رُوبہ زوال کمیونزم

شکست و ریخت کے مرحلہ میں

نظامِ اسلام کی حکومت ــــ دنیا میں امن کی ضمانت

ایک وقت تھا جب مشرقی یورپ کے ممالک میں (محاورۃً) ایک تنکا بھی ماسکو کی مرضی و اجازت کے بغیر نہیں ہلتا تھا اور ایک وقت اب ہے کہ روس کی ذیلی اور طفیلی مقبوضہ ریاستیں ایک ایک کر کے کمیونسٹ پارٹی کی آمریتوں کو اٹھا پھینک کر نیا انقلابی راج قائم کرنے میں کوشاں ہیں اس وقت مشرقی یورپ میں کمیونزم سے بغاوت کا طوفان اُٹھ رہا ہے، دیوارِ برلن گر گئی ہے، مشرقی اور مغربی جرمنی آپس میں بغلگیر ہو گئے ہیں۔ ہنگری، چیکوسلواکیہ، بلغاریہ، مشرقی جرمنی اور پولینڈ میں یکے بعد دیگرے تابڑ توڑ کمیونسٹ حکومتیں ٹوٹتی رہی ہیں۔ لیتھونیا، رسٹونیا، لیٹویا اور تاجکستان بغاوت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ وسطِ ایشیا کی مسلم ریاستیں اور آذربائیجان تاجکستان، جارجیا، آرمینیا اور بالٹک وغیرہ میں مسلسل آزادی کے مطالبات آتش فشاں بننے والے ہیں۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ (البقرہ ۲۵۱)	اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا تو روئے زمین پر فساد برپا ہو جاتا لیکن اللہ تو جہان والوں پر بڑا فضل رکھنے والا ہے۔

کمیونزم جس طرح ظلم و بربریت اور نوکِ خنجر سے نافذ کیا گیا تھا اُسی طرح آج بزورِ شمشیر اس سے گلو خلاصی کی تحریکیں عروج پر ہیں۔ کمیونسٹوں کا دعویٰ تھا کہ وہ سرمایہ دارانہ نظام کو

Marfat.com

منسوخ کرکے ایسا رفیع الشان سوشلسٹ معاشرہ قائم کریں گے جس کی مثال یورپ و امریکہ سمیت دنیا کے کسی بھی خطہ میں نہ مل سکے گی۔ یہی وجہ تھی کہ دوسرے ممالک کی طرح خود پاکستان میں بھی رُوسی گماشتے سوویت یونین کو جنّتِ ارضی قرار دیتے تھے۔ مگر جہالت کا پردہ چاک ہُوا کہ مغرب سمیت پوری دنیا کو چیلنج کرنے والے خود اپنے فرسودہ نظریات، خدا بیزار اور باطل نظام کی ابتری سے مارکھا گئے ہے

ہم نے دیکھا ہے وہ بُت توڑ دیئے جاتے ہیں

جن میں ہو جاتا ہے انداز خدائی پیدا

رُوس نے اپنے بہتر سالہ دورِ عروج میں جدید سے جدید اسلحہ بنانا سیکھ لیا، اسکے میزائل ہزاروں میل تک مار کر سکتے ہیں، اس کے جہاز سمندروں کی چھاتیوں کو چیرتے، فضاؤں میں تیرتے اور سیاروں کو چھوتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود افغانستان سے روسی فوجوں کو بہت بے آبرو ہوکر نکلنا پڑا اور اب وہاں کی کٹھ پتلی حکومت روس کی مکمل پُشت پناہی کے باوجود دم توڑتی دکھائی دے رہی ہے —— آخر یکدم روس کی فولادی قوت، نظریاتی پختگی اور سیاسی عظمت کی یہ عمارت دھڑام سے کیوں آگری؟ —— یہی ایک نکتہ سمجھنے کا ہے جو فطرت کے راز اور ربّ واحد و قہار کی قدرت کو واشگاف کرتا ہے۔ ہاتھی کی ڈیل ڈول کو دیکھئے اور ننھی سی چیونٹی کے جُثّے کو بھی! لیکن اگر یہی ننھی چیونٹی ہاتھی کی سونڈھ میں داخل ہوجائے تو اس کی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے —— بہتّر برس سے دنیا سوویت یونین کے ہاتھی کی یلغار دیکھتی رہی، اقوامِ عالم اس کی طاقت اور قوت سے خائف اور مرعوب رہیں، مگر دُنیا صرف اس کے اسلحی، عسکری اور بدکلیریائی طاقت ہی دیکھتی رہی، اس کے ۲۴ کروڑ شہریوں کی زندگیوں کی کیفیت رُوسی پروپیگنڈے میں ملفوف دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رہی —— اور اب جب کہ روسی ہاتھیوں کی یلغار کا افغان مجاہدین کی چیونٹی کی سی رفتار مگر بہادرانہ للکار اور غازیانہ کردار نے کام تمام کر دیا تو پوری دُنیا پر یہ راز واضح ہوگیا کہ روسی پروپیگنڈے کے بالعکس خود روس میں بھی ع

ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

Marfat.com

لینن نے سرمایہ دارانہ نظام کو شکست دینے کے لیے مارکسزم، سوشلزم کا پرچم بلند کیا تھا، مگر گورباچوف نے اُس کے مشن کو آگے بڑھانے سے انکار کر کے گویا مارکسزم اور لینن ازم کی شکست کا برملا اعتراف کر لیا ہے اور تہذیبِ روس نے خود اپنے ہاتھوں سے آپ ہی خودکشی کر لی ہے کہ شاخِ نازک پہ آشیانہ میں تند و تیز ہواؤں کے مقابلہ کی تاب کہاں؟ آشیانۂ لینن کو تو عوام میں عقل و شعور کی ایک لہر لے ڈوبی ہے۔

دنیا بھر میں انقلابِ نو کا نکتۂ آغاز "جہادِ افغانستان"

اس نئے دور میں تبدیلیوں کا نکتۂ آغاز جہادِ افغانستان ہے۔ افغان مجاہدین نے محض جرأتِ ایمانی، حریت پسندی اور غیرت و حمیت اور جہادِ اسلامی کے جذبے سے سرشار ہو کر مسلسل گیارہ سال تک عزیمت و استقامت کے ساتھ پندرہ لاکھ افراد کی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے جس طرح روس کو عبرت ناک شکست دی اُس نے ابرہہ کے ہاتھیوں اور ابابیلوں کے قرآنی واقعہ کی یاد تازہ کر دی۔

یہ افغانیوں کی تحریکِ آزادی ہی کی برکتیں ہیں کہ مشرقی یورپ کے ممالک غلامی کی زنجیریں توڑتے اور مستقبل کی نقشہ گری کر رہے ہیں، پرانے جمے جمائے نظام ٹوٹ رہے ہیں، حال کی کوکھ سے نیا مستقبل جنم لے رہا ہے، روس اپنا پرانا نظریاتی لبادہ اتار کر ایک نیا جامہ زیبِ تن کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ خود روسی معاشرہ شکست و ریخت اور بڑی تبدیلیوں سے گذر رہا ہے۔ چین بھی اشتراکیت کی گرفت سے نکل کر اب ایک نئے اور نسبتاً آزاد معاشرے کی جانب قدم بڑھا رہا ہے۔ افریقہ میں نمیبیا جنوبی افریقہ کے تسلط سے آزاد ہوا۔ کشمیر غلامی کی زنجیریں توڑ رہا ہے۔

ہر ایک سر میں ہے سودائے امتحان یا ربّ\
کشش کہاں سے یہ دار و رسن میں آئی ہے

خود گورباچوف بھی درحقیقت افغان جہاد ہی کی پیدا کردہ قیادت ہے، وہ آج جس منصب پر فائز ہے وہ اُسے کبھی میسر نہ آتا اگر افغانستان اپنی سرزمین کو روسی افواج کا قبرستان نہ بناتا۔ جہادِ افغانستان نے روس کے داخلی اتحاد اور یکجہتی میں جو دراڑیں ڈالی ہیں وہی روسی

Marfat.com

قیادت کی نئی پالیسیوں کی محرک ہیں۔

غرض افغانوں کے خون کی حرارت نے ساری دنیا کے مظلوموں کو نئی جرأت دی، نیا حوصلہ دیا اور ظالم سامراج کا حوصلہ توڑ دیا، اس کا طلسمِ سامری توڑ دیا — آج جس کو جہاں آزادی حاصل ہو رہی ہے وہ افغان مجاہدین کے خون کا ممنونِ احسان ہے، وہ اپنے سرخ لہو کی ندیاں نہ بہاتے تو سرخ سامراج سے آج کسی کو چھٹکارا نصیب نہ ہوتا۔

سرمایہ داری، اشتراکیت اور اسلام

کمیونزم ایک نظریہ اور نظامِ حیات ہے، رواں صدی کے آخر تک یہ رخصت ہونے والا ہے۔ کچھ لوگ جمہوریت کو اس کی جگہ لینے کا باور کرا رہے ہیں مگر مغرب کی لادین جمہوریت ہرگز اس کے خلا کو پُر کرنے کی اہل نہیں، کیونکہ جمہوریت محض ایک طریقِ سیاست و حکومت ہے، نظامِ حیات اور نظریہ نہیں — سیکولر جمہوریت یا تو سرمایہ داری کو مستحکم کرتی ہے یا پھر اُس فسطائیت کو ابھارتی ہے جس کا تجربہ اٹلی اور جرمنی میں مسولینی اور ہٹلر کی صورت میں ہو چکا۔ لہٰذا اگر عالمِ انسانیت کو اکیسویں صدی میں امن و آشتی سے ہمکنار رکھنا مقصود ہے تو اس نظریاتی خلا کو (جو کمیونزم کے خاتمے سے پیدا ہو گا) مثبت نظامِ فکر جو نظامِ شریعت کے سوا دوسرا ہرگز نہیں ہو سکتا، سے بدلنا ہو گا۔

کیا دنیا بھر کی اسلامی انقلاب کی داعی قوتیں اور نظامِ شریعت کے نفاذ کی تحریکیں اس چیلنج کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں؟ — یہی ہمارا "آج" کا وہ بنیادی سوال ہے جس کا جواب ہمارے "کل" کی صورت گری کرے گا۔

رواں صدی کے دوسرے عشرے میں عالمِ انسانیت نے کمیونزم کے اقتدار کی صورت میں سرمایہ داری کو مسترد کر دیا تھا، نویں عشرے میں کمیونزم کو بھی مسترد کر دیا، اب آخری عشرے میں لامحالہ تیسرا نظام سامنے لایا جانا ہے جس کی آزمائش اگلی صدی میں ہو گی۔ اگر مسلمان بیدار مغزی اور دور اندیشی سے کام لیں تو نظامِ شریعت پوری دنیا کے لیے امن کی ضمانت بن سکتا ہے کہ وہ کل بھی آزمایا گیا اور آج بھی پوری دنیا کو اس کا چیلنج ہے۔

ہمیں عالمِ اسلام سے مایوسی نہیں، مسلمان اپنے دین کی رُو سے دنیا کے محتسب

Marfat.com

اور خدائی فوجدار ہیں، جس دن وہ بیدار ہوں گے اور اپنا فرضِ منصبی انجام دیں گے تو وہ دن مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے یوم حساب ہوگا انہیں کی خاکستر میں وہ چنگاری دبی ہوئی ہے جو کسی نہ کسی دن بھڑک کر جاہلیت کے خرمن کو جلا کر خاک کر دے گی۔

الحاد و دہریت، جبر و تشدد اور قتل و بہیمیت کے علمبردار کمیونزم کی شکست و ریخت اور سرمایہ داری کی تباہ کاری کے بعد اب۔ کے حالات تو عالم اسلام کے لیے بڑے حوصلہ افزا ہیں۔ "ایشیاء ویک" کی ایک رپورٹ میں "مغرب میں اسلام کی خوفناک پیشقدمی" کے عنوان سے لکھا گیا ہے کہ (الف) صدیوں قبل اسلام مغرب میں صلیبی جنگوں کے حوالے سے داخل ہوا تھا اور پھر نکل بھی گیا تھا، لیکن اب اسلام مغرب میں عقیدہ کی تبدیلی، نقل مکانی اور پیدائش کے حوالے سے پیشقدمی کر رہا ہے (ب) یورپ اور مغرب میں کمیونزم کا ہوّا ختم ہونے کے بعد اسلام کا ہوّا اٹھ کھڑا ہوا ہے (ج) گذشتہ دو دہائیوں میں امریکی مسلمانوں کی تعداد میں دوگنا اضافہ ہوا۔

سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونزم کے ستائے ہوئے معاشروں میں اسلامی بیداری کی یہ لہر اسلام کی صداقت کی دلیل اور اسلامی انقلاب کی خواہاں قوتوں کے لیے کام کرنے کی پائیدار مہمیز بن سکتی ہے۔

اسلام کی قیادت دنیا میں امن کی ضمانت

عالم اسلام کے پاس نظامِ شریعت کا پیغام ایک بڑا طاقتور واضح اور روشن پیغام ہے جس سے زیادہ منصفانہ، بلند و برتر اور مبارک پیغام آج تک دنیا نے کسی کی زبان سے نہیں سُنا۔ انسانیت کی مشکل کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ عالمگیر قیادت اور زندگی کی جہازرانی ان مجرم اور انسانیت کے خون سے رنگین ہاتھوں (جنہوں نے انسانیت کے قافلہ کو غرق کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے) سے چھین کر اُن امانتدار، فرض شناس، خدا ترس تجربہ کار ہاتھوں کی طرف منتقل کر دی جائے جو انسانیت کی جہازرانی کیلئے روز اول سے بنائے گئے ہیں ـــــ نتیجہ خیز اور کارآمد انقلاب صرف یہ ہے کہ دنیا کی راہنمائی اور انسانیت کی سربراہی جاہلیت کے کیمپ سے (جس میں برطانیہ، امریکہ، روس اور ان کے حاشیہ بردار مشرقی

Marfat.com

اور ایشیائی قومیں ہیں اور جن کی زمام قیادت مترفین اور اکابر مجرمین کے ہاتھوں میں ہے) منتقل کر کے اس امت کے ہاتھ میں دیدی جائے جس کی قیادت انسانیت کے معمار اعظم، رحمت عالم، سید اولادِ آدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے جو اس دنیا کی تعمیر نو اور نشأۃ ثانیہ کے لیے محکم اور واضح اصول و تعلیمات رکھتے ہیں۔ جن کی تعلیمات اور نظام حیات نے زندگی کا دھارا اور دنیا کی سمت بدل دی تھی۔ جنہوں نے ہمہ گیر عدل، حق و خود شناسی، دینی رشتوں کی استواری، مقاصد کے اتحاد اور صلح و محبت کا پیغام دے کر دنیا کو جنت کا نمونہ بنا دیا تھا، آج بھی وہی راستہ ہے نجات کا، جس کے ذریعہ پوری دنیائے انسانیت کو بہیمیت کی زندگی اور اخلاقی پستی سے اٹھا کر روحانی اور اخلاقی ترقی کی انتہائی بلندیوں پر پہنچایا جا سکتا ہے۔ انسانی جوہر و کمالات، علم و ہنر، ذہانت، طبیعت کی جولانی، فوجی طاقت اور اسلحہ کی فراوانی جو بے محل صرف ہو رہی ہیں، کو صحیح رُخ پر لا کر دُنیا کو حقیقی ترقی دی جا سکتی ہے اور صرف اسی راستہ سے انسانیت کا قافلہ منزل مقصود سے قریب ہو سکتا ہے۔ خدا کرے کہ دعوت و غلبۂ اسلام کی عالمی تحریکوں کے علمبردار خالص دینی تصور اور داعیانہ طرز فکر سے مستقبل کا لائحہ عمل بنائیں اور اس سے مطلوبہ انقلابی نتائج اور مثبت ثمرات حاصل ہوں۔ آمین)

(ماہنامہ "الحق"۔ اپریل ۱۹۹۰ء)

Marfat.com

عورت کی حکمرانی

ملکی تاریخ کا المیہ اور اسلامی تاریخ کا عظیم سانحہ

بالآخر انتخابات کے بعد انتقالِ اقتدار کا مرحلہ اور پاکستان میں حکومت و ریاست کے سیاسی ڈھانچے کی جمہوری تشکیل بھی بظاہر مکمل ہوگئی۔ قومی قیادت کی اہم ذمہ داریوں کی تکمیل کے آغازِ سفر میں جناب غلام اسحٰق خان کی محتاط و پختہ کار اور با اختیار صدارت اور بے نظیر صاحبہ کی جواں سال "مؤنث وزارت" کے درمیان باہم سازگار اور ہم آہنگ رہنے کے بظاہر عہد و پیمان بھی باندھے جا چکے ہیں حکومت اور ریاست کا موجودہ سیاسی ڈھانچہ اتنا متوازن ہے کہ نہ تو کسی فریق کو مکمل احساسِ شکست سے بدحال ہونا چاہیے اور نہ دوسرے فریق کو بے لگام فتح کے نشے میں مست ہونا چاہیے۔ اس صورتِ حال میں میانہ روی، اعتدال، شائستگی، قانون پسندی، پابندیٔ دستور، رواداری، اسلامی تعلیمات کی پاسداری، برداشت، مفاہمت، پُرامن بقائے باہمی اور عدل و انصاف کے اقدار اور روایات کو اگر فروغ دیا جاتا تو روشن اور پُراعتماد مستقبل کی طرف قومی پیش رفت کی توقع بھی کی جاسکتی تھی۔

ملک کی تازہ ترین صورتحال، نئی حکومت، نئی وزارتیں، نیا نظام، نئے نعرے، نئے کردار، نئے اور کچھ پرانے چہرے قوم کے سامنے آگئے ہیں اور مؤنث وزارتِ عظمیٰ بھی منظرِ عام پر سرِ بام آگئی ہے۔ قومی، ملکی، ملی اور بین الاقوامی سطح پر مثبت اور منفی ردِ عمل سے بھی قوم پوری طرح آگاہ ہو چکی ہے۔ ملک اور بیرونِ ملک اخبارات، رسائل، ماہناموں، ہفت روزوں اور روزناموں کے مضامین اور علماء کے خطباتِ جمعہ اور مواعظِ حسنہ میں عورت کی سربراہی

Marfat.com

کے مسئلہ پر دینی و اسلامی اور علمی نقطۂ نظر سے واضح، قطعی، ٹھوس مواد اور مفصل دلائل و براہین کے سامنے آجانے کے بعد اب شاید ہی کوئی فرد ہو جو اس کی حقیقت اور شرعی حیثیت سے ناواقف رہ گیا ہو۔

مگر اس سب کچھ کے باوجود بعض سیاسی قائدین اور مذہبی راہنماؤں کی جانب سے بھی نظامِ اسلام اور شریعت سے وابستگی کے دعوؤں کے باوصف جمہوریت کی دیوی پر نچھاور ہونے ہوئے یہاں تک کہہ دینے میں کوئی باک نہیں محسوس کی جا رہی کہ "بہت سی دوسری چیزوں کی طرح ہم نے عورت کی حکومت کو بھی مجبوراً قبول کر لیا ہے"۔ اور ایک محترم نے تو یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "اسے دوسرے منکرات کی موجودگی میں گوارا تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے حق میں فتویٰ تو نہیں دیا جا سکتا"۔ مگر یاد رہے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے جسے قرآن و حدیث کی نصوص اور پیغمبرِ انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ہدایات پر کامل یقین ہو وہ کسی منکر کے وجود کو بطور ایک امرِ واقعہ اور حادثہ کے تسلیم تو کر سکتا ہے مگر اس پر اظہارِ پسندیدگی، اسے جمہوری یا شرعی سندِ جواز اور دینی حجت فراہم کرنا یا اسکے قطعی منکر ہونے کے باوجود اس پر تسامح، مداہنت، چشم پوشی یا گوارا اور محض برداشت کر لینے کی تلقین کرنا اس سے ممکن نہیں۔ حیرت ہے کہ دینِ اسلام، تحریک و انقلاب اور نفاذِ شریعت کے دعوؤں کی دھوم اور نعروں کی گونج میں یہ لوگ منکرات کے معاملہ میں ایک مسلمان کے رویئے کے بارے میں بس گوارا اور برداشت کر لینے کی نصیحت کر کے رک جاتے ہیں اور انہیں یہ محسوس بھی نہیں ہوتا کہ بحیثیت مسلمان کے ان کی ذمہ داریاں اس سے آگے کچھ اور بھی ہیں۔ مسلمان منکرات سے مفاہمت، مداہنت یا محض گوارا اور برداشت کرنے کو مقصدِ حیات نہیں سمجھتا۔ مسلمانوں میں تو غلبۂ اسلام اور انقلاب کی روح بے چین رہتی ہے۔ انقلاب، تجدید اور خیر و شر کی کش مکش سے قوموں کی موت و حیات کا فیصلہ ہوتا رہتا ہے۔ کارگاہِ حیات میں جو قومیں پھونک پھونک کر قدم رکھتیں اور اپنے ہر نفس کا محاسبہ کرتی رہتی ہیں وہ زندگی کی مستحق قرار پاتی ہیں اور دنیا میں ان کا وجود ایک فیصلہ کن طاقت بن جاتا ہے۔

Marfat.com

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

جس میں نہ ہو انقلاب موت ہے وہ زندگی
رُوحِ اُمم کی حیات کشمکشِ انقلاب

ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مسلمان جیسی غیور اور جسور قوم کی سرکردہ راہنما اور قائد ایک نوجوان خاتون کو بنا کر قرآنی تعلیمات، واضح نصوص اور نبوی ہدایات سے انحراف، بغاوت اور توہین، قومی وملی روایات پردہ نشینی سے استہزاء اور عفت وعصمت کے آبگینوں کو چوراہوں پر توڑ دیا گیا ہے۔ عورت جو کہ امامت کبریٰ، امامت صغریٰ، شعائر اسلام، اذان، خطبہ، عیدین، اقامت، جمعہ تک کی مکلف نہیں، جس کے لیے مسجد میں اعتکاف تک ممنوع ہے جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقصات العقل والدین کہا ہے، جسے طلاق کا اختیار نہیں دیا گیا، حدود اور قصاص میں عورت کی شہادت کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا، حقوق اور معاملات میں بھی اس کی تنہا گواہی مردوں کے بغیر تام نہیں۔ عورت کو عدالت کی قضاء، وزارت کا قلمدان اور سیاست کے جھمیلوں سے بچانے کے لیے ان گراں بار ذمہ داریوں سے مستثنیٰ رکھ دیا گیا ہے۔ قتل خطا میں دیت اور تاوان بھی مرد ادا کرتے ہیں، عورت پر قسامت تک کا وجوب نہیں، جسے ولایت نکاح تک کا اختیار نہیں، جن کے بارے میں واضح ارشاد ہے کہ اخروهن من حيث اخرهن الله ۔ اسے مسلمانوں کی نظریاتی ریاست کے اقتدار اور سیاسی وقومی امور کی ولایت اور مہار کیسے پکڑا دی گئی۔ مسلمان قوم جس اب تک خون دے کر اسلامی روایات اور اخلاقی اقدار کی پاسداری کی، اُن کے ہاتھوں عورت سربراہی سٹیج پر آئے اور پوری مسلمان ملت کی رسوائی اور تذلیل کا ذریعہ بنے تو یہ دینی، اسلامی، فطری اور اخلاقی اعتبار سے پوری قوم کے لیے نہایت افسوس اور شرمناک بات ہے اور ڈوب مرنے کا مقام ہے ؎

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

Marfat.com

ایسے ہی روزِ بد کے پیش آ جانے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ہدایت فرمائی تھی۔

اذا کان امورکم الی نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظہرھا۔ (الحدیث)	جب تمہارے اجتماعی معاملات عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو اس وقت تمہارے لیے زمین کا پیٹ زمین کی پیٹھ سے بہتر ہوگا۔

کائنات کا ذرہ ذرہ ہماری حالت پر خندہ زن ہیں۔ پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کے اس سانحہ تذلیل و تحقیر پر تاریخ کے اوراق میں انکی ہزار سالہ عظمتوں کی مرثیہ خوانی کا باب قائم ہو چکا ہے اور اب کہنے اور لکھنے کے لیے رہ ہی کیا گیا ہے؟

خلافتِ بغداد کی تباہی کا ماتم کرتے ہوئے مؤرخ کبیر علامہ ابن اثیرؒ کوئی سال تردد رہا، قلبی کیفیت کو چھپا نہ سکے اور لکھا کہ اسلام اور مسلمانوں کی خبر موت سنانا کس کو آسان ہے اور کس کا جگر ہے کہ ان کی ذلت و رسوائی کی داستان سنائے؟ کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا، کاش! میں اس واقعہ سے پہلے مر چکا ہوتا اور بھولا بسرا ہو جاتا۔ (الکامل جلد ۱۲ ص ۱۴۷)

مگر آج کی یہ ذلتِ فاضحہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے مسلمانوں کی پوری تاریخ کا ذلیل ترین سانحہ ہے۔

یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ (سورہ مریم آیت ۔)	کاش! میں اس سے پہلے مر جاتا اور بھولا بسرا ہو گیا ہوتا۔

بسے نادیدنی را دیدہ ام من
مرا اے کاش! کہ مادر نہ زادے

اگر ضمیر و احساسِ ندامت ساتھ نہ دے اور غیرت کا پانی خشک ہو جانے سے آنکھیں اشکبار نہیں ہوتیں تو مر جائیے کہ ڈوب مرنے کیلئے اس سے بہتر موقع نہ پا سکو گے

بہت سعی کیجئے تو مر رہیئے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

مسلمان اور عورت کی سربراہی تو اتنی متضاد چیزیں ہیں جتنا کہ خود روشنی اور

Marfat.com

تاریکی یا ہدایت اور ضلالت، اسلام کی تاریخ میں شاذونادر سے بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ آج من حیث القوم ہماری ذلت و مسکنت کی انتہا ہو چکی ہے مگر اسلام کی تاریخ ایسی مثال سے نا آشنا ہے۔

وہ دیکھئے! گنبدِ خضراء کے مکین حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ڈیوٹی پر مقرر فرشتے امت کی اس قدر بے حسی، غفلت اور ذلت و نکبت اور مسلمانوں کی عالمی رسوائی کی یہ کربناک اور دردناک رپورٹ سنا رہے ہیں، اس اندوہناک خبر سے گنبدِ خضراء ہل رہا ہے، مظلوم امت کے شفیق پیغمبر پریشان ہو گئے ہیں، ان کی روح تڑپ رہی ہے، وہ اپنے فدائیوں اور امتیوں کی راہ تک رہے ہیں کہ وہ کب اٹھیں گے اور ملت کی عزت و ناموس سے ذلت و نکبت کے اس سیاہ داغ کو دھوئیں گے۔

حال ہی میں بلوچستان کے ایک بزرگ عالم دین حضرت مولانا عبدالصمد صاحب نے عمرہ کی سعادت حاصل کی اور خواب میں حضرت سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و ملاقات سے بھی مشرف ہوئے، موصوف بارہ روز مدینہ منورہ میں رہے، آخری رات روتے روتے نیند آگئی تو خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی پریشانی کی حالت میں ہیں، پیشانی پکڑے ہوئے اور سر جھکائے ہوئے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، چاروں طرف بزرگ علماء بیٹھے رو رہے ہیں، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ بھی اس مجلس میں تشریف فرما ہیں اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی ناراضگی کی حالت میں فرمایا کہ "پاکستان کے علماء کو کیا ہو گیا ہے کہ انہوں نے اپنی غفلت کی وجہ سے میرے دین کو پوری دنیا میں رسوا کر دیا، شریعت میں مردوں پر عورت کی حکمرانی ممنوع ہے۔"

موصوف نے اس خواب کی روئیداد پر مشتمل ایک مفصل خط حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے نام لکھا اور آخر پر لکھتے ہیں کہ:۔

"جب میں آپ کی مجلس سے واپس ہونے لگا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تاکیداً فرمایا کہ میرا یہ پیغام عبدالحق کے بیٹے سمیع الحق کو پہنچا دیں۔"

Marfat.com

موصوف لکھتے ہیں کہ "میں سخت بیمار، بوڑھا اور کمزور ہو چکا ہوں اس لیے سردست بذریعہ خط حضورؐ کے پیغام کی امانت پہنچا رہا ہوں۔"
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام محض خواب یا عقیدت پر عمل نہ کیا جائے بلکہ عقیدت پر بھی شریعت غالب رہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ۔ (الحدیث)	جس نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے مجھے ہی دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

خدا کرے کہ یہ پیغام اُمت کی بیداری اور غلبۂ شریعت کی جدوجہد کی انگیخت کا ذریعہ ہو۔

نہ ایراں سے نہ روما کے کج کلاہ سے ڈر
نبیؐ کی غصہ میں ڈوبی ہوئی نگاہ سے ڈر

چنانچہ اسی احساسِ مسئولیت، جذبہ اعلاء کلمۃ الحق، علمی و دینی اور اسلامی تقاضوں اور اپنے فریضۂ منصبی کے پیشِ نظر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے جید علماء کرام، مشائخ عظام، راہنمایانِ قوم اور بہی خواہانِ ملت کا ۲۶ دسمبر ۱۹۸۸ء کو جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں نمائندہ اجلاس بلایا، جبکہ اس سے قبل اور سیاہ انقلاب سے ایک روز پیشتر حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے صدرِ مملکت جناب غلام اسحٰق خاں سے ملاقات کی اور انہیں ایک مسلمان ملک کے سربراہ کی حیثیت سے نئی سیاسی تبدیلی سے ملک و ملت کو پیش آنے والے خطرات، عالمی رسوائیوں، دینی مضرات اور اس سلسلہ میں خدا اور رسولؐ کے واضح احکامات سے آگاہ کیا اور اسے اپنی حد تک اتمام حجت سمجھا، اور صدر کے وزارتِ عظمٰی کے لیے اعلانِ نامزدگی کے بعد اور اس بدترین انقلاب کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے کے لمحات انہوں نے جس بے چینی، درد و الم اور اضطراب میں گذارے اخبار نویسوں کے جواب میں بغیر کسی تردد کے اس کا اظہار بھی کر دیا کہ "پاکستان کے حالیہ سیاسی انقلاب اور عورت کی سربراہی سے ملک و ملت کو درپیش آنے والی تازہ ترین

Marfat.com

صورتِ حال میں سنڈیکیٹ تمام عالمِ اسلام کے لیے سقوطِ بغداد اور سقوطِ ڈھاکہ سے کسی بھی طرح کم درجے کا المیہ نہیں ہے۔"

بہرحال راولپنڈی کے اس نمائندہ اجلاس میں مغربی تہذیب کے اثر و نفوذ، قادیانیوں کی تازہ ترین سرگرمیاں، "الفضل" کے اجراء، بیحیائی کے عروج اور اسلام کے نام پر قائم ہونے والی مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مروجہ لادین سیاست اور خالصتہً مغربی جمہوریت کی بحالی کے نتیجے میں جو عورت کی سربراہی عمل میں لائی گئی ہے، اس کی بھرپور مذمت کی گئی اور متفقہ طور پر اسے ایک ایسا المیہ قرار دیا گیا جس سے پاکستان کے جمہور مسلمانوں کے خوابوں کا آئینہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے، اور جس سے پاکستان کو واقعتہً ایک اسلامی نظریاتی ریاست بنانے کی تدبیروں میں نہ صرف ناکامی ہوئی بلکہ پورے عالمِ انسانیت میں پاکستان کی اس شرمناک رسوائی میں اضافہ ہوا ہے۔

ملک بھر کے علماء کو اعتماد میں لے کر جدوجہد کا لائحہ عمل تیار کرنے کے لیے ۲۷ فروری ۱۹۸۹ء کو اسلام آباد میں تمام مکاتبِ فکر کے جید علماء اور دینی زعماء کا ملک گیر قومی کنونشن طلب کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس میں پانچ ہزار سے زائد علماء کرام اور مشائخ و دینی زعماء شرکت کریں گے اور جس میں تمام دینی حلقے عورت کی حکمرانی کے بارے میں اجتماعی موقف اور جدوجہد کے لائحہ عمل کا اعلان کریں گے۔ (جو بعد میں متحدہ علماء کونسل کی شکل میں عورت کی حکمرانی کے خلاف ایک تحریک بن گئی)

پاکستان کی تاریخ نازک ترین لمحات سے دوچار ہے۔ عورت کی سربراہی صرف مسلمانوں ہی کے ننگ و عار کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ تاریخِ اسلام پر ایک بدنما داغ ہے۔ قرآن و حدیث، فقہ و قانون، اجماعِ امت، اسلامی روایات، اخلاقی اقدار، دینی غیرت و حمیت، فطری قوانین اور عفت و شرافت کا منہ چڑھا کر قومی اور ملکی خودکشی کا ارتکاب کیا گیا جبکہ اس سے قبل علماء حق بالخصوص قائدِ شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح اور ان کے جانشین مولانا سمیع الحق مدظلہ نے سمجھانے اور اتمامِ حجت کرنے میں کونسی کسر اٹھا رکھی تھی؟ ایم آر ڈی کے نام سے پیپلز پارٹی اور بے نظیر کو ملک پر مسلط کرنے کی کوششوں کی

Marfat.com

مخالفت کی اور آخر دم تک اسی مؤقف پر ڈٹے رہے کہ یہی روزِ سیاہ ان کے سامنے تھا۔ دینی جماعتوں کو متحدہ پلیٹ فارم دیا، نفاذِ شریعت کی تحریک چلائی، خالصتہً اسلامی سیاست کے خدوخال اُجاگر کیے حضرت قائدِ شریعت شیخ الحدیثؒ نے تو ایک محفل میں یہ بھی ارشاد فرما دیا تھا کہ ''آج ہماری باتوں کو نہیں سمجھتے مگر ایک وقت آئے گا جب تم ہماری قبروں پر کہو گے کہ تم لوگ سچ کہا کرتے تھے'' ۔ اربابِ علم و بصیرت نے علم و حکمت کے دروازے وا رکھے تھے، وعظ و نصیحت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے دیا اور وہ آج کم از کم اللہ کے ہاں اس جرم میں شریک ہونے سے بری الذمہ ہیں۔ مغرب کی لادین اور اور مادر پدر آزاد جمہوریت کی بحالی کی تحریک اور پیپلز پارٹی کی رفاقت اور معیت اور قیادت میں ایک سے ایک بڑھ کر مقامِ عبرت بھی نمودار ہوتے گئے۔ اسباب و محرکات اور نتائج و ثمرات چیخ چیخ کر اپنا وجود جتلانے اور مستقبل کی ہولناکیوں کی خبر دیتے رہے مگر اہلِ سیاست کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی اور اس مسئلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں، آنکھوں اور دلوں پر مہریں لگا دی تھیں۔

دوستو! اب باتوں کا نہیں عمل کا وقت ہے، مومن بن کر گفتار و کردار سے قول و عمل سے، ظاہر و باطن سے، ہر لمحہ اور ہر لحظہ ایک غازی اور مجاھد بن کر میدانِ عمل میں در آئیے۔ جہادِ پیہم اور جہدِ مسلسل کی یہی تو گھڑیاں ہیں۔ قدرت نے ہمیں جھنجھوڑا ہے، اب اُٹھئے! ہمارا نعرہ، ہمارا شعار، ہماری لگن اور ہمارا فیصلہ ایک ایک ہو اور صرف ایک کہ انقلاب اور مکمل اسلامی انقلاب، حق کی سربلندی، باطل کی سرکوبی یا پھر موت، موت نہیں شہادت! جس پر کروڑوں سال کی زندگی نثار ہو ے

جو موت آئے رضائے حبیب کی خاطر
وہ موت موت نہیں، زندگی کا حاصل ہے

فبطن الارض خیر لکم من ظہرھا کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اہلِ اسلام، صالحینِ اُمت، دردمندانِ قوم اور علماءِ دین خلوت خانوں، حجروں، تدریسوں، تصنیفات

Marfat.com

اور اپنے اپنے حلقۂ اثر میں محدود دینی کام کرتے رہنے سے اپنے فریضۂ منصبی سے عہدہ برآ ہو جائیں گے اور اس سے وہ خدا کی گرفت سے محفوظ رہ جائیں گے اور نہ اس کا یہ مطلب ہے کہ خودکشی کر کے بطن الارض کی راہ لے لی جائے۔ بلکہ منشاءِ نبوت یہ ہے کہ ایسے حالات میں مقدور بھر جدوجہد کی جائے حتیٰ کہ فتحمندی و نیک نامی اور شرافت و عزیمت کا بلند مقام حاصل کر لیا جائے ورنہ مقابلہ کرتے کرتے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی جائے کہ اس دور میں کسی خوش نصیب کو ایسی دولت مل جائے تو بسا غنیمت ہے ؎

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

(ماہنامہ "الحق" جنوری ۱۹۹۰ء)

Marfat.com

فسطائیت ایک ظالمانہ اور استحصالی نظام

اندھی بہری آمریت اور جور و استبداد کا آغاز

فسطائیت کے منحوس سائے

یوں تو مملکت خداداد پاکستان پر اُسی روز سے فسطائیت کے منحوس سائے پڑنے شروع ہو گئے تھے جس روز سے سیاسی قائدین ارباب بست وکشاد اور حکمرانوں نے ملک کی نظریاتی اساس سے انحراف کی راہ اختیار کرلی' پھر اس کے بعد جو صبح بھی طلوع ہوئی بدقسمتی سے اس نے ملک کو نظام شریعت' استحکام مملکت اور خالص اسلامی جمہوریت سے دور اور فسطائیت سے قریب تر کر دیا۔ فسطائی حکومتوں اور نا اہل حکمرانوں نے یکے بعد دیگرے قریب قریب سارے فسطائی ہتھکنڈے آزمانے کی کوشش کی اور انہیں مختلف طریقوں سے برابر استعمال کرتے رہے یہاں تک کہ آبادی کے لحاظ سے ملک کا نصف سے زائد حصہ الگ ہو کر دشمن کے قبضے میں چلا گیا۔

ان فسطائی رجحانات اور تجربات کے عبرتناک انجام بالخصوص بھٹو دور کے تباہ کن وطیروں کو دیکھتے ہوئے اس بات کی بجا طور پر توقع کی جا سکتی تھی (جبکہ واقعاتی طور پر ہمیں محض خوش فہمی پر مبنی اس قسم کی کوئی توقع نہیں تھی) کہ نئی حکومت ان منفی رجحانات اور آگ کے کھیلنے کے تجربات سے پوری طرح اجتناب کرے گی اور ان کی جگہ وہ دینی رجحانات کو فروغ دے گی، خالص دینی و اسلامی، ملک کی نظریاتی، اساسی اور اخلاقی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے تعمیر اور ترقی کی طرف متوجہ ہو گی مگر ع اے بسا آرزو کہ خاک شد

سے

نہ وہ محفل سجی ساقی نہ پھر وہ دورِ جام آیا
تیرے ہاتھوں میں جب سے میکدے کا [illegible] آیا

Marfat.com

توقعات کے برخیالی خاکے قلب ونگاہ کو نشاط اور آسودگی بخشنے بھی نہ پائے تھے کہ برسراقتدار گروہ کے تشویشناک عزائم کھل کر سامنے آنے لگے، رہبری کے پردے میں پھر سے وہی راہزنی دہرائی جارہی ہے، سب جانتے ہیں کہ رہزن کون ہیں، ان کے خدوخال برہنہ ہیں اور عالمی سیاسی شاطروں کی مُہرہ بازی کا کرشمہ ہیں۔ آج ایک معمولی سمجھ بُوجھ رکھنے والے آدمی پر بھی یہ حقیقت عیاں ہونے لگی ہے کہ اس ملک کے عوام کے ساتھ سخت دھوکہ ہُوا ہے، جو جماعت غریبوں کی ہمدردی اور جمہوریت کی بحالی کے بلند بانگ دعوے لیکر اقتدار تک پہنچی ہے وہ اس ملک سے دین کو مٹانے، علماء کے اثر ورسُوخ، عظمتِ دینی، سیاسی تشخص اور معاشرتی وقار کو گرانے، فرقہ واریت کو فروغ دینے اور فسطائیت کو قائم کرنے پر اُدھار کھائے بیٹھی ہے ع

چلنا ذرا آیا ہے تو اترائے چلے ہو

خلفشار، دہشت پسندی اور معاشی استحصال

ہم کل بھی اس معاملے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہیں تھے بلکہ اپنے دینی و اسلامی فریضۂ منصبی کے پیشِ نظر قوم کو آگاہ کرنے میں بھی حتی المقدور کوئی کسر نہیں چھوڑی اس لیے ہم برسراقتدار جماعت کی ہیئت، جمہوریت پسندی، اسلام سے تعلق اور اہداف اور اعمال کی ترجیحات پر کوئی مستقل تبصرہ نہیں کرنا چاہتے البتہ اس کی وَن پارٹی آمریت اور فسطائی عزائم کی نشاندہی کر دیتے ہیں تاکہ اس ملک کے خیر خواہ پہلے کی نسبت اور بھی اچھی طرح جان لیں کہ اس ملک کو کس خطرناک راہ پر دھکیلا جارہا ہے۔ کسی ملک پر فسطائی نظام کو ایک ہی لگے بندھے طریق سے مسلط نہیں کیا جاتا بلکہ بعض سیاسی مُہرے اپنے بیرونی آقایانِ ولی نعمت کے اشاروں پر دستوری ضابطوں کو پامال کرتے ہوئے اقتدار پر قابض ہو جاتے ہیں اور ملک میں سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی زندگی کو اس حد تک پریشان کن بنا دیا جاتا ہے کہ آزادی کی فضا عوام کے لیے ایک ہولناک عذاب کی صورت اختیار کر لیتی ہے ظلم و استبداد کے دیو انسانی لہو چاٹنے کے لیے یکسر آزاد کر دیئے جاتے ہیں جن کے ظالمانہ ہتھکنڈوں سے لوگ قید و بند کی صعوبتوں کو آزادی کی برکات کے مقابلے میں اپنے لیے زیادہ بہتر خیال کرنے لگتے ہیں مقصد یہی ہوتا ہے کہ لوگ اس قدر بے حس اور بے ضمیر بنا دیئے جائیں کہ انہیں کبھی ظلم و استبداد کے خلاف

Marfat.com

آواز بلند کرنے کی جسارت ہی نہ ہو۔

یوں تو فسطائیت کے بھی مختلف رُوپ ہیں مگر جو فسطائیت خلفشار، دہشت پسندی، اباحیت، جنسی انارکی، فحاشی، دھونس دھاندلی، عدم تحفظ کے شدید احساس اور معاشی انصاف کے پردے میں معاشی استحصال اور ناانصافی کے جلو میں آتی ہے وہ نتائج کے اعتبار سے انتہائی تباہ کن ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں پہلے آزادی کے احساسات کو مُردہ کیا جاتا ہے پھر ان کے مدفن پر فسطائیت کا محل تیار ہوتا ہے اس لیے اس کے علمبردار عوامی جذبات سے یکسر بے پرواہ ہو کر انسانوں کو جس طرح چاہتے ہیں استبداد کی چکی میں پیستے ہیں اور انہیں کسی قسم کا کوئی کھٹکا محسوس نہیں ہوتا کیونکہ عوام کے اندر ظلم کے خلاف احتجاج کی قوت تو کیا اُن کے اندر آہ بھرنے کی سکت بھی باقی نہیں رہتی۔ یہ پاکستانی قوم کی بدقسمتی ہے کہ اس پر روزِ اوّل سے مختلف حربوں سے فسطائیت مسلط کرنے کے پیہم تجربات کیے جاتے رہے ہیں اور اب خلفشار اور تشدد کے ذریعہ اس ظالمانہ نظام کو رواج دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ اب کی عوامی حکومت پھر سے عوامی مفاد کے نام پر استبداد کی بھٹی میں اسے جھونک رہی ہے تاکہ اس کی انسانیت جھلس کر رہ جائے اور اس کی آرزوئیں اور تمنائیں جل کر خاکستر ہو جائیں اور اس کے اندر کبھی بھی یہ احساس زندہ نہ ہونے پائے کہ وہ ذی روح انسانوں کا گروہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کی خلعت عطا فرما کر اس دنیا میں بھیجا ہے اس لیے وہ اپنے جیسے انسانوں کی غلامی کے لیے نہیں بلکہ خدا کی غلامی کے لیے پیدا ہوئی ہے اور جو فرد یا گروہ اجتماعی مفاد کے نام پر چراغاں کر کے اس کے انسانی حقوق سلب کرتا ہے وہ اس کا بہی خواہ نہیں بلکہ اُس کا دشمن ہے ؎

تم تو مصروفِ چراغاں تھے تمہیں کیا معلوم
اس دیوالی میں دیئے بجھ گئے کتنے گھروں کے

اَنَا وَلَا غَیرِی کا فلسفۂ غرور

ضروری ہے کہ موجودہ حالات کا اپنے پس منظر اور پیش منظر کے اعتبار سے ایک تحقیقی جائزہ لیا جائے اور اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جائے کہ اسلامی معاشرہ کے لیے ارتقاء و عروج، بقا و سالمیت اور زندگی کے

Marfat.com

رواں دواں قافلے کے ساتھ جانے کے لیے صحیح اور معتدل راہ کیا ہے۔ اس وقت ملک بھر کی تمام دینی قوتوں، دردمند مسلمانوں اور جمہور اہل اسلام کو سب سے زیادہ اسی مخلصانہ شورہ کی ضرورت ہے اور اس سلسلہ میں ذرا سی غلطی اور تھوڑی سی بے اعتدالی بھی ان کو کہیں سے کہیں لے جاسکتی ہے ع

یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد۔

بدقسمتی سے فسطائی نظام دہشت اور غنڈہ گردی کے بل بوتے پر آگے بڑھتا ہے اور خوف وہراس کی مدد سے اپنا تسلط قائم رکھتا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ حکمران مسلمان کہلانے کے باوجود اسلامی احکام پر نہ تو خود عمل پیرا ہیں اور نہ اس کے اجراء کے عزائم رکھتے ہیں حکومت ہی کی سرپرستی میں پھرتے غنڈوں، بدمعاشوں، چوروں، مجرموں، شرابیوں اور فتنہ پروروں کا طوطی بولنے لگا ہے، شرفاء کی پگڑیاں اچھالنے میں کوئی باک محسوس نہیں کی جارہی، ملک میں اسلامی اقدار کے بجائے لادینی کردار کی ترویج کی جارہی ہے، خدا کی حاکمیت پر اپنی حکومت کو اور دینی مسلمات اور اخلاقی اقدار کے مقابلے میں آرٹ کونسلوں اور ثقافتی اداروں کو ترجیح دی جارہی ہے۔ خالص مذہبی اور دینی قوتوں، اپنے مخالفین اور حزب اختلاف کے قائدین کے خلاف توپوں کے دہانے کھول دیئے گئے ہیں۔ فسطائیت اور بھٹو ازم کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے سوا کسی اور کو قیادت کے منصب یا متبادل قیادت کے طور پر اُبھرتے دیکھنے کا روادار نہیں ہے، اَنَا وَلَا غَیرِی کا فلسفۂ غرور اس کی فطرت ثانیہ ہے۔ شکاگو کے مجرم، لندن کے ڈاکو، ماسکو کے قزاق، یونان کے رسّہ گیر، اسرائیل کے غنڈے اور بھارت کے ایجنٹ اب کے عوامی دورِ سعادت میں کمر کس کر میدان میں آگئے ہیں۔ شرفاء اور سادہ لوح مسلمانوں کے ضمیر و ایمان خریدنے اور انہیں انسانیت کے اصل مقام سے ہٹانے کے لیے لالچ، دھونس دھمکی، دھاندلی کا ظلم و تشدد کا کوئی حربہ ہی ایسا نہیں رہا جسے آزمانے کی کوشش نہ کی جارہی ہو۔

بہرحال حکمرانوں کے عزائم، حکومت کی پالیسیاں، مستقبل کی ترجیحات حکومتی ہیئت کے غوامض اور اسرار سے واقفیت کسی بھی سوجھ بوجھ رکھنے والے انسان سے مخفی نہیں ہیں۔ حکومت کا ہر کل پرزہ، وزراء، مشیران با تمکین، ممبران پارلیمنٹ اور افسرانِ محکمہ غرض ہر شخص بے نقاب

Marfat.com

ہو کر سامنے آرہا ہے۔ نشریاتی اداروں، انٹرویوز، پریس کانفرنسوں، جلسوں میں تقاریر اور روزانہ کے اخباری بیانات سے سب کی انفرادی سیرت اور اجتماعی ذہنیت کی پہچان ہر کہہ و مہ پر عیاں ہو گئی ہے، کھرے اور کھوٹے دونوں نکھر گئے ہیں، اقتدار اور جاہ و منصب اور سیاسی قیادت کا سٹیج ایسا پیمانہ ہے جس سے راہنمایانِ قوم کے ظرف کا صحیح صحیح اندازہ ہوتا ہے ؎

خُدا جانے کس کس پہ الزام آتا
اگر ہم بیاں اپنی رُوداد کرتے

غیر جمہوری، غیر آئینی، ظالمانہ غیر منصفانہ اور یک طرفہ فیصلے

اس دنیا میں جہاں کہیں بھی عوامی آمریت کی راہ سے فسطائیت کا ظالمانہ نظام برپا کیا گیا ہے اور اس کے فروغ، ترویج اور غلبے کے لیے جو پالیسیاں، جو وطیرے، جو حربے اور جو طریقے اختیار کیے گئے ہیں موجودہ حکومت اور عوام کے اندر بھی وہی پہلو بڑے نمایاں نظر آرہے ہیں۔

برسرِ اقتدار طبقے کی زبان پر ہر وقت عوامی مفاد کا وِرد جاری رہنے لگا ہے اور عوامی عوام کے نعرے سُن سُن کر لوگوں کے کان پک رہے ہیں مگر عوام کے لیے سوائے الفاظ کی شعبدہ بازی کے اور کچھ نہیں کیا جا رہا، بیچاری عوام کو صرف طفل تسلیوں پر زندہ رکھنے کی کوشش جاری ہے، بے رُوزگاری اور معاشی ناہمواری کے وہ مسائل جو اہلِ وطن کی زندگیوں کو عذاب بنائے ہوئے ہیں، اس عذر کے تحت ٹالے جا رہے ہیں کہ خزانہ خالی اور ملک دیوالیہ ہے، مزدوروں بیروزگاروں، کسانوں، آجروں کو تو ان کے حقوق و مراعات کے جواب میں "خزانہ خالی" ہے کی غزل الاپی جاتی ہے مگر بیوروکریسی کے چونچلے پورے کرنے کے لیے ایک ہزار سی سی کی نئی گاڑیاں خریدنے کی باقاعدہ اجازت دیدی گئی ہے، مشیروں کی ایک فوجِ ظفر موج بھرتی کر کے اور وُن پارٹی کارکنوں کو سرکاری ملازمین بنا کر یکطرفہ، غیر منصفانہ، ظالمانہ، غیر جمہوری اور غیر آئینی فیصلوں کو قوم پر مسلط کر دیا گیا ہے ؎

میرا قاتل انہیں کہتے ہیں سب، اور ٹھیک کہتے ہیں
قسم سو بار وہ کھائیں قسم کھانے سے کیا ہوگا

Marfat.com

دھواں دھار تقریروں اور بے پناہ پروپیگنڈے کے زور سے عوام کو سطحیت اور جذباتی ڈگر پر لایا جا رہا ہے تاکہ وہ خالص دینی، اسلامی، قومی، اخلاقی اور مثبت اقدار پر اکٹھے نہ ہو سکیں، سیاستدانوں کی اکثریت قومی اور دینی جذبے سے عاری ہے اور جن لوگوں سے قدرے توقع تھی وہ بھی لادین مغربی جمہوریت کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں اور بدقسمتی سے اس دور میں بھی علماء سوء کا ایک طبقہ اوامر کا حریف، نواہی کا حلیف اور منبر و محراب کا سوداگر بن بیٹھا ہے۔

اہم قومی امور اور ملک کی پالیسی کے معاملات میں قومی عزت، سیاسی آبرو، ملکی ناموس اور دینی شرف تک کی خرید و فروخت کا بازار گرم ہے۔ بڑے بڑے سربستہ راز حکام کی خندہ ہائے نیم شبی میں گم ہوتے جا رہے ہیں۔ غریبوں کی جرأت و جسارت، قربانی، استقامت اور صداقت کے اعتراف و احترام کا محض پروپیگنڈہ ہے عملاً وہی جاگیردار اور حکومت کے اہلکار پل رہے ہیں جو اس تمام کیے دھرے کے ذمہ دار ہیں۔

عوام کے خلاف سازشیں
سندھی نیشنل ازم کا فلسفہ

دعویٰ تو اس امر کا ہے کہ حکومت جمہوری اور عوام کی ہے مگر عوام ہی کے خلاف سازشیں کر کے انہیں زیادہ سے زیادہ بے بس بنانے کی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ حکومت کا مزاج سراپا فسطائی، آمرانہ اور [illegible] ہے۔ جمہوریت تو سرپیٹ کے عنقا ہو گئی ہے۔

جمہوری نظام سیاسی جماعتوں کے ذریعہ چلتا ہے اس لیے سیاسی جماعتوں کو جمہوری بنانے پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے مگر پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں جمہوریت کی دعویدار اور برسر اقتدار پارٹی کی سربراہ سمیت وڈیرے اور جاگیردار، خوانین اور سردار اپنی سیاسی پارٹیوں کی طرح نظام حکومت کو بھی اپنی جاگیروں اور رجواڑوں کی طرح چلا رہے ہیں، انتخابات اور جمہوریت کا نعرہ حصولِ اقتدار کے لیے لگایا جاتا ہے۔ پارٹی منشور، ملک کی نظریاتی اساس اور دستور دی کے پرزے اور اخلاقی اقدار ٹشو پیپر سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔

ملکی سیاست بھی پیروں، نوابوں، شہزادوں اور شہزادیوں کا وراثتی کھیل بن چکی ہے۔ سیاسی پارٹیاں وراثت اور نامزدگی کے ذریعہ چل رہی ہیں، اس خام مواد کے ساتھ کیا واقعی "عوامی حکومت" کے قیام کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو چکا ہے؟

Marfat.com

جُدا جبتک تیری زُلفوں سے پیچ و خم نہیں ہوں گے
سِتم دُنیا میں بڑھتے ہی رہیں گے کم نہیں ہوں گے

ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت اور اس کی ذیلی تنظیمیں مجرموں کی محافظ اور ان کی پناہ گاہیں بن گئی ہیں، عوام کے لیے اس سے بڑا عذاب اور کوئی نہیں، حالانکہ یہ اُن کی ذمہ داری تھی کہ وہ پہلے اپنی صفوں میں شامل مجرموں کو پکڑتے، انہیں قانون کے حوالے کرتے یا کم از کم افراد کی کردار سازی اور فروغ خیر کے لیے ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتے تو وہ معاشرہ کے لیے سراپا رحمت بن سکتے تھے۔ موجودہ صورتِ حال نے مملکت کی حدود اور ملت کے وجود میں سینکڑوں متحارب دائروں کو جنم دیا ہے جن کے اندر مجرموں کی محفوظ پناہ گاہیں ہیں اور ان کی نرسریاں ہیں جن کے اندر باہم جنگ و جدل ہے، معرکہ آرائی ہے، صف بندی اور ایک دوسرے کو ختم کرنے کے عزائم ہیں۔ قانون بے بس، محافظ قانون بے اختیار اور حاکمانِ وقت مفلوج ہیں، عدل کے تقاضے کیسے پورے ہوں؟ مجرموں کو کیفر کردار تک کون پہنچائے؟ گروہی مفادات کے رجحان نے پوری قوم کے اجتماعی مفاد کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔

علاقائی تعصب اور پنجابی و سندھی نیشنلزم کا شوشہ کھڑا کر کے مستحکم مملکت کو شکست و انتشار اور انحطاط کی طرف لے جایا جا رہا ہے، لوگوں کی اجتماعی زندگی زیادہ سے زیادہ خلفشار کی نذر کر کے ملک کے اندر افتراق اور باہمی آویزش پھیلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جا رہی قصداً ایسی پالیسیاں بنائی جا رہی ہیں جن سے معاملات سلجھنے کے بجائے اُلجھتے رہیں اور عوام کے اندر اپنے مستقبل کے بارے میں مایوسی کے احساسات پیدا ہونا شروع ہو جائیں تاکہ فسطائیت کی علمبردار قوتیں طوفان اٹھا کر عوام کے بے لنگر فکری جہاز کو جس طرف چاہیں بہا کر لے جائیں۔

لیکن اگر قوم ذہنی اعتبار سے متوازن اور جذباتی لحاظ سے معتدل ہے تو اسی تناسب سے اس میں فسطائی نظام کا قیام ناممکن ہوگا۔

ملک کو سیکولر اور سوشلسٹ سٹیٹ بنانے کی مذموم مساعی

بدقسمتی سے جس طبقہ کے ہاتھ میں اس وقت ملک کی زمام کار ہے اُس کی ذہنی ساخت، اس کی تعلیم و تربیت اور اس کی ذاتی اور سیاسی مصالح کا

Marfat.com

تقاضا ہے کہ اس ملک میں مغربی افکار و اقدار کو فروغ دیا جائے اور اس ملک کو مغربی ممالک کے نقش قدم پر چلایا جائے اور جو دینی تصورات، قومی عادات، ضوابطِ حیات اور قوانین و روایات اس مقصد میں مزاحم ہوں ان میں ترمیم و تنسیخ کی جائے۔ بالاختصار یہ کہ ملک اور معاشرہ کو تدریجی طور پر لیکن عزم اور فیصلہ کے ساتھ مغربیت اور مکمل لادینیت کے سانچے میں ڈھال دیا جائے اور ملک کو ایک اسلامی ریاست کا تشخص دینے کے بجائے سیکولر اور ایک سوشلسٹ سٹیٹ میں تبدیل کر دیا جائے اور یہ اس لیے کہ خود اربابِ اقتدار کی رُوح ثقافت زدہ ہے، انکے نفس اس کے زہر سے مسموم ہو چکے ہیں اور ان کے عہدِ اقتدار کے آغاز ہی سے ابلیسی ثقافت، ارتدادی ثقافت اور اشتراکی ثقافت کے مزبلوں کو ملک کی نوجوان دوشیزاؤں کی عزت و آبرو کا خون پلایا جا رہا ہے۔

۲۳ جنوری کو پاکستان ٹیلیویژن پر میوزک ۱۹۸۹ء کے عنوان سے جو رسوائے زمانہ اور مادر پدر آزاد پروگرام پیش کیا گیا، لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ساتھ رقص اور بہن بھائی کا شرمناک کردار اس پر مستزاد! معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس ملک اور قوم کا اس طرح اخلاقی دیوالیہ نکال دینا چاہتی ہے۔

اس نئے ثقافتی دور میں یہود و ہنود اور عیسائی و اشتراکی ایجنٹ، ایجنسیاں دینِ اسلام، اخلاقی اقدار، شرافت، شرم و حیا، اور قومی غیرت و حمیت کے خلاف کسی بھی ممکن حربہ کے اختیار کرنے سے دریغ نہیں کر رہے، وہ اس قسم کے شیطانی حربوں سے اسلامی حمیت اور دینی غیرت کو شکست دینا چاہتے ہیں، اس لیے اخلاقی رہزنوں اور عالمی قزاقوں کا پورا زور اور حکومتی مشینری کی تمامتر توانائیاں مسلمانوں کے دینی تصلب کے خلاف صرف کی جا رہی ہیں۔ ہر روز دینی مسلمات، اخلاق و شرافت اور اسلامی روایات کے خلاف کوئی کتاب، کوئی تحریر، کوئی پروگرام، کوئی مقالہ، کوئی تقریب، کوئی کردار اور کوئی نہ کوئی سازش ضرور انجام پذیر ہوتی ہے۔ ٹیلیویژن ڈراموں میں داڑھیوں سے تمسخر و استہزاء اور شرعی احکام و نصوص اور نبی کی تعلیمات و ہدایت کے خلاف عاصمہ جہانگیر جیسی مغرب زدہ خواتین کے فرسودہ، مغلظ اور خلافِ اسلام انٹرویوز اور خرافات کو ٹیلی کاسٹ کرنا ایسے ہی مذموم مقاصد کی تکمیل کا ایک مرحلہ ہیں۔ ہمارے

Marfat.com

خیال میں حکومتی سطح پر علم و نظر اور فکر و بصیرت کو اضطراب انگیز مرحلہ جانکنی درپیش ہے، خوشامد کا بول بالا ہے، حکمت اور دانائی احمقوں کے گھر چلی گئی ہے اور وہ اپنے دماغ کی علالت کو صحت کا نام دے رہے ہیں، جاہل علم کے مالک بن بیٹھے ہیں، ادب کے اجارہ دار غیر ملکی ایجنٹ بن گئے ہیں، سیاست کے متولی کاسہ لیس اور مطلب پرست ہیں۔ حکومت کے نسخۂ دہن سوزی کے پیشِ نظر سراج احمد دین پوری کی طرح بعض اہلِ جبّہ و دستار بھی گونگے شیطان کا کردار ادا کر رہے ہیں ؎

ایں چہ شوریست کہ در دورِ قمر مے بینم
ہمہ آفاق پُر ز فتنہ و شر مے بینم
اسپ تازی شدہ مجروح بہ زیرِ پالاں
طوقِ زرّیں ہمہ در گردنِ خر مے بینم

فردِ واحد کے پاس بے پناہ اختیارات کا ارتکاز

فسطائی عزائم رکھنے والی عوامی حکومتیں اس بات کا پورا پورا اہتمام کرتی ہیں کہ ایک خاص شخصیت کو قوت اور طاقت کا واحد سرچشمہ بنا دیا جائے جس کے نتیجے میں پروپیگنڈے کے زور سے عوام زندگی کے ہر معاملے میں قوت کے اس واحد سرچشمے کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اس کے بارے میں منزّہ عن الخطا ہونے کا تصور بھی قائم ہو جاتا ہے اس لیے اُس کی ہر بات کو حکمِ خداوندی کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ (نعوذ باللہ) ہٹلر کے بارے میں نازی اِزم کے علمبردار یہ بات برملا کہا کرتے تھے کہ جو کچھ ہٹلر کہتا اور کرتا ہے اس میں خدا کی رضا پوری شامل ہے۔

حکومت اور حکمرانوں کے کاموں میں نمائش کا عنصر بہت زیادہ غالب رہتا ہے۔ بظاہر بڑے بڑے کارنامے انجام دینے اور عوام کو جنتِ ارضی کی نعمتوں سے مالا مال کر دینے کے قطعی مژدے سنائے جاتے ہیں لیکن واقعات کی دنیا میں کچھ نہیں ہوتا، عوام اپنے حالات میں کوئی بہتری محسوس نہیں کرتے۔

اب کے حالات میں سب دیکھتے ہیں کہ ملک کو بڑی سُرعت کے ساتھ فسطائیت کے

Marfat.com

جہنم کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ آٹھویں ترمیم کی تنسیخ کے سلسلہ میں ریفرنڈم کا راگ بھی اسی لیے الاپا جا رہا ہے کہ اندھی بہری آمریت کے تسلّط کے لیے فردِ واحد کے پاس بڑی قوت اور طاقت اور بے پناہ اختیارات کا ارتکاز ہو سکے حکمرانوں کا زیادہ وقت اصل مسائل پر توجہ دینے کے بجائے تقریروں، کانفرنسوں اور بیان بازیوں میں صرف ہو رہا ہے نت نئے مظاہر دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ دستورِ مملکت ہو یا جمہوریت، اخلاقی اقدار ہوں یا نظام سیاست سب کو بازیچۂ اطفال بنا دیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے لادین سیاست دان اور امراء و وزراء سمیت، ملّت کا بڑا ناکارہ عنصر بن چکے ہیں۔ اب ان سے خوشامد کے سوا کسی بھی بہتر عمل کی توقع عبث ہے ان کا وجود قوم کے لیے سرطان کا پھوڑا ہے۔ بیوروکریٹس اور حکام مغربی تہذیب اور انگریز کی گود میں پلے ہیں جو اپنے آقایانِ ولی نعمت ہی کی وفاداری کا مکمل نمونہ ہیں۔ وزیر اعظم کے زعمِ اقتدار میں طنطنے، جذباتی و انتقامی زبان، کبر نفسی، ضمنی انتخابات میں کم حوصلگی، پنجاب کی صوبائی حکومت کے معاملے میں کم ظرفی اور ناشائستہ لب ولہجہ سے عام لوگ یہی تاثر لیتے ہیں کہ جن راہوں سے فسطائی نظام آتا ہے اُن راستوں کو کھولا بلکہ اچھی طرح کشادہ بنایا جا رہا ہے تاکہ اس کی پیشقدمی میں کسی قسم کی مزاحمت نہ ہونے پائے بلکہ ان راہوں میں جو موانع موجود تھے انہیں پوری قوت کے ساتھ مٹایا جا رہا ہے ــــ کراچی کی ایک تقریب میں محترم جناب ڈاکٹر رشید چودھری کی اس لیے پسلیاں توڑ دی گئیں کہ انہوں نے حکومت کے ایک وزیر کی موجودگی میں صدر ضیاء الحق مرحوم کا نام لیا تھا۔ بے چارے فسطائی سیاست کے انتقامی پہلو کی زد میں آ گئے اور اب موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں ــــ پھر داخلی طور پر بھی ایسے عوامل اور محرکات کو ترجیح دی جا رہی ہے کہ جس سے لوگ فسطائیت کے قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ فسطائیت کی کامیابی کی پہلی منزل یہی ہے کہ عوام پر اپنی پریشاں فکری اور پریشاں نظری کی وجہ سے ان کا گوہرِ مقصود ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے، انہیں معلوم نہ ہو سکے کہ انہوں نے کدھر جانا اور کیا کرنا ہے، ان کی جدوجہد اور صلاحیتوں کا کوئی تعمیری مصرف باقی نہ رہے اور قید ہونے کے باوجود انہیں اپنی گرفتاری کا احساس نہ ہو؎

قید خانے کی بظاہر کوئی دیوار نہیں ہم گرفتار ہیں ایسے کہ گرفتار نہیں

Marfat.com

الحاد کا فروغ، معاشی بے تدبیریاں اور تلخ ثمرات

فسطائیت چھوٹی چھوٹی قومیتوں کا تصور اُبھارنے سے ملّت کا شیرازہ منتشر کر دیتی ہے جس سے فکری انتشار پیدا ہوتا ہے جو خود فسطائیت کے پنپنے اور لادینی نظاموں کے غلبہ اور فروغ پانے کے لیے کھاد کا کام دیتا ہے۔ آغازِ کار ہی سے آپ ریڈیو اور ٹیلیویژن کے صرف ایک روز کے پروگراموں کا جائزہ لیں۔ سرکاری اخبارات کے اداریوں، شہ سرخیوں اور مضامین پر اچٹتی ہوئی نگاہ ڈالیں تو حکومت کے عزائم کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ ڈیڑھ ماہ کے اس قلیل عرصہ میں جس الحاد اور انتشار کے بیج عوام کے ذہنوں میں بوئے گئے ہیں اس کے تلخ ثمرات قومی زندگی کے ہر گوشے میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ معاشی زندگی میں بھی خلفشار کے جو بھیانک اور خوفناک مناظر سامنے آ رہے ہیں اس سے تو یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ بیچارے مزدور کی شبِ تاریک بھی دُور ہو جائے گی اور معاشرہ بیروزگاری کی دست بُرد سے نجات حاصل کرے گا یا بڑھتی ہوئی مہنگائی اور چڑھتی ہوئی قیمتوں کا عفریت روک کر ان کے اندر اعتدال بھی پیدا کیا جا سکے گا؟

اور ہم سمجھتے ہیں کہ معاشی میدان میں قصداً اور پیہم بے تدبیریاں کر کے روزگار اور فیمنوں کے توازن کو شدید متزلزل رکھ کر خوف و ہراس کی ایسی کیفیت پیدا کی جا رہی ہے جو بالآخر فسطائیت کے قیام پر منتج ہو، سستی شہرت کے حصول کے لیے خوش کن نعروں کی بھرمار سے محنت کشوں کا دل بہلایا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سرمایہ کاری کا دائرہ سکڑنے کی وجہ سے پیدائشِ دولت اور روزگار میں تشویشناک حد تک کمی واقع ہو رہی ہے، اشیاءِ صرف کی قیمتوں میں سرعت سے اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے موجودہ حالات میں ایک نادار اور مفلس تو کیا ایک اوسط درجے کی آمدنی رکھنے والے شخص کی زندگی بھی عذاب بن گئی ہے ——

علاوہ ازیں دہشت پسندی اور غنڈہ گردی کی قہرمانیوں سے شاید ہی کوئی شہری ہو جو پریشان حال نہ ہو، سماج دشمن عناصر کے حوصلے بڑھ گئے ہیں، وہ سرِ عام دیدہ دلیری سے کر گذرتے ہیں کوئی ان سے باز پُرس کی جرأت نہیں کرتا۔ قتل، ڈاکہ زنی، چوری، اغوا، بربریت اور اس نوعیت کے دوسرے سنگین جرائم زندگی کا معمول بن گئے ہیں، ان جرائم کے بڑھنے سے عوام میں

Marfat.com

عدم تحفظ کا احساس پرورش پا رہا ہے جو فسطائیت کے قیام کے لیے نہایت ضروری ہے کیونکہ جو شخص اپنی زندگی اور آبرو کو محفوظ سمجھتا ہے اُس کے اندر اپنے انسانی اور شہری حقوق کے تحفظ کا احساس بھی انگڑائیاں لیتا ہے اور جو شخص زندگی کو ہر لمحہ غیر محفوظ سمجھتا ہے وہ ایسی غلامی کو اپنے لیے بہت بڑی نعمت خیال کرتا ہے جس کا طوق پہننے سے اس کی زندگی کا تحفظ ہو جائے ع

کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

فسطائیت کے تسلط، ترویج اور غلبہ و فروغ کا یہ اندوہناک آغاز اس کے علمبرداروں کے لیے تو خوشی اور مسرت کا باعث ہو سکتا ہے مگر اس ملک کے حقیقی بہی خواہوں کے لیے سخت وجہ پریشانی ہے جو اس ملک کو اس لعنت سے محفوظ و مامون دیکھنا چاہتے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ احساس واقعۃً بھی اصلاحِ انقلاب اُمت کا ذریعہ ہو سے

ہنسنے کا تو موقعہ نہیں آ بیٹھ کے رو لیں
یہ فرصتِ غم بھی دلِ ناکام بہت ہے

(ماہنامہ "الحق" فروری ۱۹۸۹ء)

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی ایک اور عظیم تاریخی پیشکش

جمالِ انورؒ

تذکرہ وسوانح علامہ انور شاہ کشمیریؒ

مولانا عبدالقیوم حقانی

سلسلۂ نسب' ولادت' والدین' تحصیلِ علم' تعلیم وتربیت' تذکرۃ الاساتذہ' دارالعلوم دیوبند میں کسبِ فیض اور تدریس کا آغاز' کارِ علمی' تبحر' بے مثال حافظہ' ذوقِ مطالعہ اور حیرت انگیز مطالعاتی یادداشتیں طالبانِ علوم نبوت پر شفقت' تشجیع وتربیت' تسامح وعنایت' بے تکلفی وظرافت' محدثانہ جلالتِ قدر' تدریسی خصوصیات' تجدیدی کارنامے' محققانہ مباحث' مجتہدانہ افاضات' درسی معارف وافادات' تصنیف وتالیف اور تحقیق کے نادر نمونے وشہ پارے' ذوقِ شعر وادب' افادات' ملفوظات' رُخِ انور کی تابانیاں' حسنِ صورت وسیرت کا مرقع' دلبرانہ ادائیں ومعصومیت' اتباعِ سنت کا اہتمام' خودداری واستغناء اور مخلوقِ خدا پر شفقت' سلوک و تصوف اور صفائے باطن کا اہتمام' احترام واطاعتِ اساتذہ' حضرت گنگوہیؒ سے عشق ومحبت' عبدیت' انابت' معاصی سے اجتناب اور نفرت' عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قادیانیت کا تعاقب' حضرت امام کشمیریؒ کا سفرِ آخرت' دو تاریخی دستاویزات :ا۔مقدمہ بہاولپور کی تفصیلی رپورٹ ۲۔علامہ رشید رضا کی آمد پر علماءِ دیوبند کے عقائد' مسلک ومنہج پر مفصل خطاب۔

صفحات : 298 .... قیمت : 120 روپے

300 روپے بھیجنے پر ''جمالِ انور'' کے ساتھ ساتھ ماہنامہ ''القاسم'' بھی ایک سال کے لئے جاری کر دیا جائے گا۔

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

فون نمبر 0923-630237 .... فیکس : 0923-630094

Marfat.com

مولانا سید اسعد مدنیؒ نمبر

ترتیب ! مولانا عبدالقیوم حقانی

فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنیؒ کی پُرعزم زندگی لازوال جدوجہد قومی وملی خدمات قابل فخر کارنامے
لائق تحسین کردار انفرادی واجتماعی ان گنت کارہائے نمایاں سیرت واعمال کے ہمہ جہتی پہلوؤں پر مشتمل

ایک پورے عہد کی ترجمان دستاویز

معرکۃ الآراء تحریریں گرانقدر مضامین تفصیلی تجزیے تأثرات ومشاہدات ملی وقومی خدمات فروغ اسلام کیلئے
انتھک جدوجہد کی تاریخ فرقِ باطلہ کا تعاقب اور مغربی سامراج کا مقابلہ علمی مقام اور روحانی عظمتِ شان

چند لکھنے والے

مولانا سید ارشد مدنی، مولانا سید اسجد مدنی، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی
مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی، مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی، مولانا نور عالم خلیل امینی، مولانا اسجد قاسمی،
مولانا زاہد الراشدی، قاضی حسین احمد، مولانا محمد سلمان منصور پوری، مولانا محمد یحییٰ قاسمی، مولانا راشد الحق سمیع حقانی،
مولانا مفتی محمود زبیر، مولانا مجاہد الحسینی، سید مفتی محمد مظہر اسعدی، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا محمد زاہد شاہ ڈیروی
مولانا ابوبکر غازی پوری اور ان جیسے دیگر اکابر ومشائخ اور اہلِ قلم حضرات کی گراں قدر رشحاتِ قلم

۴۰۰ صفحات سے زائد عمدہ طباعت مضبوط جلد بندی قیمت صرف ۳۰۰ روپے
اسی رقم میں آپ ماہنامہ القاسم کے ایک سال کے لئے خریدار بھی بن جائیں گے

صفحات: 513 .... قیمت : 250 روپے

ماہنامہ القاسم جامعہ ابوہریرہ برانچ پوسٹ آفس خالق نوشہرہ سرحد پاکستان
فون : 0923-630237
فیکس :630094

Marfat.com

Marfat.com

عبدالقیوم حقانی کی تصنیفات

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ

خالق آباد • ضلع نوشہرہ • سرحد پاکستان

Marfat.com